مشاجراتِ صحابہ

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

خیر القرون اور بعد کے اہل سنت کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ ہے کہ مشاجراتِ صحابہ میں زبان بند رکھی جائے اور سب کے حق میں دُعائے مغفرت کی جائے۔

❁ امام ابو رجاء قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ (۲۴۰ھ) مسلمانوں کا اجماعی و اتفاقی عقیدہ بیان کرتے ہیں:

اَلْكَفُّ عَنْ مَسَاوِئِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يُذْكَرُ أَحَدٌ مِّنْهُمْ بِسُوءٍ، وَلَا يُنْتَقَصُ أَحَدٌ مِنْهُمْ.

''صحابہ کی خطاؤں پر زبان بند رکھی جائے، کسی کی برائی اور تنقیص نہ کی جائے۔''

(شِعار أصحاب الحديث لأبي أحمد الحاكم، ص: 30، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابوبکر عبداللہ بن زبیر حمیدی رحمہ اللہ (۲۱۹ھ) لکھتے ہیں:

اَلتَّرَحُّمُ عَلٰى أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلِّهِمْ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ: ﴿وَالَّذِينَ جَاءُ وا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ فَلَنْ يُؤْمِنَ إِلَّا بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، فَمَنْ سَبَّهُمْ أَوْ تَنَقَّصَهُمْ أَوْ أَحَدًا مِنْهُمْ فَلَيْسَ عَلَى السُّنَّةِ، وَلَيْسَ لَهٗ فِي الْفَيْءِ حَقٌّ.

''تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دعا کرنا (بھی سنت ہے)، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَالَّذِينَ جَاءُ وا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ......﴾(الحشر : ١٠)

''صحابہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہونے والے دعا گو رہتے ہیں کہ ہمارے رب! ہمیں اور ایمان میں سبقت لے جانے والے ہمارے بھائیوں کو بخش دے اور مومنوں کے بارے ہمارے دلوں میں بغض و کینہ پیدا نہ کرنا، بلا شبہ تو مشفق و مہربان ہے۔'' ہمیں ان کے لیے صرف استغفار کا حکم ہے، لہٰذا جو ان سب، بعض یا کسی ایک کو برا بھلا کہے گا، وہ عقیدہ اہل سنت پر نہیں ہوگا، نہ ہی اس کے لیے مال فے میں سے کوئی حصہ ہوگا۔''

(أصول السّنة، المندرج في آخر مسنده: 546/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ امام ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ (٣١٦ھ) فرماتے ہیں:

قُلْ : خَيْرُ قَوْلٍ فِي الصَّحَابَةِ كُلِّهِمُ ...... وَلَا تَكُ طَعَّانًا تَعِيبُ وَتَجْرَحُ .

فَقَدْ نَطَقَ الْوَحْيُ الْمُبِينُ بِفَضْلِهِمُ ...... وَفِي الْفَتْحِ آيٌ فِي الصَّحَابَةِ تَمْدَحُ .

''ہر صحابی کے بارے میں کلمہ خیر کہیے، ان کی عیب جوئی اور ان پر جرح کرنے والوں سے نہ بنیئے ....وحی الٰہی ان کے فضائل بیان کرتی ہے اور سورت فتح کی آیات ان کی تعریف کرتی ہیں۔''

(الشّريعة للآجرّي: 2562/5، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ یہ عقیدہ بیان کرنے کے بعد ابن ابی داوٗد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذَا قَوْلِي وَقَوْلُ أَبِي وَقَوْلُ أَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ وَقَوْلُ مَنْ أَدْرَكْنَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَنْ لَمْ نُدْرِكْ مِمَّنْ بَلَغَنَا عَنْهُ، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ غَيْرِ هٰذَا فَقَدْ كَذَبَ .

یہ عقیدہ میرا، میرے والد (امام ابو داوٗد رحمہ اللہ)، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور جن علما سے ہماری ملاقات ہوئی ہے، ان کا ہے اور وہ علما بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں، جن کے عقائد تو معلوم ہوئے، مگر ان سے ملاقات نہیں ہو سکی، میری طرف کسی اور عقیدے کی نسبت کرنے والا جھوٹا ہے۔''

(الشّريعة للآجرّي: 2562/5، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ علامہ نسفی حنفی رحمہ اللہ (۵۳۷ھ) لکھتے ہیں:

يُكَفُّ عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ .

''صحابہ کا ذکر خیر ہی کیا جائے گا۔''

(العقيدة النّسفية، ص 29)

۞ علامہ کاسانی حنفی رحمہ اللہ (۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

اَلْكَفُّ عَنْ تَفْسِيقِهِمْ، وَالْإِمْسَاكُ عَنْ الطَّعْنِ فِيهِمْ مِنْ شَرَائِطِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .

''صحابہ کرام کو فاسق قرار دینے سے باز رہنا اور ان پر طعن و تشنیع سے

رکے رہنا اہل سنت والجماعت کی شرائط میں سے ہے۔''

(بدائع الصّنائع : 117/5)

۞ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (۶۳۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الطَّعْنَ فِيهِمْ طَعْنٌ فِي الشَّرِيعَةِ .

''صحابہ پر طعن دراصل شریعت پر طعن ہے۔''

(الكامل في التّاريخ : 582/6)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''اہل سنت کے عقائد میں شامل ہے کہ صحابہ کرام کے اختلافات میں زبان بند رکھی جائے، صحابہ کرام کے فضائل (قرآن وسنت سے) ثابت ہیں، ان سے محبت فرض ہے۔ یہ اپنی بعض خطاؤں پر ایسا معقول عذر رکھتے تھے، جس پر بعد والے مطلع نہیں ہو سکے، بعض خطاؤں سے توبہ کر لی تھی اور بعض خطائیں اللہ تعالیٰ نے خود ہی معاف فرما دی تھیں۔ مشاجرات صحابہ میں غور کرنے سے اکثریت کے دل میں ان کے متعلق بغض وعداوت جنم لیتی ہے اور وہ گنہگار وخطا کار ہو جاتے ہیں۔ یوں وہ خود کو اور اپنے ہمنواؤں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ مشاجرات پر رائے زنی کرنے والوں کی اکثریت کا یہی حال ہوا۔ انہوں نے اللہ ورسول کی ناراضگی کی باتیں کیں۔ انہوں نے ایسے لوگوں کی مذمت کی، جو مذمت کے مستحق نہیں تھے یا ایسے امور کی تعریف کی، جو قابل تعریف نہ تھے۔ اسی لیے مشاجرات صحابہ میں رائے زنی سے بچنا ہی سلف صالحین کا منہج ہے۔''

(مِنهاج السُّنّة النبويّة في نَقْض كلام الشّيعة والقدريّة :1/448-449)

۞ نیز فرماتے ہیں:

هٰذَا مِمَّا لَا نَعْلَمُ فِيْهِ خِلَافًا بَيْنَ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ وَسَائِرِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَإِنَّهُمْ مُجْمِعُوْنَ عَلٰى أَنَّ الْوَاجِبَ الثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ وَالتَّرَحُّمُ عَلَيْهِمْ وَالتَّرَضِّيْ عَنْهُمْ وَاعْتِقَادُ مَحَبَّتِهِمْ وَمَوَالَاتِهِمْ وَعُقُوْبَةُ مَنْ أَسَاءَ فِيْهِمُ الْقَوْلَ .

''صحابہ، تابعین اور جمیع اہل سنت والجماعت فقہا وعلما کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کی تعریف، ان کے لیے استغفار، ان سے رضا مندی کا اظہار کرنا، ان سے مودت ومحبت رکھنا اور ان کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سزا دینا ضروری ہے۔'' (الصّارم المسلول :1/578)

یہ تھا مشاجرات صحابہ میں اہل سنت کا عقیدہ، بعض لوگ صحابہ کے باہمی اختلافات کی آڑ میں اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ایسوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ اصحاب رسول پر تنقید اوران کی تنقیص بدعت وضلالت ہے۔

۞ علامہ، ابومظفر، منصور بن محمد، سمعانی رحمہ اللہ (489ھ) فرماتے ہیں:

اَلتَّعَرُّضُ إِلٰى جَانِبِ الصَّحَابَةِ عَلَامَةٌ عَلٰى خِذْلَانِ فَاعِلِهٖ، بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ وَّضَلَالَةٌ .

''صحابہ پر طعن کسی کے رسوا ہونے کی علامت، بدعت اور گمراہی ہے۔''

(فتح الباري لابن حَجَر : 4/365)

مشاجراتِ صحابہ کے بارے عقیدہ اہل سنت کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

قرآنِ کریم اور مشاجراتِ صحابہ:

کسی سُنّی مسلمان کو شبہ نہیں ہو سکتا کہ صحابہ کے باہمی اختلافات اجتہاد پر مبنی تھے نہ کہ بد نیتی پر۔ اجتہادی غلطی پر تو پھر بھی ایک اجر ہے۔

❁ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ (آل عمران : 155)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا ہے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ﴾ (آل عمران : 152)

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔''

صحابہ کرام کی غیر اجتہادی غلطیاں اور صریح گناہ بھی معاف ہیں۔ مشاجراتِ صحابہ جو یقیناً ایک فریق کی اجتہادی غلطی پر مبنی تھے، بالاولیٰ معاف ہوں گے۔ اب ان اختلافات کو بنیاد بنا کر کسی صحابی کے بارے میں زبان کھولنا اپنی عاقبت برباد کرنے کے سوا کچھ نہیں۔

عام مسلمان سے کبیرہ گناہ ہو جائے اور وہ اس سے توبہ کر لے، تو اسے ذکر کر کے اس کی تنقیص کرنا یا اسے بنیاد بنا کر دل میں اس کے لیے تنگی رکھنا بھی گناہ ہے، تو وہ

اجتہادی غلطی، جس پر اللہ تعالیٰ نے ایک اجر عطا فرمایا ہو، اس کی بنا پر کسی صحابی کے خلاف زبان کھولنا کتنی بڑی بدبختی ہوگی۔

حدیثِ رسول اور مشاجراتِ صحابہ:

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ.

''میرے صحابہ کی تنقیص نہ کریں، میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہیں۔ اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر آپ میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرے، تو کسی صحابی کے ایک مد (تقریباً دو سے اڑھائی پاؤ) یا نصف مد کے برابر نہیں ہوسکتا۔''

(صحیح مسلم: 2540)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبُّوهُمْ.

''لوگوں کو صحابہ کے لیے استغفار کا کہا گیا تھا، لیکن وہ برا بھلا کہنے لگے۔''

(صحیح مسلم: 3022)

❁ حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ، فَإِيَّاكَ أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ، فَقَالَ لَهُ: اجْلِسْ، فَإِنَّمَا أَنْتَ مِنْ نُّخَالَةِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَهَلْ كَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ؟ إِنَّمَا كَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ، وَفِي غَيْرِهِمْ.

''صحابی رسول سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عبیداللہ بن زیاد کے پاس آئے اور فرمانے لگے: بیٹا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بدترین حکمران وہ ہوتے ہیں، جو اپنی رعایا پر ظلم کرتے ہیں۔ لہٰذا (میری نصیحت ہے کہ) آپ کا شمار ایسے لوگوں میں نہ ہو۔ عبیداللہ بن زیاد کہنے لگا: بیٹھ جا، تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فضول سا صحابی ہے۔ (نعوذ باللہ) سیدنا عائذ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: کیا صحابہ کرام میں سے بھی کوئی فضول تھا؟ فضول تو صحابہ کے بعد (آپ جیسے ظالم) ہیں یا ہوں گے۔'' (صحيح مسلم: 1830)

ثابت ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ ارفع واعلیٰ درجات پر فائز ہیں۔ تسلیم کہ بعض صحابہ کو بعض پر فضیلت ہے، لیکن تمام صحابہ معزز و محترم ہیں اور بعد میں آنے والا کوئی شخص نیکی، تقویٰ اور بڑے سے بڑا علمی کارنامہ سرانجام دے کر بھی کسی صحابی کی ادنیٰ ترین نیکی کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ لہٰذا بعد والوں کو حق نہیں کہ وہ صحابہ کرام کی بشری

لغزشوں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا ہے، یا ان کی اجتہادی غلطیوں، جن پر بھی اللہ تعالیٰ نے مواخذہ نہیں فرمایا، کو بنیاد بنا کر ان پر زبان درازی کریں۔

❁ میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثَلَاثٌ ارْفُضُوهُنَّ : سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ، وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ .

''تین کام چھوڑ دیجئے، اصحاب محمد ﷺ کو برا بھلا کہنا، ستاروں میں غور وفکر اور تقدیر میں غور وخوض۔''

(فضائل الصّحابة لأحمد بن حنّبل : 19، وسندهٗ حسنٌ)

اجماعِ امت اور مشاجرات صحابہ:

ہم شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی زبانی بیان کر چکے کہ مشاجرات صحابہ میں خاموش رہنے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ شیخ الاسلام کا یہ دعویٰ بلا دلیل نہیں، واقعی سلف صالحین کا عقیدہ یہی تھا کہ مشاجرات صحابہ میں خاموشی اختیار کی جائے اور اس بارے میں زبان کھولنا گمراہی ہے۔ ملاحظہ ہو!

❁ امام ابوزرعہ رازی اور امام ابوحاتم رازی رحمہما اللہ بیان کرتے ہیں:

أَدْرَكْنَا الْعُلَمَاءَ فِي جَمِيعِ الْأَمْصَارِ حِجَازًا، وَعِرَاقًا، وَمِصْرًا، وَشَامًّا، وَيَمَنًا، فَكَانَ مِنْ مَّذْهَبِهِمْ ـــ التَّرَحُّمُ عَلٰى جَمِيعِ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْكَفُّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ .

''ہم نے حجاز وعراق، مصر وشام اور یمن تمام علاقوں کے علمائے کرام

دیکھے ہیں، سب کا مذہب یہ تھا کہ۔۔۔محمد ﷺ کے تمام صحابہ کے لیے
رحمت کی دعا کی جائے اوران کے مشاجرات بارے زبان بند رکھی جائے۔‘‘

(كتاب أصل السنّة واعتقاد الدين لابن أبي حاتم)

❀ عباسی خلیفہ قائم بامر اللہ ہاشمی رحمہ اللہ (۴۶۷ھ) نے تقریباً 430 ہجری میں الاعتقاد القادری کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی واتفاقی عقیدہ شائع کیا، جسے اس دور کے تمام اہل علم کی تائید حاصل تھی اور اس کا مخالف باتفاقِ اہل علم فاسق و فاجر قرار پایا، اس میں یہ عقیدہ بھی درج ہے:

لَا يَقُولُ فِي مُعَاوِيَةَ إِلَّا خَيْرًا، وَلَا يَدْخُلُ فِي شَيْءٍ شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَيَتَرَحَّمُ عَلٰى جَمَاعَتِهِمْ.

’’مسلمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا ہے، وہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں دخل نہیں دیتا، بلکہ تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دُعا کرتا ہے۔‘‘

(الاعتقاد القادري، المندرج في المنتظم لابن الجوزي: 281/15، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ عوام بن حوشب رحمہ اللہ (148ھ) فرماتے ہیں:

اُذْكُرُوا مَحَاسِنَ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَأْتَلِفُ عَلَيْهِ قُلُوبُكُمْ، وَلَا تَذْكُرُوا غَيْرَهٗ، فَتُحَرِّشُوا النَّاسَ عَلَيْهِمْ.

’’اصحاب محمد ﷺ کے محاسن بیان کریں، اس سے آپس میں اتحاد پیدا ہو گا۔ صحابہ سے بدگمانی کریں گے، تو لوگوں کو بھڑکانے کا سبب بنیں گے۔‘‘

(الشّريعة للآجرّي :1981، السنة للخلّال : 828، 829، وسندهٗ حسنٌ)

۞ امام شہاب بن خراش رحمہ اللہ (المتوفی بعد:174ھ) فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ مَنْ أَدْرَكْتُ مِنْ صَدْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَهُمْ يَقُولُونَ : اذْكُرُوا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَأْتَلِفُ عَلَيْهِ الْقُلُوبُ، وَلَا تَذْكُرُوا الَّذِي شَجَرَ بَيْنَهُمْ، فَتُحَرِّشُوا النَّاسَ عَلَيْهِمْ .

''میں نے اسلاف امت کو یہی کہتے سنا کہ اصحاب رسول کا تذکرہ اس طرح کریں کہ ان سے محبت پیدا ہو۔ان کے اختلافات کا ذکر نہ کریں کہ اس سے آپ لوگوں کو صحابہ سے متنفر کرنے کا سبب بنیں گے۔''

(الكامل في ضُعَفاء الرّجال لابن عدي : 53/5، تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 215/23، ميزان الاعتدال للذّهبي : 282/2، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) سے سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین ہونے والی جنگ کے متعلق پوچھا گیا، فرمایا:

مَا أَقُولُ فِيهِمْ إِلَّا الْحُسْنٰى .

''میں ان سب کے متعلق اچھی بات ہی کہتا ہوں۔''

(مناقب الإمام أحمد لابن الجوزي، 146)

۞ امام ابوالحسن، اشعری رحمہ اللہ (324ھ) فرماتے ہیں:

نَتَوَلّٰى سَائِرَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

وَنَكُفُّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ.

''ہم تمام صحابہ سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے مشاجرات میں زبان بند رکھتے ہیں۔'' (الإبانة عن أصول الدّيانة، ص 29)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ كَانَ بَيْنَ الطَّائِفَتَيْنِ مِنْ أَهْلِ صِفِّيْنَ مَا هُوَ أَبْلَغُ مِنَ السَّبِّ؛ السَّيْفُ ...... فَسَبِيلُنَا الْكَفُّ وَالِاسْتِغْفَارُ لِلصَّحَابَةِ، وَلَا نُحِبُّ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ.

''جب جنگ صفین میں لڑنے والے دونوں گروہوں کے مابین تلوار، جو برا بھلا کہنے سے بڑا عمل تھا، واقع ہو گئی، تو اس حوالے سے ہمارا منہج ہے کہ مشاجرات صحابہ میں خاموشی اختیار کی جائے اور ان کے لیے مغفرت کی دُعا کی جائے۔ ان کے درمیان اختلاف کا تذکرہ پسند نہیں کرتے، بلکہ ایسے طرز عمل سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔''

(سِيَر أعلام النّبلاء : 39/3)

❁ مزید فرماتے ہیں:

كَانَ النَّاسُ فِي الصَّدْرِ الْأَوَّلِ بَعْدَ وَقْعَةِ صِفِّينَ عَلٰى أَقْسَامٍ؛ أَهْلُ سُنَّةٍ، وَهُمْ أُولُوا الْعِلْمِ، وَهُمْ مُّحِبُّونَ لِلصَّحَابَةِ، كَافُّونَ عَنِ الْخَوْضِ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، كَسَعْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ، وَمُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ، وَأُمَمٍ، ثُمَّ شِيعَةٌ، يَتَوَالَوْنَ، وَيَنَالُوْنَ مِمَّنْ حَارَبُوا

عَلِيًّا، وَيَقُولُونَ : إِنَّهُمْ مُّسْلِمُونَ، بُغَاةٌ، ظَلَمَةٌ، ثُمَّ نَوَاصِبُ، وَهُمُ الَّذِينَ حَارَبُوا عَلِيًّا يَّوْمَ صِفِّينَ، وَيُقِرُّونَ بِإِسْلَامِ عَلٰى سَابِقَيْهِ، وَيَقُولُونَ : خَذَلَ الْخَلِيفَةَ عُثْمَانَ، فَمَا عَلِمْتُ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ شِيعِيًّا كَفَّرَ مُعَاوِيَةَ وَحِزْبَهٗ، وَلَا نَاصِبِيًّا كَفَّرَ عَلِيًّا وَّحِزْبَهٗ، بَلْ دَخَلُوا فِي سَبٍّ وَّبُغْضٍ، ثُمَّ صَارَ الْيَوْمَ شِيعَةُ زَمَانِنَا يُكَفِّرُونَ الصَّحَابَةَ، وَيُبَرَّؤُونَ مِنْهُمْ جَهْلًا وَّعُدْوَانًا، وَيَتَعَدُّونَ إِلَى الصِّدِّيقِ، قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ، وَأَمَّا نَوَاصِبُ وَقْتِنَا فَقَلِيلٌ، وَمَا عَلِمْتُ فِيهِمْ مَّنْ يُّكَفِّرُ عَلِيًّا وَّلَا صَحَابِيًّا.

''واقعہ صفین کے بعد صدر اوّل کے لوگ تین اقسام میں بٹ گئے ؛ پہلے صاحب علم اہل سنت، جو تمام صحابہ کرام سے محبت رکھتے اور ان کے باہمی اختلافات میں ٹانگ اڑانے سے باز رہتے تھے، جیسا کہ سیدنا سعد، سیدنا ابن عمر، محمد بن سلمہ رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے صحابہ۔ دوسرے شیعہ، جو اہل بیت سے محبت کا دم بھرتے تھے اور ان کی گستاخی کرتے تھے، جن کی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی ہوئی، کہتے تھے کہ وہ باغی اور ظالم مسلمان ہیں۔ تیسرے ناصبی، جو صفین والے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑے تھے اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو مسلمان سمجھتے تھے، کہتے تھے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خلیفۃ المسلمین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ میرے علم میں اُس دور کا کوئی شیعہ ایسا نہیں، جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ کو

کافر قرار دیتا ہو، نہ اس دور کا کوئی ناصبی ایسا تھا، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہو، بلکہ وہ صرف مخالفین پر سبّ وشتم کرتے اور دل میں ان کے لیے بغض رکھتے تھے۔ پھر یہ دور آیا کہ ہمارے زمانے کے شیعہ اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی کی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے ہیں اور اپنی نادانی اور ظلم کی بنا پر ان سے اعلان برأت کرتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ وبرباد کرے۔ رہے ناصبی، تو وہ ہمارے دور میں بہت کم رہ گئے ہیں۔ میرے علم کے مطابق کوئی بھی ناصبی سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کی تکفیر نہیں کرتا۔''

(سِیَر أعلام النُّبلاء : 374/5)

❁ نیز لکھتے ہیں:

بَلْ سَبِيلُنَا أَنْ نَّسْتَغْفِرَ لِكُلٍّ وَّنُحِبُّهُمْ، وَنَكُفَّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ.

''ہمارا منہج یہ ہے کہ ہم تمام صحابہ کے لیے استغفار کرتے ہیں، سب سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے باہمی اختلافات میں زبان بند رکھتے ہیں۔''

(سِیَر أعلام النبلاء : 370/7)

❁ امام محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ (360ھ) فرماتے ہیں:

يَنْبَغِي لِمَنْ تَدَبَّرَ مَا رَسَمْنَاهُ مِنْ فَضَائِلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَضَائِلِ أَهْلِ بَيْتِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ أَنْ يُّحِبَّهُمْ، وَيَتَرَحَّمَ عَلَيْهِمْ، وَيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ، وَيَتَوَسَّلَ إِلَى اللّٰهِ الْكَرِيمِ بِهِمْ، وَيَشْكُرَ اللّٰهَ الْعَظِيمَ إِذْ وَفَّقَهٗ لِهٰذَا، وَلَا يَذْكُرَ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَلَا يَنْقُرَ عَنْهُ، وَلَا يَبْحَثَ، فَإِنْ عَارَضَنَا جَاهِلٌ مَّفْتُونٌ قَدْ خُطِيَ بِهٖ عَنْ طَرِيقِ الرَّشَادِ، فَقَالَ: لِمَ قَاتَلَ فُلَانٌ لِّفُلَانٍ، وَلِمَ قَتَلَ فُلَانٌ لِّفُلَانٍ وَفُلَانٍ؟ قِيلَ لَهٗ: مَا بِنَا وَبِكَ إِلٰى ذِكْرِ هٰذَا حَاجَةٌ تَنْفَعُنَا، وَلَا اضْطُرِرْنَا إِلٰى عِلْمِهَا، فَإِنْ قَالَ: وَلِمَ؟ قِيلَ لَهٗ: لِأَنَّهَا فِتَنٌ شَاهَدَهَا الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَكَانُوا فِيهَا عَلٰى حَسَبِ مَا أَرَاهُمُ الْعِلْمُ بِهَا، وَكَانُوا أَعْلَمَ بِتَأْوِيلِهَا مِنْ غَيْرِهِمْ، وَكَانُوا أَهْدٰى سَبِيلًا مِّمَّنْ جَاءَ بَعْدَهُمْ، لِأَنَّهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ، عَلَيْهِمْ نَزَلَ الْقُرْآنُ، وَشَاهَدُوا الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَجَاهَدُوا مَعَهٗ، وَشَهِدَ لَهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ وَالْأَجْرِ الْعَظِيمِ، وَشَهِدَ لَهُمُ الرَّسُولُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ خَيْرُ قَرْنٍ، فَكَانُوا بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَعْرَفَ، وَبِرَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْقُرْآنِ وَبِالسُّنَّةِ، وَمِنْهُمْ يُوْخَذُ الْعِلْمُ، وَفِي قَوْلِهِمْ نَعِيشُ، وَبِأَحْكَامِهِمْ نَحْكُمُ، وَبِأَدَبِهِمْ

نَتَأَدَّبُ، وَلَهُمْ نَتَّبِعُ، وَبِهٰذَا أُمِرْنَا، فَإِنْ قَالَ: وَإِيشِ الَّذِي يَضُرُّنَا مِنْ مَّعْرِفَتِنَا لِمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ وَالْبَحْثِ عَنْهُ؟ قِيلَ لَهُ: مَا لَا شَكَّ فِيهِ، وَذٰلِكَ أَنَّ عُقُولَ الْقَوْمِ كَانَتْ أَكْبَرَ مِنْ عُقُولِنَا، وَعُقُولُنَا أَنْقَصُ بِكَثِيرٍ، وَلَا نَأْمَنُ أَنْ نَّبْحَثَ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، فَنَزِلَّ عَنْ طَرِيقِ الْحَقِّ، وَنَتَخَلَّفَ عَمَّا أُمِرْنَا فِيهِمْ، فَإِنْ قَالَ: وَبِمَ أُمِرْنَا فِيهِمْ؟ قِيلَ: أُمِرْنَا بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَالتَّرَحُّمِ عَلَيْهِمْ، وَالْمَحَبَّةِ لَهُمْ، وَالْاِتِّبَاعِ لَهُمْ، دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ وَقَوْلُ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَمَا بِنَا حَاجَةٌ إِلٰى ذِكْرِ مَا جَرٰى بَيْنَهُمْ، قَدْ صَحِبُوا الرَّسُولَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَصَاهَرَهُمْ، وَصَاهَرُوهُ، فَبِالصُّحْبَةِ يَغْفِرُ اللّٰهُ الْكَرِيمُ لَهُمْ، وَقَدْ ضَمِنَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي كِتَابِهٖ أَنْ لَّا يُخْزِيَ مِنْهُمْ وَاحِدًا، وَقَدْ ذَكَرَ لَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِي كِتَابِهٖ أَنَّ وَصْفَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ، فَوَصَفَهُمْ بِأَجْمَلِ الْوَصْفِ، وَنَعَتَهُمْ بِأَحْسَنِ النَّعْتِ، وَأَخْبَرَنَا مَوْلَانَا الْكَرِيمُ أَنَّهٗ قَدْ تَابَ عَلَيْهِمْ، وَإِذَا تَابَ عَلَيْهِمْ لَمْ يُعَذِّبْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ أَبَدًا، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ، أُولٰئِكَ حِزْبُ

اللّٰهِ، أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ، فَإِنْ قَالَ قَائِلٌ : إِنَّمَا مُرَادِي مِنْ ذٰلِكَ لَأَنْ أَكُونَ عَالِمًا بِمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ، فَأَكُونَ لَمْ يَذْهَبْ عَلَيَّ مَا كَانُوا فِيهِ، لِأَنِّي أُحِبُّ ذٰلِكَ وَلَا أَجْهَلُهُ، قِيلَ لَهُ : أَنْتَ طَالِبُ فِتْنَةٍ، لِأَنَّكَ تَبْحَثُ عَمَّا يَضُرُّكَ وَلَا يَنْفَعُكَ، وَلَوِ اشْتَغَلْتَ بِإِصْلَاحِ مَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكَ فِيمَا تَعَبَّدَكَ بِهِ مِنْ أَدَاءِ فَرَائِضِهِ، وَاجْتِنَابِ مَحَارِمِهِ، كَانَ أَوْلٰى بِكَ، وَقِيلَ : وَلَا سِيَّمَا فِي زَمَانِنَا هٰذَا، مَعَ قُبْحِ مَا قَدْ ظَهَرَ فِيهِ مِنَ الْأَهْوَاءِ الضَّالَّةِ، وَقِيلَ لَهُ : اشْتِغَالُكَ بِمَطْعَمِكَ وَمَلْبَسِكَ مِنْ أَيْنَ هُوَ؟ أَوْلٰى بِكَ، وَتَكَسُّبُكَ لِدِرْهَمِكَ مِنْ أَيْنَ هُوَ؟ وَفِيمَا تُنْفِقُهُ؟ أَوْلٰى بِكَ، وَقِيلَ : لَا يَأْمَنُ أَنْ يَكُونَ بِتَنْقِيرِكَ وَبَحْثِكَ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الْقَوْمِ إِلٰى أَنْ يَمِيلَ قَلْبُكَ، فَتَهْوٰى مَا لَا يَصْلُحُ لَكَ أَنْ تَهْوَاهُ، وَيَلْعَبَ بِكَ الشَّيْطَانُ، فَتَسُبَّ وَتُبْغِضَ مَنْ أَمَرَكَ اللّٰهُ بِمَحَبَّتِهِ، وَالِاسْتِغْفَارِ لَهُ، وَبِاتِّبَاعِهِ، فَتَزِلَّ عَنْ طَرِيقِ الْحَقِّ، وَتَسْلُكَ طَرِيقَ الْبَاطِلِ، فَإِنْ قَالَ : فَاذْكُرْ لَنَا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَعَمَّنْ سَلَفَ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِينَ، مَا يَدُلُّ عَلٰى مَا قُلْتَ، لِتَرُدَّ نُفُوسَنَا

عَمَّا تَهْوَاهُ مِنَ الْبَحْثِ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قِيلَ لَهُ : قَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لِمَا ذَكَرْتُهُ مِمَّا فِيهِ بَلَاغٌ وَّحُجَّةٌ لِّمَنْ عَقَلَ، وَنُعِيدُ بَعْضَ مَا ذَكَرْنَاهُ لِيَتَيَقَّظَ بِهِ الْمُؤْمِنُ الْمُسْتَرْشِدُ إِلٰى طَرِيقِ الْحَقِّ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾(الفتح : 29)، ثُمَّ وَعَدَهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْمَغْفِرَةَ وَالْأَجْرَ الْعَظِيمَ، وَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾(التوبة : 117)، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾(التوبة : 100) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ﴾

(التحريم : 8) الْآيَةُ، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾ (آل عمران : 110) الْآيَةُ، وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(الفتح : 18) إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَثْنٰى عَلٰى مَنْ جَاءَ بَعْدَ الصَّحَابَةِ، فَاسْتَغْفَرَ لِلصَّحَابَةِ، وَسَأَلَ مَوْلَاهُ الْكَرِيمَ أَنْ لَّا يَجْعَلَ فِي قَلْبِهِ غِلًّا لَّهُمْ، فَأَثْنَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ بِأَحْسَنِ مَا يَكُونُ مِنَ الثَّنَاءِ ــــ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ(صحيح البخاري : 2652، صحيح مسلم : 2533) ــــ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ : يُقَالُ لِمَنْ سَمِعَ هٰذَا مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنْ كُنْتَ عَبْدًا مُّوَفَّقًا لِّلْخَيْرِ اتَّعَظْتَ بِمَا وَعَظَكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهٖ، وَإِنْ كُنْتَ مُتَّبِعًا لِّهَوَاكَ خَشِيتُ عَلَيْكَ أَنْ تَكُونَ مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللّٰهِ﴾، وَكُنْتَ مِمَّنْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِضُونَ﴾، وَيُقَالُ لَهٗ : مَنْ جَاءَ إِلٰى

أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتّٰى يَطْعَنَ فِي بَعْضِهِمْ وَيَهْوٰى بَعْضَهُمْ، وَيَذُمَّ بَعْضًا وَّيَمْدَحَ بَعْضًا، فَهٰذَا رَجُلٌ طَالِبُ فِتْنَةٍ، وَفِي الْفِتْنَةِ وَقَعَ، لِأَنَّهٗ وَاجِبٌ عَلَيْهِ مَحَبَّةُ الْجَمِيعِ، وَالْاِسْتِغْفَارِ لِلْجَمِيعِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَنَفَعَنَا بِحُبِّهِمْ .

''فضائل صحابہ وفضائل اہل بیت میں غور کرنے والے کو تمام صحابہ اور اہل بیت سے محبت رکھنی چاہئے، وہ سب کے لیے رحمت ومغفرت کی دُعا کرے، صحابہ سے محبت کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں وسیلہ بنائے اور توفیق ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرے، وہ صحابہ کرام کے اختلافات کا ذکر کرے، نہ اس بارے بحث وتمحیص میں پڑے۔ اگر راہِ ہدایت سے بھٹکا کوئی جاہل و پاگل ہم سے تکرار کرے اور کہے کہ فلاں صحابی نے فلاں سے لڑائی کیوں کی اور فلاں نے فلاں کو قتل کیوں کیا؟ تو ہم کہیں گے: ہمیں اس بات کا نہ تو کوئی فائدہ ہے، نہ ہم اسے معلوم کرنے پر مجبور ہیں۔ وہ کہے کیوں؟ تو ہم کہیں گے یہ فتنے تھے، جن سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پالا پڑا اور انہوں نے ان فتنوں میں وہی طریقہ کار اپنایا، جس پر علمی اجتہاد نے ان کی رہنمائی کی۔ وہ ان کی حقیقت بعد والوں سے بہتر جانتے تھے اور بعد والوں سے زیادہ ہدایت پر تھے، کیونکہ وہ اہل جنت تھے، ان کے سامنے قرآن نازل ہوا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

دیدار کیا اور آپ کی معیت میں جہاد کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اپنی خوشنودی، مغفرت اور اجرِ عظیم کی ضمانت دی اور رسولِ کریم ﷺ نے ان کے خیر القرون ہونے کی گواہی دی۔ وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے، اس کے رسول ﷺ کو سب سے زیادہ جاننے والے اور قرآن وسنت کو سب سے زیادہ سمجھنے والے تھے، لہٰذا انہی سے ہم علم اخذ کرتے ہیں، ان کے اقوال سے تجاوز نہیں کرتے، انہی کے فیصلے نافذ کرتے ہیں، خود کو ان کے رنگ میں رنگتے ہیں، انہی کی پیروی کرتے ہیں اور ہمیں حکم بھی اسی بات کا دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہمیں صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کی جانچ پڑتال سے کیا نقصان ہوگا؟ تو ہم کہیں گے مشاجرات صحابہ میں دخل دینے سے نقصان لازم ہے، کیونکہ صحابہ کرام عقل میں ہم سے فائق تھے، ہم ان کے مقابلے میں بہت کم عقل رکھتے ہیں، یوں اگر ہم ان کے اختلافات میں غور وخوض کریں گے، تو راہِ حق سے گمراہ ہو جائیں گے اور ان کے بارے میں جس سلوک کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، اس سے منحرف ہو جائیں گے۔ اگر وہ سوال کرے کہ ہمیں صحابہ کرام کے بارے میں کیا حکم دیا گیا ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ ہمیں ان کے لیے استغفار اور رحمت کی دُعا کرنے، ان سے محبت رکھنے اور ان کی اطاعت کرنے کا حکم سنایا گیا ہے۔ اس پر کتاب وسنت اور ائمہ مسلمین کے اقوال دلیل ہیں۔ ہمیں صحابہ کرام کے اختلافات ذکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ نبی اکرم ﷺ کی صحبت سے مشرف ہوئے،

آپ ﷺ نے ان سے رشتہ داری بنائی اور انہوں نے بھی آپ ﷺ سے رشتہ داری بڑھائی، نبی اکرم ﷺ کی صحبت کی بنا پر ہی اللہ کریم ان کو معاف فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ ضمانت دی ہے کہ وہ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا اور قرآنِ کریم میں یہ بھی ذکر کیا کہ صحابہ کرام کے اوصاف تورات وانجیل میں مذکور ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ نے انہیں بہترین محاسن واوصاف سے متصف فرمایا اور ہمیں یہ بتا دیا کہ اس نے اُن کی توبہ قبول کر لی ہے۔ جب ان کی توبہ قبول ہوگئی ہے، تو ان میں سے کسی کو بھی عذاب نہیں ہوسکتا۔ اللہ صحابہ کرام سے راضی ہوگیا اور صحابہ کرام اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یہ اللہ کا گروہ ہے اور اللہ کا گروہ ہی کامیاب و کامران ہے۔ اگر کوئی کہے کہ میں صحابہ کرام کے اختلافات سے باخبر ہو جاؤں اور وجہ اختلاف جاننا مجھے اچھا لگتا ہے۔ اسے کہا جائے کہ تو فتنہ برپا کرنا چاہتا ہے، کیونکہ تو وہ چیز طلب کر رہا ہے، جو تجھے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی، البتہ نقصان ضرور دے گی۔ اگر اس کے بجائے تو اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض وواجبات کی ادائیگی کر کے اور اس کے بیان کردہ محرمات سے بچ کر اپنی بندگی کی اصلاح کر لیتا، تو یہ کام تیرے لیے بہتر ہوتا، خصوصاً ہمارے اس زمانے میں جب کہ بہت سی گمراہیاں سر اٹھا چکی ہیں۔ نیز اس سے کہا جائے گا کہ تیرے کھانے پینے، لباس اور معاش کا انتظام کہاں سے ہوگا اور مال کو خرچ کہاں کرنا ہے؟ اس بارے میں غور وفکر تیرے لیے زیادہ بہتر ہے۔ صحابہ کرام کے مشاجرات کی بحث

وتفتیش میں پڑنے کے بعد تیرا دل کج روی سے محفوظ نہیں رہ پائے گا اور تو وہ سوچنے لگے گا، جو تیرے لیے جائز ہی نہیں، شیطان تجھے بہکائے گا اور تو ان ہستیوں کو برا بھلا کہنے لگے گا اور ان سے بغض رکھنے لگے گا، جن سے محبت کرنا، جن کے بارے استغفار کرنا اور جن کی پیروی کرنا اللہ کا حکم ہے۔ یوں تو شاہراہِ حق سے بھٹک کر باطل کی پگڈنڈیوں کا راہی بن جائے گا۔ اگر وہ کہے کہ ہمیں قرآن وسنت کی نصوص اور علمائے مسلمین کے اقوال میں وہ بات دکھاؤ، جس سے تمہارا مدعا ثابت ہو، تا کہ ہم صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے بارے میں بحث وتفتیش کی خواہش سے باز آجائیں، تو اسے کہا جائے گا کہ اس سلسلے میں وہ تمام چیزیں ہم ذکر کر چکے ہیں، جن سے ایک ذی شعور حقیقت سمجھ سکتا ہے، البتہ کچھ باتیں یہاں دوبارہ ذکر کی جائیں گی تا کہ حق کے متلاشی مومن کا ضمیر جاگ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ أَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهٗ فَآزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ﴾(الفتح: 29) ''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور آپ کے ساتھی کافروں پر سخت اور

آپس میں انتہائی مہربان ہیں، آپ انہیں رکوع وسجود کرتے دیکھیں گے، وہ فضل الٰہی اور رضا مندی کے طلبگار رہتے ہیں، ان کی ایک خصوصی پہچان ان کے چہروں میں سجدوں کا نشان ہے، ان کی یہ صفت تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی صفت اس کھیتی کے مانند ہے، جس نے اپنی کونپل نکالی، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ (پودا) توانا ہوگیا، پھر اپنے تنے پر سیدھا کھڑا ہوگیا، یہ صورت حال کسانوں کو خوش کرتی ہے، (اللہ کی طرف سے یہ اس لیے ہوا) تاکہ ان (صحابہ کرام) کی وجہ سے کفار کو غیض وغضب میں مبتلا کرے۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ دیا۔ نیز فرمایا: ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ (التوبة : 117) ''اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ اور ان مہاجرین وانصار سے درگزر فرمایا، جنہوں نے تنگی کے عالم میں آپ کی پیروی کی۔''

نیز فرمایا: ﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ (التوبة : 100) ''مہاجرین اور انصار میں سے اسلام میں سبقت کرنے والوں اور جنہوں نے اچھے طریقے سے ان کی پیروی کی، سے اللہ راضی ہوگیا۔'' نیز فرمایا: ﴿يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ نُورُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ ......﴾ (التحريم : 8)

''قیامت کے دن اللہ اپنے نبی اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رسوانہیں کرے گا، ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف دوڑتا ہوگا۔'' نیز فرمایا: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ﴾(آل عمران : 110)''تم اُمت بہترین لوگ ہو۔'' مزید فرمایا: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الفتح : 18)''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے راضی ہو گیا۔'' اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف بھی کی جو صحابہ کرام کے بعد آ کر ان کے لیے استغفار کریں گے اور دُعا کریں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں صحابہ کرام کے بارے میں کوئی خلش نہ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی بہت زیادہ ثنا کی ہے۔۔۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ جو ان کے بعد آئے اور پھر وہ جو ان کے بعد آئے۔'' (صحیح بخاری: ۲۶۵۲، صحیح مسلم: ۲۵۳۳) جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسولِ اکرم ﷺ کے یہ فرامین سن لے، اسے کہا جائے کہ اگر تو ہدایت و بھلائی کا طالب ہے، تو اللہ تعالیٰ کی نصیحت پر عمل کر اور اگر اب بھی تو اپنی من مرضی کرے گا، تو ڈر ہے کہ تیرا شمار ان لوگوں میں ہو جائے، جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ﴾

''اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے، جس نے اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر اپنے نفس کی پیروی کر لی؟۔'' مزید فرمایا:

﴿وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾(الأنفال : 23)

''اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا، تو انہیں ضرور سنا (سمجھا) دیتا اور اگر وہ انہیں سنا دیتا، تو بھی وہ ضرور پھر جاتے اور اعراض کرنے والے ہوتے۔''

اسے یہ بھی کہا جائے کہ جو نبی ﷺ کے بعض صحابہ پر طعن کرے اور بعض کی تعریف کرے، نیز بعض پر تنقید کرے اور بعض کی مدح کرے، وہ فتنہ پرور ہے اور فتنے میں مبتلا ہو چکا ہے، کیونکہ اس پر فرض تھا کہ سب صحابہ کرام سے محبت کرتا اور سب کے لیے استغفار کرتا۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام سے راضی ہو اور ہمیں ان کی محبت کے سبب نجات دے۔''

(الشّريعة : 2485/5)

❁ امام ابوبکر اسماعیلی رحمہ اللہ (371ھ) فرماتے ہیں:

اَلْكَفُّ عَنِ الْوَقِيعَةِ فِيهِمْ، وَتَأْوُّلِ الْقَبِيحِ عَلَيْهِمْ، وَيَكِلُونَهُمْ فِيمَا جَرٰى بَيْنَهُمْ عَلَى التَّأْوِيلِ إِلَى اللّٰهِ عزَّ وَجَلَّ .

''ائمہ حدیث صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے بارے میں گفتگو سے احتراز کرتے ہیں، غلط باتیں ان پر نہیں تھوپتے اور ان کے مشاجرات کا معاملہ سپرد خدا کرتے ہیں۔''

(اعتقاد أئمّة الحديث، ص 79)

❁ امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (324ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا جَرٰى مِنْ عَلِيٍّ وَّالزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَإِنَّمَا كَانَ عَلٰى تَاْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَعَلِيٌّ الْإِمَامُ، وَكُلُّهُمْ مِّنْ أَهْلِ الْاِجْتِهَادِ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَالشَّهَادَةِ، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ كَانُوا عَلٰى حَقٍّ فِي اجْتِهَادِهِمْ، وَكَذٰلِكَ مَا جَرٰى بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ وَّمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَدَلَّ عَلٰى تَاْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَكُلُّ الصَّحَابَةِ أَئِمَّةٌ مَّاْمُونُونَ غَيْرُ مُتَّهَمِينَ فِي الدِّينِ، وَقَدْ أَثْنَى اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ عَلٰى جَمِيعِهِمْ، وَتَعَبَّدَنَا بِتَوْقِيرِهِمْ وَتَعْظِيمِهِمْ وَمُوَالَاتِهِمْ، وَالتَّبَرِّي مِنْ كُلِّ مَنْ يَنْقُصُ أَحَدًا مِّنْهُمْ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ.

''سیدنا علی، سیدنا زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے اختلافات تاویل واجتہاد کی بنا پر تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے اور سب مجتہد تھے، انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور شہادت کی خوشخبری سنائی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ سب اجتہاد میں حق پر تھے۔ اسی طرح سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلافات بھی اجتہادی تھے۔ تمام صحابہ کرام با اعتماد اور باکردار تھے۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کی تعریف کی ہے اور ہمیں بھی ان کی عزت وتکریم کرنے، ان سے محبت رکھنے اور ان کی

تنقیص کرنے والے سے اعلان برأت کرنے کا حکم دیا ہے، اللہ سب صحابہ پر راضی ہے۔‘‘

(الإبانة عن أصول الدّيانة، ص 78)

❁ **علامہ ابو محمد، عبداللہ بن ابی زید، قیروانی رحمہ اللہ (۳۸٦ھ) فرماتے ہیں:**

أَنْ لَّا يُذْكَرَ أَحَدٌ مِنْ صَحَابَةِ الرَّسُولِ إِلَّا بِأَحْسَنِ ذِكْرٍ وَالْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَأَنَّهُمْ أَحَقُّ النَّاسِ أَنْ يُلْتَمَسَ لَهُمْ أَحْسَنُ الْمَخَارِجِ وَيُظَنَّ بِهِمْ أَحْسَنُ الْمَذَاهِبِ .

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر صحابی کا ذکر خیر کیا جائے، ان کے مابین ہونے والی جنگوں سے متعلق زبان بندی کی جائے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سب سے زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان کے لیے بہترین عذر تلاش کیے جائیں اور ان کے متعلق اچھا گمان رکھا جائے۔‘‘

(الرّسالة، ص 9)

❁ **حافظ ابن بطہ رحمہ اللہ (387ھ) فرماتے ہیں:**

نَكُفُّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَدْ شَهِدُوا الْمَشَاهِدَ مَعَهُ، وَسَبَقُوا النَّاسَ بِالْفَضْلِ، فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُمْ، وَأَمَرَكَ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ، وَالتَّقَرُّبِ إِلَيْهِ بِمَحَبَّتِهِمْ، وَفَرَضَ ذٰلِكَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ، وَهُوَ يَعْلَمُ مَا سَيَكُونُ مِنْهُمْ، وَأَنَّهُمْ سَيَقْتَتِلُونَ، وَإِنَّهُمْ فُضِّلُوا عَلٰى سَائِرِ

الْخَلْقِ، لِأَنَّ الْخَطَأَ وَالْعَمَدَ قَدْ وُضِعَ عَنْهُمْ، وَكُلُّ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مَغْفُورٌ لَّهُمْ.

''ہم صحابہ کے باہمی اختلافات میں زبان بند رکھتے ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے، انہیں نیکی میں ساری امت سے سبقت حاصل ہے، اللہ نے انہیں معاف فرما دیا اور مسلمانوں کو ان کے لیے دُعائے مغفرت کرنے اور ان سے محبت کے ذریعے تقرب حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ احکام اس رب العالمین نے بزبان رسول ﷺ فرض کئے، جسے بخوبی علم تھا کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے، اسے علم تھا کہ صحابہ کرام آپس میں قتال تک کریں گے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے (انبیائے کرام کے بعد) انہیں ساری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔ خطا و عمد دونوں قسم کی لغزشیں ان سے دور کر دی گئیں اور ان کے تمام باہمی اختلافات بھی معاف فرما دیئے گئے۔'' (الإبانة في أصول السنّة، ص: 268)

❁ امام ابومنصور اصبہانی رحمہ اللہ (418ھ) فرماتے ہیں:

مِنَ السُّنَّةِ السُّكُوتُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَنَشْرُ فَضَائِلِهِمْ وَالْاِقْتِدَاءُ بِهِمْ، فَإِنَّهُمُ النُّجُومُ الزَّاهِرَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُم، ثُمَّ التَّرَحُّمُ عَلَى التَّابِعِينَ وَالْأَئِمَّةِ وَالسَّلَفِ الصَّالِحِينَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ.

''سنت ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کے اختلافات پر خاموشی اختیار کی

جائے، ان کے فضائل بیان کیے جائیں اور ان کی اقتدا کی جائے۔ صحابہ چمکدار ستارے تھے۔ اللہ ان سب پر راضی ہو گیا۔ نیز تابعین، ائمہ دین اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے لیے بھی دعائے رحمت کی جائے۔"

(الحجّة في بيان المحجّة لأبي القاسم الأصبهاني :252/1، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ علامہ عبدالقاہر بغدادی رحمہ اللہ (429ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مُعَاوِيَةُ، فَهُوَ مِنَ الْعُدُولِ الْفُضَلَاءِ، وَالصَّحَابَةِ الْأَخْيَارِ، وَالْحُرُوبُ الَّتِي جَرَتْ بَيْنَهُمْ كَانَتْ لِكُلِّ طَائِفَةٍ شُبْهَةٌ اعْتَقَدَتْ تَصْوِيبَ أَنْفُسِهَا بِسَبَبِهَا، وَكُلُّهُمْ مُتَأَوِّلُونَ فِي حُرُوبِهَا، وَلَمْ يَخْرُجْ بِذٰلِكَ أَحَدٌ مِّنْهُمْ مِنَ الْعَدَالَةِ، لِأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ اخْتَلَفُوا فِي مَسَائِلَ، كَمَا اخْتَلَفَ الْمُجْتَهِدُونَ بَعْدَهُمْ فِي مَسَائِلَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ ذٰلِكَ نَقْصُ أَحَدٍ مِنْهُمْ.

"سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل فاضل اور اعلیٰ درجے کے صحابی ہیں، صحابہ کے درمیان برپا ہونے والی جنگوں میں ہر صحابی ایک شبہ پر لڑ رہا تھا، جس سے وہ خود کو صائب سمجھتا تھا۔ یہ سب صحابہ اپنی جنگوں میں متاول تھے۔ ان جنگوں کی وجہ سے ان کی عدالت ساقط نہیں ہوئی۔ وہ مجتہد تھے اور مجتہدین کے درمیان مسائل کا اختلاف ہوتا رہتا ہے، جیسا کہ ان کے بعد مجتہدین مسائل میں اختلاف کرتے رہے ہیں، اس سے کسی ایک کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا۔"

(مِرقاة المَفاتيح للملا علي القاري : 3875/9، شرح الطّيبي : 3840/12)

✿ امام ابونعیم اصبہانی رحمہ اللہ (430ھ) فرماتے ہیں:

اَلْوَاجِبُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ فِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِظْهَارُ مَا مَدَحَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ وَشَكَرَهُمْ عَلَيْهِ مِنْ جَمِيلِ أَفْعَالِهِمْ وَجَمِيلِ سَوَابِقِهِمْ، وَأَن يَّغُضُّوا عَمَّا كَانَ مِنْهُمْ فِي حَالِ الْغَضَبِ وَالْإِغْفَالِ وَفَرَطٍ مِّنْهُمْ عِنْدَ اسْتِزْلَالِ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُمْ، وَنَأْخُذُ فِي ذِكْرِهِمْ بِمَا أَخْبَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ، فَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ﴾ (الحشر : 10) الْآيَةَ، فَإِنَّ الْهَفْوَةَ وَالزَّلَلَ وَالْغَضَبَ وَالْحِدَةَ وَالْإِفْرَاطَ لَا يَخْلُو مِنْهُ أَحَدٌ، وَهُوَ لَهُم غَفُورٌ، وَلَا يُوجِبُ ذٰلِكَ الْبَرَاءَ مِنْهُمْ، وَلَا الْعَدَاوَةَ لَهُمْ، وَلٰكِنْ يُّحِبُّ عَلَى السَّابِقَةِ الْحَمِيدَةِ، وَيَتَوَلّٰى لِلْمَنْقَبَةِ الشَّرِيفَةِ.

''امت مسلمہ پر فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی جو مدح بیان کی ہے، اسے بیان کیا جائے اور غصے غفلت اور شدت میں اگر کہیں شیطان کے بہکاوے میں آ گئے ہیں، تو اس سے چشم پوشی کی جائے۔ اس سلسلہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو دلیل بناتے ہیں:

﴿وَالَّذِيْنَ جَاءُ وْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ﴾(الحشر : 10)

''صحابہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہونے والے دعا گو رہتے ہیں کہ ہمارے رب! ہمیں اور ایمان میں سبقت لے جانے والے ہمارے بھائیوں کو بخش دے۔'' کیونکہ لغزش، غلطی، غصے، شدت اور کوتاہی سے کوئی بھی مبرا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کی ایسی لغزشیں معاف فرما دی ہیں۔ صحابہ کی بشری غلطیاں ان سے برأت اور عداوت کا سبب نہیں بن سکتیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قابل ستائش سبقت اسلام کی بنا پر ان سے محبت رکھتا ہے اور عزت والے مرتبے کی وجہ سے ان سے دوستی رکھتا ہے۔

(كتاب الإمامة والردّ على الرّافضة، ص341، 342)

❁ نیز فرماتے ہیں:

مَنْ سَبَّهُمْ وَأَبْغَضَهُمْ وَحَمَلَ مَا كَانَ مِنْ تَأْوِيلِهِمْ وَحُرُوبِهِمْ عَلٰى غَيْرِ الْجَمِيلِ الْحَسَنِ، فَهُوَ الْعَادِلُ عَنْ أَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَأْدِيبِهٖ وَوَصِيَّتِهٖ فِيهِمْ، لَا يَبْسُطُ لِسَانَهٗ فِيهِمْ إِلَّا مِنْ سُوْءِ طَوِيَّتِهٖ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحَابَتِهٖ وَالْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ .

''جس نے صحابہ کرام کو برا کہا، ان سے بغض رکھا اور ان کی تاویلات اور جنگوں کو بطورِ مذمت پیش کیا، تو وہ ان کے بارے میں اللہ کے حکم اور اس

کے بیان کردہ ادب ووصیت سے عدول کر رہا ہے۔ صحابہ کے متعلق زبان درازی کرنے والا نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام، اسلام اور اہل اسلام کے بارے میں بری خصلت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔''

(الإمامة والرّد على الرّافضة، ص 376)

❁ شیخ الاسلام، اسماعیل صابونی رحمہ اللہ (449ھ) فرماتے ہیں:

يَرَوْنَ الْكَفَّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَطْهِيرَ الْأَلْسِنَةِ عَنْ ذِكْرِ مَا يَتَضَمَّنُ عَيْبًا لَّهُمْ وَنَقْصًا فِيهِمْ، وَيَرَوْنَ التَّرَحُّمَ عَلٰى جَمِيعِهِمْ، وَالْمُوَالَاةَ لِكَافَّتِهِمْ.

''اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کے مابین اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے اور زبان کو ایسی باتوں سے پاک رکھا جائے، جو صحابہ کرام کے لیے عیب ونقص کا باعث ہوں، بلکہ سب کے لیے دعائے رحمت کی جائے اور سب سے محبت رکھی جائے۔''

(عقيدة سَلَف أصحاب الحديث، ص 93)

❁ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (456ھ) فرماتے ہیں:

بِهٰذَا قَطَعْنَا عَلٰى صَوَابِ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَصِحَّةِ أَمَانَتِهٖ، وَأَنَّهٗ صَاحِبُ الْحَقِّ، وَأَنَّ لَهٗ أَجْرَيْنِ؛ أَجْرُ الْاِجْتِهَادِ، وَأَجْرُ الْإِصَابَةِ، وَقَطَعْنَا أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ وَمَنْ مَّعَهٗ

مُخْطِئُونَ، مُجْتَهِدُونَ، مَأْجُورُونَ أَجْرًا وَّاحِدًا .

''ان دلائل کی رُو سے ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درستی پر تھے، صاحب حق وامانت تھے، ان کے لیے دو اجر ہیں، ایک اجتہاد کا اور دوسرا درستی کا۔ ہم یہ بھی یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی غلطی پر تھے، لیکن مجتہد تھے اور انہیں اجتہاد کا ایک اجر ملے گا۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 4/161)

۞ نیز فرماتے ہیں:

اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ قَطْعًا، وَفِي الْحَقِيقَةِ يَلْحَقُ مِنْهُ الْمَنْقَصَةُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ بُعِثَ إِلٰى كَافَّةِ الْخَلْقِ وَهِدَايَتِهِمْ وَإِخْرَاجِهِمْ مِنَ الْكُفْرِ وَالضَّلَالِ، وَيَكُونُ بِحَيْثُ لَمْ يَهْتَدِ مِنْ صَحَابَتِهٖ وَلَمْ يُخْتَمْ لَهُمْ بِالْإِيمَانِ إِلَّا نَفَرٌ قَلِيلٌ كَسِتَّةٍ أَوْ سَبْعَةٍ، وَمَنْ سَوَاهُمْ كُلُّهُمْ مَاتُوا عَلَى الضَّلَالِ وَالْكُفْرِ، نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ أَمْثَالِ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ، فَمِنْ ثَمَّ أَجْمَعَ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّهٗ يَجِبُ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ تَزْكِيَةُ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ وَتَعْدِيلُهُمْ، وَالْكَفُّ عَنْ سَبِّهِمْ وَالطَّعْنِ فِيهِمْ، وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ؛ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَرَسُولَهٗ عَدَّلَهُمْ وَزَكَّاهُمْ

وَأَثْنٰى عَلَيْهِمْ .

''تمام صحابہ قطعی طور پر جنتی ہیں، اس (یعنی انہیں جہنمی کہنے) سے رسول اللہ ﷺ کی تنقیص شان لازم آتی ہے، کیونکہ آپ ﷺ کو پوری انسانیت کی طرف مبعوث کیا گیا ہے، ان کی راہنمائی کرنا اور انہیں کفر وضلالت سے نکالنا آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہے، اس سے یہ لازم آئے گا کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سوائے چند یعنی چھ یا سات کے، سب کے سب ہدایت نہ پا سکے اور نہ ان کا ایمان پر خاتمہ ہوا، ایسے کلمات ادا کرنے سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں۔ اسی لیے اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ تمام صحابہ کا تزکیہ کرے، ان کو عادل قرار دے، انہیں برا بھلا کہنے اور ان پر طعن کرنے سے باز رہے اور ان کی مدح وستائش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کو عادل قرار دیا ہے، ان کا تزکیہ کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے۔

(لمعات التّنقيح لعبد الحق الدهلوي : 579/9)

❁ علامہ الکیا ہراسی رحمہ اللہ (504ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْحُرُوبِ وَالْفِتَنِ فَتِلْكَ أُمُورٌ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْاِجْتِهَادِ .

''صحابہ کے درمیان برپا ہونے والی جنگیں اور فتنے اجتہاد پر مبنی تھے۔''

(البحر المُحيط للزّركشي : 186/6 ، إرشاد الفُحُول للشّوكاني : 186/1)

۞ علامہ غزالی رحمہ اللہ (505ھ) فرماتے ہیں:

مَا جَرٰی بَیْنَ مُعَاوِیَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ مَبْنِيًّا عَلَى الْاِجْتِهَادِ، وَلَا مُنَازَعَةَ مِنْ مُّعَاوِیَةَ فِي الْإِمَامَةِ .

''سیدنا معاویہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے باہمی اختلافات اجتہاد پر مبنی تھے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے امامت وخلافت کا کوئی تنازع نہیں تھا۔''

(إحياء علوم الدّين :115/1)

۞ قوام السنۃ، ابوالقاسم اصبہانی رحمہ اللہ (535ھ) فرماتے ہیں:

مَا جَرٰی بَیْنَ عَلِيٍّ وَبَیْنَ مُعَاوِیَةَ، فَقَالَ السَّلَفُ : مِنَ السُّنَّةِ السُّكُوتُ عَمَّا شَجَرَ بَیْنَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو اختلافات ہوئے، اس سلسلہ میں سلف کا موقف خاموشی ہے اور یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے۔''

(الحُجّة في بَيان المَحَجّة : 569/2)

۞ علامہ مازری رحمہ اللہ (536ھ) لکھتے ہیں:

مَا وَقَعَ مِنَ الْحُرُوبِ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ عَلِيٍّ وَّمَا جَرٰی بَیْنَ الصَّحَابَةِ مِنَ الدِّمَاءِ فَعَلَى التَّأْوِیلِ وَالْاِجْتِهَادِ، وَكُلٌّ یَّعْتَقِدُ أَنَّ مَا فَعَلَهٗ صَوَابٌ وَّسَدَادٌ .

''سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو جنگیں برپا ہوئی تھیں اور صحابہ کا جو خون بہا تھا، تو یہ ایک تاویل اور اجتہاد کی وجہ سے تھا۔ ہر گروہ خود

کو درست سمجھتا تھا۔''

(المُعلم بفوائد مسلم : 243/3)

❁ قاضی عیاض رحمہ اللہ (544ھ) فرماتے ہیں:

''نبی اکرم ﷺ کی عزت وتکریم کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی عزت وتکریم کی جائے، ان کا حق پہچانا جائے، ان کی اقتدا کی جائے، ان کے بارہ میں حسن ظن رکھا جائے، ان کے لیے استغفار کیا جائے، ان کے مابین ہونے والے اختلافات میں زبان بند رکھی جائے، ان کے دشمنوں سے عداوت رکھی جائے، ان کے خلاف مورخین کی (بے سند) خبروں، مجہول راویوں کی بیان کردہ روایات، گمراہ شیعوں اور اہل بدعت کی پھیلائی ہوئی من گھڑت کہانیوں کو نظر انداز کیا جائے، جن سے ان کی تنقیص شان ہوتی ہو۔ ان کے اختلافات اچھے معنوں پر محمول کئے جائیں اور ان کے لیے بہتر عذر تلاش کیے جائیں، کیونکہ وہ لوگ اس کے اہل ہیں۔ ان میں سے کسی کا بھی تذکرہ برائی کے ساتھ نہ کیا جائے، نہ ان پر کوئی الزام دھرا جائے، بلکہ صرف ان کی نیکیاں، فضائل اور ان کی سیرت کے محاسن بیان کیے جائیں۔ اس سے ہٹ کر جو باتیں ہوں، ان سے زبان بند رکھی جائے۔''

(الشّفا بتعریف حقوق المصطفٰی : 611/2، 612)

❁ علامہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُولٌ، أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ تَعَالَى وَأَصْفِيَاؤُهُ، وَخِيَرَتُهُ

مِنْ خَلْقِهِ بَعْدَ أَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ، هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَالَّذِي عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ مِنْ أَئِمَّةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَقَدْ ذَهَبَتْ شِرْذِمَةٌ لَا مُبَالَاةَ بِهِمْ إِلٰى أَنَّ حَالَ الصَّحَابَةِ كَحَالِ غَيْرِهِمْ، فَيَلْزَمُ الْبَحْثُ عَنْ عَدَالَتِهِمْ، وَمِنْهُمْ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ حَالِهِمْ فِي بُدَاءَةِ الْأَمْرِ فَقَالَ: إِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْعَدَالَةِ إِذْ ذَاكَ، ثُمَّ تَغَيَّرَتْ بِهِمُ الْأَحْوَالُ فَظَهَرَتْ فِيهِمُ الْحُرُوبُ وَسَفْكُ الدِّمَاءِ، فَلَا بُدَّ مِنَ الْبَحْثِ، وَهٰذَا مَرْدُودٌ، فَإِنَّ خِيَارَ الصَّحَابَةِ وَفُضَلَاءَ هُمْ كَعَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَغَيْرِهِمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِمَّنْ أَثْنَى اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَزَكَّاهُمْ وَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ وَوَعَدَهُمُ الْجَنَّةَ بِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿مَغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا﴾ وَخَاصَّةً الْعَشَرَةَ الْمَقْطُوعُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ بِإِخْبَارِ الرَّسُولِ هُمُ الْقُدْوَةُ مَعَ عِلْمِهِمْ بِكَثِيرٍ مِنَ الْفِتَنِ وَالْأُمُورِ الْجَارِيَةِ عَلَيْهِمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ بِإِخْبَارِهِ لَهُمْ بِذٰلِكَ، وَذٰلِكَ غَيْرُ مُسْقِطٍ مِنْ مَرْتَبَتِهِمْ وَفَضْلِهِمْ، إِذْ كَانَتْ تِلْكَ الْأُمُورُ مَبْنِيَّةً عَلَى الْاِجْتِهَادِ، وَكُلُّ مُجْتَهِدٍ مُصِيبٌ.

”تمام صحابہ عادل ہیں، اللہ کے ولی، اس کے پسندیدہ اور انبیا اور رسل کے بعد تمام انسانوں میں افضل ہیں۔ یہ اہل سنت کا مذہب ہے، امت

کے ائمہ کی ایک بڑی جماعت اسی مذہب پر قائم ہے۔اس کے برعکس ایک چھوٹا سا گروہ،جن کی کوئی حیثیت نہیں،کہتا ہے کہ صحابہ کا معاملہ بھی عام لوگوں کی طرح ہے،ان کی عدالت بھی چیک کی جائے گی۔ان لوگوں میں بعض یہ فرق کرتے ہیں کہ بعض صحابہ کی حالت شروع اسلام میں مختلف تھی (اور بعد میں مختلف)۔کہتے ہیں: اس وقت یہ صحابہ عدالت پر قائم تھے، پھر حالات نے پلٹا کھایا اور ان میں جنگیں چھڑ گئیں اور خون بہائے گئے،لہٰذا ان کی عدالت پر بحث کی جائے گی۔یہ مردود بات ہے، کیونکہ بہترین اور فضلاء صحابہ کرام مثلاً؛علی،طلحہ،زبیر وغیرہم رضی اللہ عنہم کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے،ان کا تزکیہ کیا ہے،اللہ ان سے راضی ہو گیا، انہیں بھی راضی کر دیا اور ان سے جنت کا وعدہ کیا ہے،فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿مَغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا﴾ ''ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر (جنت) ہے۔''خصوصاً عشرہ مبشرہ،جن کے قطعی طور پر جنتی ہونے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے،وہ اُسوہ ہیں، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیوں کی بنا پر یہ صحابہ جانتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے فتنوں اور حوادثات کا انہیں سامنا ہو گا۔ اس سے صحابہ کے مقام ومرتبہ اور فضیلت میں کمی واقع نہیں ہوئی، کیونکہ ان تمام معاملات کی بنیاد اجتہاد پر تھی اور ہر مجتہد کو اجر ملتا ہے۔''

(تفسير القرطبي : 299/16)

نیز فرماتے ہیں:

لَا يَجُوزُ أَنْ يُنْسَبَ إِلٰى أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ خَطَأٌ مَقْطُوعٌ بِهٖ، إِذْ كَانُوا كُلُّهُمُ اجْتَهَدُوا فِيمَا فَعَلُوهُ وَأَرَادُوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَهُمْ كُلُّهُمْ لَنَا أَئِمَّةٌ، وَقَدْ تَعَبَّدْنَا بِالْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَأَلَّا نَذْكُرَهُمْ إِلَّا بِأَحْسَنَ الذِّكْرِ، لِحُرْمَةِ الصُّحْبَةِ وَلِنَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبِّهِمْ، وَأَنَّ اللّٰهَ غَفَرَ لَهُمْ، وَأَخْبَرَ بِالرِّضَا عَنْهُمْ.

''کسی صحابی کی طرف قطعی غلطی منسوب کرنا جائز نہیں، کیونکہ تمام صحابہ نے جو بھی کیا، سب اجتہاد کی بنا پر کیا اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے کیا۔ وہ تمام صحابہ ہمارے ائمہ ہیں، ان کے باہمی اختلافات میں ہمارے لیے مشروع یہی ہے کہ زبان بندی کی جائے اور ان کا ذکر خیر کیا جائے، کیونکہ انہیں صحابیت کا شرف حاصل ہے، نبی کریم ﷺ نے ان کو برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے اور ان سے راضی ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔''

(تفسير القرطبي : 321/16)

✿ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) فرماتے ہیں:

''جان لیجیے کہ مشاجرات صحابہ کے دوران بہنے والا خون (مسلمان کو قتل کرنے کی) اس وعید میں داخل نہیں۔ اہل سنت صحابہ کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں، ان کے اختلافات پر خاموشی اختیار کرتے ہیں اور

ان اختلافات کی جائز تاویل کرتے ہیں۔ وہ مجتہد مؤول تھے۔ کسی گناہ یا دنیاوی متاع کا ارادہ نہیں رکھتے تھے، بلکہ ہر فریق سمجھتا تھا کہ وہ حق پر اور اس کا مخالف باغی ہے، جسے اللہ کے حکم کی طرف لوٹانے کے لیے قتال ضروری ہے۔ یوں بعض حق پر تھے اور بعض خطا کار تھے، کیونکہ یہ اجتہادی معاملہ تھا اور مجتہد کی غلطی پر گناہ نہیں ہوتا۔ ان لڑائیوں میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی حق اور راستی پر تھے (لیکن اجتہادی خطا ہونے کی بنا پر دوسرے صحابہ پر بھی کوئی قدغن نہیں)۔ اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔ یہ معاملات اتنے پیچیدہ تھے کہ بہت سے صحابہ کرام بھی اس سلسلہ میں پریشان رہے اور دونوں گروہوں سے علیحدگی اختیار کر لی، جنگ میں شریک نہیں ہوئے، انہیں بالیقین درست بات کا علم نہ ہو سکا اور وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت سے بھی دستبردار رہے۔'' (شرح صحیح مسلم : 11/18)

❁ نیز فرماتے ہیں:

''صحابہ کرام کے مابین جو جنگیں ہوئیں، ان میں ہر گروہ کو ایک شبہ تھا، جس کے مطابق ہر ایک نے خود کو حق پر سمجھا، تمام صحابہ عادل تھے اور اپنی لڑائیوں میں دلائل رکھتے تھے۔ ان میں کوئی صحابی ثقاہت وعدالت سے خارج نہیں ہوا، کیونکہ وہ مجتہد تھے، وہ کئی اجتہادی مسائل میں مختلف الخیال ہوئے، جیسا کہ بعد میں آنے والے فقہائے کرام بھی قتل وحرب سمیت بہت سے مسائل میں اختلافات کا شکار ہوئے۔ ان اختلافات سے کسی میں کوئی نقص ثابت نہیں ہوتا۔ یہاں آپ کو ان لڑائیوں کی وجہ

بھی معلوم ہونی چاہیے۔ ان کی وجہ یہ بنی کہ معاملات انتہائی پیچیدہ تھے اور اسی سخت پیچیدگی کے باعث صحابہ کرام کے اجتہادات مختلف ہو گئے اور وہ تین گروہ میں بٹ گئے؛ ایک گروہ وہ تھا، جس نے اپنے اجتہاد سے پہلے فریق کو حق پر سمجھا اور اس کے مخالف کو باغی خیال کیا، یوں اس پر پہلے فریق کی مدد کرنا اور اس کے مخالف سے لڑنا لازم ہو گیا اور اس نے ایسا ہی کیا۔ حق والوں کے لیے اپنے نزدیک اہل حق کی نصرت اور اہل بغاوت سے لڑائی کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ دوسرا گروہ ان کے برعکس تھا، اس نے اپنے اجتہاد سے دوسرے فریق کو حق پر سمجھا، اس پر دوسرے فریق کی نصرت اور ان کے مخالفین کی سرکوبی ضروری ہو گئی۔ تیسرے گروہ میں وہ صحابہ کرام شامل تھے، جن پر معاملہ واضح نہ ہو سکا، وہ اس سلسلہ میں کشمکش کا شکار رہے اور کسی ایک فریق کی ترجیح ان پر ظاہر نہ ہو سکی۔ ایسے لوگ دونوں فریقوں سے علیحدہ ہو گئے اور ان پر یہ علیحدگی ہی ضروری تھی، کیونکہ اس وقت تک کسی مسلمان کو قتل کرنے کی کوشش جائز نہیں، جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ اس کا مستحق ہے۔ اگر ان صحابہ کرام کے سامنے کسی ایک فریق کا اہل حق ہونا عیاں ہو جاتا، تو ان کے لیے اس کی نصرت وحمایت اور باغیوں سے قتال فرض ہو جاتا، وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معذور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اہل حق اور اہل علم کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام کی گواہی اور ان کی روایات قبول کی جائیں گی اور ان کی ثقاہت میں کوئی نقص نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر راضی ہو چکا ہے۔''

(شرح صحيح مسلم : 149/15)

۞ مزید فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ سَبَّ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ حَرَامٌ مِنْ فَوَاحِشِ الْمُحَرَّمَاتِ سَوَاءٌ مَنْ لَابَسَ الْفِتَنَ مِنْهُمْ وَغَيْرُهُ لِأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ مُتَأَوِّلُونَ .

''جان لیجئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو برا بھلا کہنا حرام ہے اور حرام فحش گوئی میں سے ہے۔ اس مسئلہ میں سب صحابہ برابر ہیں، چاہے وہ ان فتنوں کا شکار ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں، کیونکہ وہ ان جنگوں میں اجتہاد اور تاویل کی بنا پر شریک ہوئے۔''

(شرح النّووي : 93/16)

۞ نیز فرماتے ہیں:

قَالَ الْعُلَمَاءُ : الْأَحَادِيثُ الْوَارِدَةُ الَّتِي فِي ظَاهِرِهَا دَخَلٌ عَلٰى صَحَابِيٍّ يَجِبُ تَأْوِيلُهَا .

''اہل علم کہتے ہیں: جن احادیث کے ظاہر سے کسی صحابی کی تنقیص معلوم ہو، ان کی تاویل کرنا واجب ہے۔''

(شرح النّووي : 175/15)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (728ھ) فرماتے ہیں:

''صحابہ ہوں یا بعد والے مسلمان، اُن کے باہمی اختلافات میں دخل دینا

ممنوع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب دو مسلمان کسی معاملے میں جھگڑ پڑیں، پھر وہ معاملہ قصہ پارینہ بن جائے، بعد میں آنے والوں کا اس سے تعلق ہو، نہ وہ اس کی حقیقت سے واقف ہوں، تو اس بارے میں گفتگو جہالت وناانصافی ہوگی اور یہ عمل ان فریقین کو ناحق اذیت دینے کی کوشش ہوگی۔ اگر بعد والوں کو یہ معلوم بھی ہو جائے کہ وہ غلطی پر تھے، تو اس معاملہ کا ذکر غیبت شمار ہوگا، جس میں کوئی مصلحت نہیں۔ صحابہ کرام تو عام لوگوں سے بہت بڑھ کر حرمت، مقام و مرتبہ اور عزت و تکریم کے حامل تھے۔ ان کے اس قدر عمومی و خصوصی فضائل ومحاسن ثابت ہیں، جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو سکے۔ چنانچہ ان کے باہمی اختلافات کی مذمت میں کوئی بات کرنا دیگر گزرے ہوئے مسلمانوں کے اختلافات کے بارے میں بات کرنے سے بڑا جرم ہے۔''(منهاج السّنة : 146/5، 147)

نیز فرماتے ہیں:

اَلْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مُطْلَقًا، وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ .

''صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کے بارے میں مطلق خاموشی ہی اہل سنت کا مذہب ہے۔''(مجموع الفتاوٰی : 51/35)

✿ علامہ طیبی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا كَفُّ الْأَلْسِنَةِ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ؛ فَإِنَّ كُلًّا مِّنْهُمْ مُجْتَهِدٌ، وَإِنْ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مُصِيبًا، فَلَا يَجُوزُ الطَّعْنُ

فِيهِمَا، وَالْأَسْلَمُ لِلْمُؤْمِنِينَ أَنْ لَّا يَخُوضُوا فِي أَمْرِهِمَا .

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن سے زبانوں کو روکنا ہے، کیونکہ ہر صحابی اجتہاد پر تھا، اگر چہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درستی پر تھے۔ پس ان دونوں گروہوں پر طعن کرنا جائز نہیں، مومنوں کے لیے راہِ نجات یہی ہے کہ وہ ان دونوں کے معاملہ میں مشغول ہونے سے پرہیز کریں۔''

(شرح الطّيبي :3416/11)

۞ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (748ھ) فرماتے ہیں:

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سے لوگ ایسے تھے، جو ان سے محبت رکھتے تھے، ان کے بارے میں غلو سے کام لیتے تھے اور ان کے فضائل بیان کرتے تھے۔ اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حکمرانی کے دوران ان سے حلم و کرم اور بخشش کا سلوک فرمایا تھا یا پھر یہ لوگ شام میں پیدا ہوئے، تو علاقائی طور پر ان کی محبت میں پرورش پائی اور ان کی اولادیں اسی ماحول میں پروان چڑھیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والوں میں کچھ صحابہ کرام، تابعین عظام اور صاحبان فضل کی ایک بڑی تعداد شامل تھی۔ اہل شام نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر اہل عراق کے خلاف لڑائی کی اور ہوائے نفس کی بنا پر ان میں (نعوذ باللہ) بغض اہل بیت پیدا ہوا۔ اسی طرح خوارج کے علاوہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رعایا اور ان کا گروہ ان کی محبت وعقیدت اور مخالفین کے بغض وعناد میں پروان چڑھا۔ ان میں سے ایک گروہ تو تشیع میں غلو اختیار کر گیا۔ ایسے

علاقے میں پرورش پانے والے لوگوں کا کیا حال ہوتا ہوگا، جو اپنے اردگرد کے لوگوں کو کسی خاص شخص کی محبت میں غلو کرتے اور کسی خاص شخص کے بغض میں حد سے بڑھتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے انصاف اور اعتدال کی کیا امید کی جاسکتی ہے؟ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں ایسے با عافیت زمانے میں پیدا کیا، جس میں حق نکھر کر سامنے آ گیا اور طرفین کے دلائل واضح ہو گئے۔ ہم نے دونوں گروہوں کے مآخذ تک رسائی حاصل کی، غور و فکر کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ سب لوگ قابل قبول عذر رکھتے تھے۔ چنانچہ ہم نے ان سب کے لیے دُعائے مغفرت کی اور اعتدال پسندی کو اختیار کرتے ہوئے جائز تاویل یا معاف شدہ غلطی کی بنیاد پر باغیوں کے لیے بھی رحمت کی دُعا کی اور وہی کہا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا تھا کہ:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾ (الحشر: ۱۰)

''اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرما اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان کی حالت میں ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے بارے میں کوئی خلش نہ ڈال۔'' ہم نے ان کے بارے میں رضائے الٰہی طلب کی، جنھوں نے دونوں فریقوں سے علیحدگی اختیار کی تھی، ان میں سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا محمد

بن مسلمہ، سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہم وغیرہم شامل تھے۔ البتہ ہم مسلمانوں کی جماعت سے نکل جانے والے خارجیوں سے براءت کا اعلان کرتے ہیں، جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لڑائی کی اور سب صحابہ کرام کو کافر قرار دیا۔ جہنم کے کتے خارجی اسلام سے نکل چکے ہیں۔ اس کے باوجود ہم ان کو اس طرح ہمیشہ کے جہنمی نہیں سمجھتے جس طرح بتوں کے پجاریوں اور صلیبیوں کو سمجھتے ہیں۔''

(سِيَر أعلام النبلاء : 128/3)

❁ **ابو الثناء اصبہانی** رحمہ اللہ (۷۴۹ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْفِتَنُ الْوَاقِعَةُ بَيْنَهُمْ فَتُحْمَلُ عَلَى اجْتِهَادِهِمْ، وَظَنِّ كُلِّ فَرِيقٍ أَنَّهُمْ مُصِيبُونَ، لِوُجُوبِ الْكَفِّ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ .

''جو فتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین واقع ہوئے ہیں، ان کے متعلق کہا جائے گا کہ یہ صحابہ کا اجتہاد تھا، ہر گروہ خود کو حق پر سمجھتا تھا، کیونکہ صحابہ کرام پر طعن سے رکنا واجب ہے۔''

(بيان المختصر شرح مختصر ابن الحاجب : 1 / 714، الرّدود والنّقود للبابرتي الحنفي :1/690)

❁ **حافظ ابن کثیر** رحمہ اللہ (774ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ بَعْدَهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَمِنْهُ مَا وَقَعَ عَنْ غَيْرِ قَصْدٍ، كَيَوْمِ الْجَمَلِ، وَمِنْهُ مَا كَانَ عَنِ اجْتِهَادٍ،

كَيَوْمِ صِفِّينَ، وَالِاجْتِهَادُ يُخْطِىءُ وَيُصِيبُ، وَلٰكِنْ صَاحِبُهٗ مَعْذُورٌ وَّإِنْ أَخْطَأَ، وَمَاْجُورٌ أَيْضًا، وَأَمَّا الْمُصِيبُ فَلَهٗ أَجْرَانِ اثْنَانِ.

''نبی اکرم ﷺ کے بعد صحابہ کرام کے درمیان جو اختلاف ہوئے، ان میں سے بعض ایسے تھے، جو بلا قصد و ارادہ واقع ہو گئے، جیسا کہ جنگ جمل والے دن ہوا اور بعض ایسے ہیں جو اجتہادی طور پر سرزد ہوئے، جیسا کہ جنگ صفین والے دن ہوا۔ اجتہاد کبھی غلط ہوتا ہے اور کبھی درست، لیکن اجتہاد کرنے والا غلطی بھی کرے، تو اسے ایک اجر ملتا ہے اور اس کا عذر قبول کیا جاتا ہے اور اگر وہ درست ہو، تو اسے دو اجر ملتے ہیں۔''

(الباعِث الحَثيث إلى اختصار عُلُوم الحديث، ص 182)

❁ نیز فرماتے ہیں:

إِنَّ أَصْحَابَ عَلِيٍّ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمُصِيبُ، وَإِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدًا، وَهُوَ مَاْجُورٌ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

''دونوں گروہوں میں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حق کے زیادہ قریب تھے۔ اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، لیکن سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی مجتہد تھے اور انہیں بھی ان شاءاللہ ایک اجر ملے گا۔''

(البِداية والنّهاية: 279/2)

۞ مزید فرماتے ہیں:

ثُمَّ كَانَ مَا كَانَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ عَلِيٍّ بَعْدَ قَتَلِ عُثْمَانَ، عَلٰى سَبِيلِ الْاِجْتِهَادِ وَالرَّأْيِ، فَجَرٰى بَيْنَهُمَا قِتَالٌ عَظِيمٌ، كَمَا قَدَّمْنَا، وَكَانَ الْحَقُّ وَالصَّوَابُ مَعَ عَلِيٍّ، وَمُعَاوِيَةُ مَعْذُورٌ عِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ سَلَفًا وَّخَلَفًا .

''شہادتِ عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے مابین جو جنگیں ہوئیں، وہ اجتہاد اور تاویل کی بنا پر ہوئیں، ان کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوئی، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ حق وصواب سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، جبکہ پہلے اور بعد کے اکثر اہل علم کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھی (قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا) عذر تھا۔''

(البِداية والنّهاية :420/11)

۞ علامہ تفتازانی حنفی (۷۹۳ھ) لکھتے ہیں:

مَا وَقَعَ بَيْنَهُمْ أَيِ الصَّحَابَةَ مِنَ الْمُنَازَعَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ فَلَهٗ مَحَامِلُ وَتَأْوِيلَاتٌ فَسَبُّهُمْ وَالطَّعْنُ فِيهِمْ إِذَا كَانَ مِمَّا يُخَالِفُ الْأَدِلَّةَ الْقَطْعِيَّةَ فَكُفْرٌ كَقَذْفِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَإِلَّا فَبِدْعَةٌ وَّفِسْقٌ .

''صحابہ کے مابین واقع ہونے والی جنگوں اور جھگڑوں کی تاویلات اور توجیہات موجود ہیں، تو صحابہ کو گالی دینا اور ان پر طعن کرنا، اگر تو ادلہ قطعیہ

کی مخالفت پر مبنی ہو، تو کفر ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگانا، اگر ایسا نہ ہو، تو پھر بدعت اور فسق ہے۔''

(تنبیه الوُلاة والحُکّام علی أحکام شاتم خیر الأنام لابن عابدین : 360)

❁ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمَّا وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ بَيْنَ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ وَهِيَ مُقْتَضَى الْعَصَبِيَّةِ كَانَ طَرِيقُهُمْ فِيهَا الْحَقُّ وَالْاِجْتِهَادُ وَلَمْ يَكُونُوا فِي مُحَارَبَتِهِمْ لِغَرْضٍ دُنَيْوِيٍّ أَوْ لِإِيثَارِ بَاطِلٍ أَوْ لِاسْتِشْعَارِ حِقْدٍ كَمَا قَدْ يَتَوَهَّمُهُ مُتَوَهِّمٌ وَيَنْزِعُ إِلَيْهِ مُلْحِدٌ وَإِنَّمَا اخْتَلَفَ اجْتِهَادُهُمْ فِي الْحَقِّ وَسَفَّهُ كُلٌّ وَاحِدٍ نَظْرَ صَاحِبِهٖ بِاجْتِهَادِهٖ فِي الْحَقِّ فَاقْتَتَلُوا عَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الْمُصِيبُ عَلِيًّا فَلَمْ يَكُنْ مُعَاوِيَةُ قَائِمًا فِيهَا بِقَصْدِ الْبَاطِلِ إِنَّمَا قَصَدَ الْحَقَّ وَأَخْطَأَ وَالْكُلُّ كَانُوا فِي مَقَاصِدِهِمْ عَلٰى حَقٍّ.

''سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جنگیں ہوئیں، دونوں گروہ اپنے تئیں حق پر سمجھتے تھے۔ ان جنگوں میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حق اور اجتہاد پر تھے، ان جنگوں میں ان کا مقصد کوئی دنیاوی لالچ، باطل کو بھڑکانا یا کینہ وبغض کو ہوا دینا نہ تھا، جیسا کہ بعض گمان کرنے والے گمان کرتے ہیں اور ملحد اس کی طرف کھینچے چلے آتے ہیں۔ بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجتہاد حصول حق میں مختلف ہو گیا، ہر ایک نے حق کے بارے میں

دوسرے کی رائے کو کمزور سمجھا، یوں اسی حق پر ان کی آپس میں جنگ ہو گئی، اگرچہ (اس اجتہاد میں) درستی پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے، مگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی کوئی باطل مقصد کے لیے کھڑے نہیں ہوئے تھے، انہوں نے بھی حق کا قصد کیا، مگر خطا کی۔ لہٰذا تمام صحابہ اپنے اپنے مقاصد میں حق پر تھے۔''

(مقدمة ابن خلدون :257/1)

❁ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰی وُجُوبِ مَنْعِ الطَّعْنِ عَلٰی أَحَدٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ، بِسَبَبِ مَا وَقَعَ لَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ، وَلَوْ عَرَفَ الْمُحِقَّ مِنْهُمْ، لِأَنَّهُمْ لَمْ يُقَاتِلُوا فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ إِلَّا عَنِ اجْتِهَادٍ، وَقَدْ عَفَا اللّٰهُ تَعَالٰی عَنِ الْمُخْطِي فِي الْاِجْتِهَادِ، بَلْ ثَبَتَ أَنَّهٗ يُوْجَرُ أَجْرًا وَّاحِدًا، وَأَنَّ الْمُصِيبَ يُوْجَرُ أَجْرَيْنِ .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات کی بنا پر کسی بھی صحابی پر طعن کرنا حرام ہے، اگرچہ کسی کو ان میں سے اہل حق کی پہچان ہو بھی جائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کی یہ لڑائیاں اجتہاد کی بنا پر تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اجتہاد میں غلطی کرنے والے سے درگزر فرمایا ہے، بلکہ اسے ایک اجر ملنا بھی ثابت ہے اور جو حق پر ہوگا، اسے دوہرا اجر ملے گا۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 34/13)

۞ نیز فرماتے ہیں:

اَلظَّنُّ بِالصَّحَابَةِ فِي تِلْكَ الْحُرُوبِ أَنَّهُمْ كَانُوا فِيهَا مُتَأَوِّلِينَ، وَلِلْمُجْتَهِدِ الْمُخْطِئِ أَجْرٌ، وَإِذَا ثَبَتَ هٰذَا فِي حَقِّ آحَادِ النَّاسِ، فَثُبُوتُهُ لِلصَّحَابَةِ بِالطَّرِيقِ الْأَوْلٰى.

''صحابہ کے ساتھ یہی گمان رکھنا چاہے کہ وہ ان جنگوں میں تاویل پر تھے اور خطا کار مجتہد کے لئے اجر ہے۔ جب یہ مجتہد مخطی کے لئے اجر والا کلیہ عام لوگوں کے لئے ثابت ہے، تو صحابہ کے لئے اس کا ثبوت تو بالاولیٰ ہے۔''

(الإصابة في تمييز الصّحابة : 260/7)

۞ مزید فرماتے ہیں:

مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّهُ لَا يُذَمُّ وَاحِدٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ بَلْ يَقُولُونَ اجْتَهَدُوا فَأَخْطَئُوا.

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ (ان جنگوں میں شریک) صحابہ میں سے کسی کی مذمت نہیں کی جائے گی، بلکہ اہل سنت کہتے ہیں: (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شریک) صحابہ نے بھی اجتہاد کیا، مگر وہ خطا پر تھے۔''

(فتح الباري : 67/13)

۞ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (855ھ) فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ الَّذِي عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ الْإِمْسَاكُ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ، وَحُسْنُ الظَّنِّ بِهِمْ، وَالتَّأْوِيلُ لَهُمْ، وَأَنَّهُمْ مُجْتَهِدُونَ

مُتَأَوِّلُونَ، لَمْ يَقْصُدُوا مَعْصِيَةً وَّلَا مَحْضَ الدُّنْيَا، فَمِنْهُمُ الْمُخْطِئُ فِي اجْتِهَادِهٖ وَالْمُصِيبُ، وَقَدْ رَفَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ عَنِ الْمُجْتَهِدِ الْمُخْطِئِ فِي الْفُرُوعِ، وَضَعْفِ أَجْرِ الْمُصِيبِ.

''اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام کے اختلافات میں خاموشی اختیار کی جائے، ان کے بارے حسن ظن رکھا جائے، ان کے لیے تاویل کی جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ مجتہد تھے اور ان سب کے پیش نظر دلائل تھے، ان اختلافات میں کسی صحابی نے بھی کسی گناہ یا دنیاوی متاع کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ اجتہاد میں بعض کو غلطی لگی اور بعض درستی کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے فروعی معاملات میں اجتہادی غلطی کرنے والے کو گناہ گار قرار نہیں دیا (بلکہ ایک اجر کا حق دار ٹھہرایا ہے)، جبکہ درستی کو پہنچنے والے کا اجر دوگنا کر دیا گیا ہے۔'' (عُمدة القاري: 212/1)

✿ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (974ھ) لکھتے ہیں:

مِنِ اعْتِقَادِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ مَا جَرٰى بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مِنَ الْحُرُوبِ فَلَمْ يَكُنْ لِمُنَازَعَةِ مُعَاوِيَةِ لِعَلِيٍّ فِي الْخَلَافَةِ لِلْإِجْمَاعِ عَلٰى حَقِّيَّتِهَا لِعَلِيٍّ كَمَا مَرَّ فَلَمْ تَهُجَّ الْفِتْنَةُ بِسَبَبِهَا وَإِنَّمَا هَاجَتْ بِسَبَبِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَمَنْ مَعَهٗ طَلَبُوا مِنْ عَلِيٍّ تَسْلِيمَ قَتَلَةِ عُثْمَانَ.

''اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ سیدنا معاویہ و علی رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والی

جنگیں اس لئے نہیں تھیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننی تھی، کیونکہ حق خلافت تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، جیسا کہ گزر چکا ہے۔ تو فتنہ اس سبب سے نہیں پھیلا، بلکہ اس کی وجہ یہ رہی تھی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی علی رضی اللہ عنہ سے یہ مطالبہ کرتے تھے کہ قاتلین عثمان کو ہمارے سپرد کر دیجئے۔''

(الصّواعِق المُحرِقة: 622/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ الَّذِي أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَنَّهٗ يَجِبُ عَلٰى كُلِّ أَحَدٍ تَزْكِيَةُ جَمِيعِ الصَّحَابَةِ بِإِثْبَاتِ الْعَدَالَةِ لَهُمْ وَالْكَفُّ عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِمْ فَقَدْ أَثْنَى اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَلَيْهِم فِي آيَاتٍ مِّنْ كِتَابِهٖ .

''جان لیجئے کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ ہر ایک پر واجب ہے کہ تمام صحابہ کی عدالت کا اثبات کر کے ان کا تزکیہ کرے، ان پر طعن کرنے سے رک جائے اور ان کی تعریف وستائش کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی کئی آیات میں ان کی تعریف کی ہے۔''

(الصّواعق المحرقة: 603/2)

❁ نیز فرماتے ہیں:

مِنِ اعْتِقَادِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ أَيْضًا أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْهُ لَمْ يَكُنْ فِي أَيَّامِ عَلِيٍّ خَلِيفَةً وَإِنَّمَا كَانَ مِنَ الْمُلُوكِ وَغَايَةُ اجْتِهَادِهِ أَنَّهُ كَانَ لَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ عَلَى اجْتِهَادِهِ وَأَمَّا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَكَانَ لَهُ أَجْرَانِ أَجْرٌ عَلَى اجْتِهَادِهِ وَأَجْرٌ عَلٰى إِصَابَتِهِ.

''اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں خلیفہ نہیں تھے، بلکہ وہ (بعد میں) بادشاہ تھے، ان کے اجتہاد کی انتہا یہ ہے کہ ان کو اجتہاد پر ایک اجر ملا، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو دوہرا اجر ملا، ایک اجر اجتہاد پر اور دوسرا اجتہاد میں درستی پر۔''

(الصّواعق المحرقة : 624/2)

۞ مزید فرماتے ہیں:

قَدْ سَمَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِئَتَهُ الْمُسْلِمِينَ وَسَاوَاهُمْ بِفِئَةِ الْحَسَنِ فِي وَصْفِ الْإِسْلَام فَدَلَّ عَلٰى بَقَاءِ حُرْمَةِ الْإِسْلَام لِلْفَرِيقَيْنِ وَأَنَّهُمْ لَمْ يَخْرُجُوا بِتِلْكَ الْحُرُوبِ عَنِ الْإِسْلَامِ وَأَنَّهُمْ فِيهِ عَلٰى حَدٍّ سَوَاءٍ فَلَا فِسْقَ وَلَا نَقْصَ يَلْحَقُ أَحَدَهُمَا.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کو مسلمان کہا ہے اور اسلام کے وصف میں انہیں سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے گروہ کے برابر کیا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ اسلام کی حرمت دونوں گروہوں کے لیے باقی رہی، ان جنگوں کی وجہ

سے وہ اسلام سے خارج نہیں ہوئے اور اس بارے میں وہ برابری پر ہیں، کسی بھی گروہ کو گناہ یا نقص لاحق نہیں ہوا۔“

(الصّواعق المحرقة : 627/2)

❁ علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (1014ھ) لکھتے ہیں:

سَبَبُ هٰذَا التَّحَيُّرِ لَمْ يَكُنْ فِي أَنَّ عَلِيًّا أَحَقُّ بِالْخِلَافَةِ أَمْ مُعَاوِيَةَ؟ لِأَنَّهُمْ أَجْمَعُوا عَلٰى وِلَايَةِ عَلِيٍّ، وَاجْتَمَعَ أَهْلُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلٰى خِلَافَتِهٖ، وَإِنَّمَا وَقَعَ النِّزَاعُ بَيْنَ مُعَاوِيَةَ وَعَلِيٍّ فِي قَتَلَةِ عُثْمَانَ، حَيْثُ تَعَلَّلَ مُعَاوِيَةُ بِأَنِّي لَمْ أُسَلِّمْ لَكَ الْأَمْرَ حَتّٰى تَقْتُلَ أَهْلَ الْفَسَادِ وَالشُّرُورِ مِمَّنْ حَاصَرَ الْخَلِيفَةَ وَأَعَانَ عَلٰى قَتْلِهٖ، فَإِنَّ هٰذَا ثَلْمَةٌ فِي الدِّينِ وَخَلَلٌ فِي أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ، وَاقْتَضٰى رَأْيُ عَلِيٍّ، وَهُوَ الصَّوَابُ، أَنَّ قَتْلَ فِئَةِ الْفِتْنَةِ يَجُرُّ إِلٰى إِثَارَةِ الْفِتْنَةِ الَّتِي هِيَ تَكُونُ أَقْوٰى مِنَ الْأُولٰى.

”تو صحابہ کے درمیان اس اضطراب کا سبب یہ نہیں تھا کہ خلافت کے لئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ زیادہ حق دار ہیں یا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ؟ کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ولایت پر تو اجماع قائم ہو گیا تھا، تمام اہل حل وعقد نے آپ کی خلافت پر اجماع کر لیا تھا۔ البتہ سیدنا علی وسیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جناب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو لے کر اختلاف ہوا تھا۔ سیدنا

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ میں آپ کی بیعت اس وقت تک نہیں کروں گا، جب تک آپ اہل فساد وشر اوران لوگوں کو قتل نہیں کریں گے، جنہوں نے خلیفہ مسلمین کا محاصرہ کر کے ان کو قتل کیا۔ یہ دین میں رخنہ ہے اور ائمہ مسلمین کے درمیان خلل ہے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے جو کہ درست تھی، وہ یہ تھی کہ فتنہ پھیلانے والوں کو فتنہ کے دوران ہی قتل کر دیا گیا، تو یہ فتنہ اور بڑھ جائے گا۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3398/8)

۞ نیز فرماتے ہیں:

قَالَ الْمُظْهِرُ : أَنَّ مَنْ ذَكَرَ أَهْلَ تِلْكَ الْحَرْبِ بِسُوءٍ يَكُونُ كَمَنْ حَارَبَهُمْ، لِأَنَّهُمْ مُسْلِمُونَ وَغَيْبَةُ الْمُسْلِمِينَ إِثْمٌ ...... وَلَا شَكَّ أَنَّ مَنْ ذَكَرَ أَحَدًا مِنْ هٰذَيْنِ الصَّدْرَيْنِ وَأَصْحَابِهِمَا يَكُونُ مُبْتَدِعًا، لِأَنَّ أَكْثَرَهُمْ كَانُوا أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''علامہ مظہر رحمہ اللہ کہتے ہیں: جس شخص نے ان جنگوں کو برائی کے ساتھ ذکر کیا، وہ صحابہ سے جنگ کرنے والے کی طرح ہے، کیونکہ صحابہ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کی غیبت گناہ ہے۔......اس میں کوئی شک نہیں کہ جس نے ان دونوں گروہوں کے امیر اور ان کے ساتھیوں کو (برائی کے ساتھ) ذکر کیا، وہ بدعتی ہے، کیونکہ ان میں اکثر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہ تھے۔“

(مرقاۃ المَفاتیح: 3397/8)

۞ نیز فرماتے ہیں:

...... عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ، فَإِنَّ رِضَا اللّٰهِ تَعَالٰى فِى مَوَاضِعَ مِنَ الْقُرْآنِ تَعَلَّقَ بِهِمْ، فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ مَآلُهُمْ إِلَى التَّقْوٰى وَرِضَا الْمَوْلٰى وَجَنَّةِ الْمَأْوٰى، وَأَيْضًا لَهُمْ حُقُوقٌ ثَابِتَةٌ فِي ذِمَّةِ الْأُمَّةِ، فَلَا يَنْبَغِي لَهُمْ أَنْ يَذْكُرُوهُمْ إِلَّا بِالثَّنَاءِ الْجَمِيلِ وَالدُّعَاءِ الْجَزِيلِ، وَهٰذَا مِمَّا لَا يُنَافِي أَنْ يَذْكُرَ أَحَدٌ مُجْمَلًا أَوْ مُعَيَّنًا بِأَنَّ الْمُحَارِبِينَ مَعَ عَلِيٍّ مَا كَانُوا مِنَ الْمُخَالِفِينَ، أَوْ بِأَنَّ مُعَاوِيَةَ وَحِزْبَهٗ كَانُوا بَاغِينَ عَلٰى مَا دَلَّ عَلَيْهِ حَدِيثُ عَمَّارٍ : تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهُ بَيَانُ الْحُكْمِ الْمُمَيِّزِ بَيْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَالْفَاصِلِ بَيْنَ الْمُجْتَهِدِ الْمُصِيبِ، وَالْمُجْتَهِدِ الْمُخْطِيءُ، مَعَ تَوْقِيرِ الصَّحَابَةِ وَتَعْظِيمِهِمْ جَمِيعًا فِي الْقَلْبِ لِرِضَا الرَّبِّ ...... حَاصِلُهٗ أَنَّ الطَّعْنَ فِي إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَمَدْحَ الْأُخْرٰى حِينَئِذٍ مِمَّا يُثِيرُ الْفِتْنَةَ، فَالْوَاجِبُ كَفُّ اللِّسَانِ.

”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن سے باز رہا جائے، کیونکہ قرآن کریم میں کئی

مقامات پر موجود اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ صحابہ کا انجام کار تقویٰ، اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت الماویٰ پر ہو۔ اسی طرح امت کے ذمہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق ثابت ہیں، اس لیے امت کو چاہیے کہ ان کا ذکر اچھی تعریف اور عمدہ دعا کے ساتھ کریں۔ یہ پہلی بات کے منافی نہیں کہ کوئی شخص اجمالاً یا معین کر کے یہ بات کہہ دے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر جنگ کرنے والے مخالفین میں سے نہیں تھے، یا یہ کہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کا گروہ باغی تھا، جیسا کہ حدیث عمار رضی اللہ عنہ دلالت کرتی ہے: ''آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'' کیونکہ اس کا مقصد صحیح اور غلط کے مابین امتیازی حکم اور اجتہاد میں درستی کو پانے والے اور غلطی کرنے والے کے درمیان فرق کو بیان کرنا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ رضائے الٰہی کے لیے دل میں تمام صحابہ کی توقیر اور تعظیم بھی موجود ہو۔...... حاصل کلام یہ کہ دونوں گروہوں میں سے ایک پر طعن کرنا اور دوسرے کی تعریف کرنا فتنے کو بھڑکانے والی بات ہے، لہٰذا واجب ہے کہ زبان بند رکھی جائے۔''

(مِرقاۃ المَفاتیح : 3397/8)

❁ علامہ مناوی رحمہ اللہ (1031ھ) لکھتے ہیں:

(إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِي) بِمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْحُرُوبِ وَالْمُنَازَعَاتِ (فَأَمْسِكُوا) وُجُوبًا عَنِ الطَّعْنِ فِيهِمْ وَالْخَوْضِ فِي ذِكْرِهِمْ بِمَا

لَا یلِیقُ فَإِنَّھُمْ خَیْرُ الْأُمَّةِ وَالْقُرُونِ، لِمَا جَرٰی بَیْنَھُمْ مَحَامَلٌ .

''(جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے)۔یعنی جب ان کے مشاجرات، جنگوں اور جھگڑوں کا ذکر کیا جائے۔(تو خاموش رہ جاؤ) یعنی اس میں وجوبی حکم ہے کہ صحابہ پر طعن نہیں کیا جا سکتا اور ان کے ذکر میں ایسا غور وخوض نہیں کیا جا سکتا، جو ان کے شایان شان نہ ہو، کیونکہ وہ بہترین امت تھے اور ان کا زمانہ سب سے بہتر ہے اور ان کے درمیان ہونے والی جنگوں کی مختلف توجیہات ہیں۔''

(فیض القدیر :347/1)

❁ علامہ ابن عابدین، شامی، حنفی ﷫ (۱۲۵۲ھ) لکھتے ہیں:

یَجِبُ عَلَیْنَا تَعْظِیمُھُمْ وَاحْتِرَامُھُمْ وَیُحَرَّمُ سَبُّھُمْ وَالطَّعْنُ فِیھِمْ وَنَسْکُتُ عَمَّا جَرٰی بَیْنَھُمْ مِنَ الْحُرُوبِ فَإِنَّہٗ کَانَ عَنِ اجْتِھَادٍ، ھٰذَا کُلُّہٗ مَذْھَبُ أَھْلِ الْحَقِّ، وَھُمْ أَھْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَھُمُ الصَّحَابَةُ وَالتَّابِعُونَ وَالْأَئِمَّةُ الْمُجْتَھِدُونَ، وَمَنْ خَرَجَ عَنْ ھٰذَا الطَّرِیقِ، فَھُوَ ضَالٌّ مُّبْتَدِعٌ أَوْ کَافِرٌ .

''ہم پر صحابہ کرام کی تعظیم اور احترام واجب ہے اور ان کو گالی دینا اور طعن کرنا حرام ہے۔ ہم ان کے باہمی جھگڑوں میں خاموش رہتے ہیں، کیونکہ وہ اجتہادی جھگڑے تھے، یہ سب اہل حق کا مذہب ہے اور اہل حق اہل سنت والجماعت کا نام ہے اور اہل سنت صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا

مذہب ہے، جو اس راہ سے نکل گیا، وہ گمراہ، بدعتی یا کافر ہے۔''

(تنبیہ الوُلاۃ والحُکّام علی أحکام شاتم خیر الأنام، ص 357)

❁ عامر بن شرحبیل شعبی رحمہ اللہ (بعد ۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:

أَدْرَكْتُ خَمْسَمِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَكْثَرَ كُلُّهُمْ يَقُولُ : عُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ .

''میں نے پانچ سو یا اس سے زیادہ اصحاب رسول سے ملاقات کی ہے، سب کے سب یہی کہتے تھے: عثمان، علی، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم جنتی ہیں۔''

(الاعتقاد للبیہقي، ص 374، وسندہٗ حسنٌ)

ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنگ جمل اور جنگ صفین کو اجتہادی جنگیں سمجھتے تھے، انہیں حق و باطل کا معرکہ نہیں سمجھتے تھے، تب ان جنگوں میں شریک ہونے والے صحابہ کو جنتی کہہ رہے ہیں۔ اس لیے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جنگ جمل میں اپنے ہی مخالف لڑنے والے صحابی سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے قاتل کو جہنمی کہا۔ (مسند احمد: ۶۸۱، وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی یہ جنگ اجتہاد کی بنیاد پر لڑی گئی۔

ہم نے علمائے سلف کی نصائح پر مبنی چند صفحات عام مسلمانوں کی خیر خواہی کے ارادے سے تحریر کیے ہیں، کیونکہ بعض لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی صحابہ کرام کو انہی مشاجرات کی بنا پر تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور لوگوں کو بھی ان سے بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ صحابہ کرام کا باہمی معاملہ تھا، جو اللہ رب العالمین نے معاف کر دیا ہے اور ان سے راضی ہو گیا ہے۔ ائمہ اہل سنت نے مشاجرات صحابہ کے حوالے سے روایات تو کتابوں میں درج کی ہیں، لیکن ان کی بنا پر کسی بھی

صحابی پر طعن و تنقید نہیں کی اور سلف صالحین ہی قرآن و سنت کی نصوص اور صحابہ کرام کے معاملے کو بہتر سمجھتے تھے۔

بتقاضائے بشریت صحابہ کرام سے ایسی باتوں کا صدور باعث ملامت نہیں، جیسا کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَاذِبِ، الْآثِمِ، الْغَادِرِ، الْخَائِنِ.

''امیر المومنین! میرے اور اس جھوٹے، سیاہ کار، دھوکہ باز اور خائن کے مابین فیصلہ صادر فرما دیں۔''

(صحيح مسلم: 1757، صحيح البخاري: 3094، مختصراً)

تو کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان الفاظ کی بنا پر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی وہی معاملہ کرنا جائز ہے، جو لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کرتے ہیں؟

حق یہ ہے کہ صحابہ کرام معصوم عن الخطا نہیں تھے، لیکن ہم مشاجرات صحابہ میں سلف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔

۞ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ أَنْصَفَ وَلَمْ يَتَعَصَّبْ وَلَمْ يَتَعَسَّفْ، وَتَوَلَّى الْاِقْتِصَادَ فِي الْاِعْتِقَادِ، لِئَلَّا يَقَعَ فِي جَانِبَيْ سَبِيلِ الرَّشَادِ مِنَ الرَّفْضِ وَالنَّصْبِ بِأَنْ يُحِبَّ جَمِيعَ الْآلِ وَالصَّحْبِ.

''اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے، جس نے انصاف کیا، تعصب اور بے

راہ روی کا شکار نہیں ہوا، عقائد میں میانہ روی اختیار کی، تاکہ وہ راہِ ہدایت کے کناروں یعنی رافضیت اور ناصبیت میں نہ چلا جائے، وہ آلِ رسول اور صحابہ سب سے محبت کرتا ہے۔''

(مِرقاۃ المَفاتیح : 3786/9)

اللہ تعالیٰ ہمیں تمام صحابہ کی محبت پر زندہ رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے۔ آمین!

❁❁❁❁❁❁❁

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

صحابی ابن صحابی، کاتب وامین وحی، خال المومنین، محبوبنا ابوعبدالرحمٰن، معاویہ بن ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہما، قرشی، اُموی کمال فضائل ومناقب رکھتے ہیں۔ اسلام میں اولین منصف بادشاہت کا شرف بھی آپ کے حصے میں آیا ہے۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ وَمُعَاوِيَةَ أَسْلَمَا فِي فَتْحِ مَكَّةَ سَنَةَ ثَمَانٍ .

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا ابوسفیان اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے موقع پر سن آٹھ ہجری میں اسلام لائے۔''

(كشف المُشكِل من حديث الصَّحيحَين : 464/2)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِيمَانُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَابِتٌ بِالنَّقْلِ الْمُتَوَاتِرِ وَإِجْمَاعِ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى ذٰلِكَ .

''سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کا ایمان لانا متواتر روایات سے ثابت ہے، نیز اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔''

(مَجموع الفتاوىٰ : 453/4)

نیز فرماتے ہیں:

قَدْ عُلِمَ أَنَّ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَغَيْرَهُمَا كَانَ بَيْنَهُمْ مِنَ الْفِتَنِ مَا كَانَ، وَلَمْ يَتَّهِمْهُمْ أَحَدٌ مِنْ أَوْلِيَائِهِمْ، لَا مُحَارَبُوهُمْ، وَلَا غَيْرُ مُحَارِبِيهِمْ، بِالْكَذِبِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ جَمِيعُ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ بَعْدَهُمْ مُتَّفِقُونَ عَلٰى أَنَّ هٰؤُلَاءِ صَادِقُونَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ، مَأْمُونُونَ عَلَيْهِ فِي الرِّوَايَةِ عَنْهُ، وَالْمُنَافِقُ غَيْرُ مَأْمُونٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَلْ هُوَ كَاذِبٌ عَلَيْهِ، مُكَذِّبٌ لَهٗ .

''یہ بات معلوم ہو چکی کہ سیدنا معاویہ، سیدنا عمرو بن عاص وغیرہما رضی اللہ عنہم کے درمیان جو بھی فتنے برپا ہوئے۔ ان سب ہستیوں پر نہ ان کے ہم نواؤں نے اور نہ ان سے لڑنے والوں نے تہمت لگائی کہ یہ نبی ﷺ پر جھوٹ بولتے تھے۔ بلکہ تمام اہل علم صحابہ اور تابعین کا اتفاق ہے کہ یہ صحابہ رسول اللہ ﷺ پر سچ بولنے والے تھے، نبی کریم ﷺ سے روایت کرنے میں تہمت سے پاک تھے، جبکہ منافق نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولنے کی تہمت سے پاک نہیں ہوتا، بلکہ وہ نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ کی تکذیب کرتا ہے۔''

(الفتاوی الکبریٰ : 451/3، مجموع الفتاویٰ : 66/35)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا يَسْتَبِيحُهٗ بَعْضُ الْمُبْتَدِعَةِ مِنْ سَبِّهٖ وَلَعْنِهٖ فَلَهٗ فِيهِ

أُسْوَةٌ أَيْ أُسْوَةٌ بِالشَّيْخَيْنِ وَعُثْمَانَ وَأَكْثَرِ الصَّحَابَةِ فَلَا يُلْتَفَتُ لِذٰلِكَ وَلَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ لَمْ يَصْدُرْ إِلَّا عَنْ قَوْمٍ حَمْقٰى جُهَلَاءُ أَغْبِيَاءُ طَغَامٌ لَا يُبَالِي اللّٰهُ بِهِمْ فِي أَيِّ وَادٍ هَلَكُوا فَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَخَذَلَهُمْ أَقْبَحَ اللَّعْنَةِ وَالْخِذْلَانِ.

''بعض بدعتیوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا اور ان پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے، یہ انہی کا طریقہ ہے، یعنی یہ لوگ سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ ان کی اس حرکت کا کوئی اعتبار اور بنیاد نہیں۔ کیونکہ یہ ایسے لوگوں کی حرکت ہے، جو حماقت زدہ، جاہل، بد بخت اور بے وقوف ہیں، اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں کہ یہ کس وادی میں ہلاک ہوں، اللہ تعالیٰ کی ان پر قبیح ترین لعنت ہو اور انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دے۔''

(الصّواعق المحرقة : 629/2)

۞ عباسی حکمران، قائم بامر اللہ ہاشمی (467ھ) نے تقریبا 430ھ میں ''الاعتقاد القادری'' کے نام سے مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ شائع کیا، جس کا مخالف باتفاقِ اہل علم فاسق و کافر قرار دیا گیا۔ اس عقیدہ میں یہ بھی ہے:

لَا يَقُولُ فِي مُعَاوِيَةَ إِلَّا خَيْرًا، وَلَا يَدْخُلُ فِي شَيْءٍ شَجَرَ بَيْنَهُمْ، وَيَتَرَحَّمُ عَلٰى جَمَاعَتِهِمْ.

''مسلمان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کلمہ خیر ہی کہتا ہے، وہ صحابہ

کرام کے باہمی اختلافات میں دخل نہیں دیتا، بلکہ تمام صحابہ کرام کے لیے رحمت کی دُعا کرتا ہے۔''

(الاعتقاد القادري، المندرج في المنتظم لابن الجوزي : 281/15 ، وسندهٗ صحيحٌ)

امام معافی بن عمران رحمہ اللہ (۱۸۵ھ) سے پوچھا گیا کہ کیا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ؟ تو آپ رحمہ اللہ نے شدید غصہ کیا اور فرمایا:

لَا يُقَاسُ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ .

''اصحاب رسول کا کسی سے موازنہ نہیں کیا جائے گا۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : 209/1 ، الشّريعة للآجري : 1956 ، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ **ابو اسامہ حماد بن اسامہ رحمہ اللہ (م:201ھ) سے پوچھا گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ ؟ تو فرمایا:**

أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ لَا يُقَاسُ بِهِمْ أَحَدٌ .

''اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی سے موازنہ نہیں کیا جائے گا۔''

(الشّريعة للآجرّي : 2011 ، جامع بيان العلم وفضله لابن عبد البر : 229/2 ، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ **امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (۲۴۱ھ) سے پوچھا گیا:**

أَيُّهُمَا أَفْضَلُ ، مُعَاوِيَةُ أَوْ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ؟ فَقَالَ : مُعَاوِيَةُ أَفْضَلُ ، لَسْنَا نَقِيسُ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا .

''معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ؟ فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ ہی افضل ہیں، ہم اصحاب رسول کا کسی کے ساتھ موازنہ نہیں کرتے۔''

(السنّة للخلّال: 660، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (۱۵۸۔۲۳۳ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّ مَنْ يَشْتِمُ عُثْمَانَ أَوْ طَلْحَةَ أَوْ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَجَّالٌ لَا يُكْتَبُ عَنْهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ، سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ یا کسی بھی صحابی رسول کو ہدف تنقید ٹھہرانے والا دجال ہے، اس کی روایت نہیں لکھی جائے گی، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور پوری انسانیت کی لعنت ہے۔''

(تاريخ يحيى بن مَعين برواية العبّاس الدّوري: 546/3)

❁ علامہ محمد بن احمد ابو العرب رحمہ اللہ (۳۳۳ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَّمْ يُحِبَّ الصَّحَابَةَ فَلَيْسَ بِثِقَةٍ وَلَا كَرَامَةَ.

''جو صحابہ سے محبت نہ کرے، وہ معتبر نہیں۔ اس کی کوئی عزت نہیں۔''

(هدى السّاري لابن الحجر، ص 389، تهذيب التّهذيب: 236/1)

❁ علامہ مازری رحمہ اللہ (۵۳۶ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ مِنْ عُدُولِ الصَّحَابَةِ وَأَفَاضِلِهِمْ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل اور فاضل صحابہ میں سے ہیں۔''

(المُعلِم بفوائد مسلم : 242/3)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَهُوَ مِنَ الْعُدُولِ الْفُضَلَاءِ وَالصَّحَابَةِ النُّجَبَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ عادل، فاضل اور ممتاز صحابہ میں سے ہیں۔“

(شرح مسلم : 149/15)

۞ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا زَالَ بِي مَا رَأَيْتُ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ فِي الْفِتْنَةِ، حَتّٰى إِنِّي لَأَتَمَنّٰى أَنْ يَّزِيدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُعَاوِيَةَ مِنْ عُمُرِي فِي عُمُرِهٖ.

”میں فتنہ کے دور میں حالات کا مشاہدہ کرتی رہی، تب میں تمنا کیا کرتی تھی کہ اللہ میری عمر بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لگا دے۔“

(الطّبقات لأبي عروبة الحرّاني، ص41، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بہت سے فضائل صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ سب سے بڑی فضیلت ومنقبت تو شرف صحابیت ہے۔ اس کے علاوہ کچھ بھی ثابت نہ ہو، تو بھی یہی فضیلت کافی ہے، کیونکہ ہر صحابی کی الگ الگ معین فضیلت ثابت نہیں۔ صحیح احادیث میں معدودے چند صحابہ کے متعین فضائل مذکور ہوئے ہیں۔ ایسا نہیں کہ باقی صحابہ کی کوئی فضیلت تھی ہی نہیں، بلکہ صرف صحابی ہونا ہی فضیلت کے لیے کافی ہے۔ شرف صحابیت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اصل اعزاز ہے، اس کے علاوہ صحیح احادیث

سے آپ کے خصوصی فضائل بھی ثابت ہیں۔

بعض حضرات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا انکار کرنے کے لیے امام نسائی رحمہ اللہ کی شہادت کے قصے سے دلیل لیتے ہیں، جس میں مذکور ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی نفی کی، لیکن یہ واقعہ بسند صحیح ثابت نہیں ہوسکا۔اس کی سند میں مجہول وغیر معتبر راوی موجود ہیں۔

اسی طرح امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ سے منسوب ہے:

لَا يَصِحُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ شَيْءٌ .

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کچھ ثابت نہیں۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 105/59 ، سِیَر أعلام النّبلاء للذّهبي : 132/3)

یہ قول ثابت نہیں، اس کی سند میں ابو العباس اصم کے والد یعقوب بن یوسف بن معقل، ابوفضل، نیشاپوری کی توثیق نہیں ملی۔بعض کتب میں اس سند سے ابو العباس اصم کے والد کا واسطہ گر گیا ہے۔

صحیح احادیث کی روشنی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب ملاحظہ ہوں:

پہلے بحری بیڑے کی کمان اور جہاد فی سبیل اللہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ گرامی ہے:

أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ ، قَدْ أَوْجَبُوا .

''میری امت میں پہلا گروہ جو سمندری جہاد کرے گا، اس نے (مغفرت

وجنت کو) واجب کرلیا۔‘‘(صحيح البخاري : 2924)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ : قَدْ أَوْجَبُوا، أَيْ فَعَلُوا فِعْلًا، وَجَبَتْ لَهُمْ بِهِ الْجَنَّةُ .

’’نبی اکرم ﷺ کے فرمان ’’واجب کرلیا‘‘ سے مراد ہے کہ انہوں نے وہ کارِ خیر سرانجام دیا، جس کی بنا پر ان کے لیے جنت واجب ہوگئی۔‘‘

(فتح الباري شرح صحيح البخاري : 103/6)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَى ابْنَةِ مِلْحَانَ، فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا، ثُمَّ ضَحِكَ، فَقَالَتْ : لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ : نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِي يَرْكَبُونَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ .

’’رسول اللہ ﷺ ایک دن (ام حرام) بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، (اسی حالت میں سو گئے) پھر آپ (بیدار ہوئے اور) مسکرائے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ کیوں مسکرائے؟ فرمایا: میری امت کا ایک عظیم الشان گروہ جہاد کے لیے سبز سمندر کا سفر کرے گا۔ وہ جنت میں تختوں پر براجمان بادشاہوں کی طرح ہوں گے۔‘‘(صحيح البخاري : 2877، 2878، صحيح مسلم : 1912)

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق سمندری جہاد کی سعادت، قیادت اور فضیلت

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حصے آئی۔ اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ پہلا لشکر، جس نے بحری جہاد کیا، اس کے کمانڈر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔ اس حدیث سے آپ رضی اللہ عنہ کی منقبت وفضیلت کو چار چاند لگ گئے ہیں، آپ رضی اللہ عنہ کو جنت کی سند حاصل ہے۔

شارح بخاری مہلب رحمہ اللہ (435ھ) اور حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ فَضْلٌ لِّمُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ، إِذْ جَعَلَ مَنْ غَزَا تَحْتَ رَايَتِهِ مِنَ الْأَوَّلِينَ، وَرُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ، وَحْيٌ.

''اس حدیث میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (بوحی الٰہی) ان کی کمان میں جہاد کرنے والوں کو اولین قرار دیا ہے، انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔''

(شرح ابن بطال: 11/5، التّمهيد: 235/1)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں:

① سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا، وَاهْدِهِ، وَاهْدِ بِهِ، وَلَا تُعَذِّبْهُ.

''اے اللہ! معاویہ کو ہدایت یافتہ اور ہدایت کنندہ بنا۔ انہیں ہدایت دے اور ان کے ذریعے انسانیت کو ہدایت دے، انہیں عذاب سے بچا۔''

(مسند الإمام أحمد: 216/4، سنن التّرمذي: 3842، وقال: حسنٌ غريبٌ،

التّاريخ الكبير للبخاري : 240/5، الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم : 1129، الشّريعة للآجرّي : 1914، والسياق له، تاريخ بغداد للخطيب :207/1، 208، وسندهٗ حسنٌ)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَتَوَارَيْتُ خَلْفَ بَابٍ، قَالَ : فَجَاءَ، فَحَطَأَنِي حَطْأَةً، وَقَالَ : اذْهَبْ، وَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ : فَجِئْتُ، فَقُلْتُ : هُوَ يَأْكُلُ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ لِي : اذْهَبْ، فَادْعُ لِي مُعَاوِيَةَ، قَالَ : فَجِئْتُ، فَقُلْتُ : هُوَ يَأْكُلُ، فَقَالَ : لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ .

’’میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔آپ ﷺ نے (پیار سے) میرے کندھوں پر تھپکی لگائی اور فرمایا : جائیں، معاویہ کو بلالائیں۔ میں آیا، تو معاویہ رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے۔آپ ﷺ نے مجھے دوبارہ فرمایا : جائیں،معاویہ کو بلا کرلائیں۔میں دوبارہ گیا،تو وہ ابھی کھانا ہی کھا رہے تھے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے۔‘‘

(صحيح مسلم : 325/2، ح : 2604)

یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتی ہے۔اس سے تنقیص ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ کلام بطورِ بددعا نہیں، بلکہ بطورِ مزاح اور بطورِ تکیہ کلام تھا۔کلامِ عرب میں ایسی عبارات کا بطورِ مزاح یا بطورِ تکیہ کلام استعمال ہونا

عام بات ہے۔عربی لغت وادب کے ادنیٰ طلبہ بھی اس سے واقف ہیں۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱۔۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَا وَقَعَ مِنْ سَبِّهِ وَدُعَائِهِ وَنَحْوِهِ، لَيْسَ بِمَقْصُودٍ، بَلْ هُوَ مِمَّا جَرَتْ بِهِ عَادَةُ الْعَرَبِ فِي وَصْلِ كَلَامِهَا بِلَا نِيَّةٍ، كَقَوْلِهِ : تَرِبَتْ يَمِينُكَ، وعَقْرٰى حَلْقٰى، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ : لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ، وَفِي حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ : لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، لَا يَقْصُدُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ حَقِيقَةَ الدُّعَاءِ .

''بعض احادیث میں صحابہ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی جو بددعا وغیرہ منقول ہے، وہ حقیقت میں بددعا نہیں، بلکہ یہ ان باتوں میں سے ہے، جنہیں عرب بطور تکیہ کلام بولتے ہیں۔بعض احادیث میں کسی صحابی کو تعلیم دیتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کا فرمان: تَرِبَتْ يَمِينُكَ ''تیرا داہنا ہاتھ خاک آلود ہو۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمانا کہ عَقْرٰى حَلْقٰى ''تو بانجھ ہو، تیرے حلق میں بیماری ہو۔'' نیز فرمان کہ: لَا كَبِرَتْ سِنُّكِ ''تیری عمر زیادہ نہ ہو۔'' اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمان کہ: لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ ''اللہ تعالیٰ ان کا پیٹ نہ بھرے۔'' یہ ساری باتیں اسی قبیل سے ہیں۔ایسی باتوں سے اہل عرب بددعا مراد نہیں لیتے۔''

(شرح صحیح مسلم : 152/16)

مشہور لغوی، ابو منصور ازہری (م: ۳۷۰ھ) ایسے کلمات کے بارے میں مستند لغوی ابو عبید سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هٰذَا عَلٰى مَذْهَبِ الْعَرَبِ فِي الدُّعَاءِ عَلَى الشَّيْءِ مِنْ غَيْرِ إِرَادَةٍ لِّوُقُوعِهٖ، لَا يُرَادُ بِهِ الْوُقُوعَ.

''ایسی باتیں عرب تہذیب کا حصہ ہیں، وہ کسی کے بارے بد دعا کے الفاظ کہتے ہیں، لیکن اس کے وقوع کا ارادہ نہیں کرتے، یعنی بد دعا کا پورا ہونا مراد ہی نہیں ہوتا۔'' (تهذيب اللّغة : 145/1)

حافظ ابن بطال رحمہ اللہ (م: ۴۴۹ھ) ایک عبارت بارے فرماتے ہیں:

هِيَ كَلِمَةٌ لَّا يُرَادُ بِهَا الدُّعَاءُ، وَإِنَّمَا تُسْتَعْمَلُ فِي الْمَدْحِ، كَمَا قَالُوا لِلشَّاعِرِ، إِذَا أَجَادَ: قَاتَلَهُ اللّٰهُ، لَقَدْ أَجَادَ.

''اس سے بد دعا مراد نہیں ہوتی۔ اسے صرف تعریف کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کوئی عمدہ شعر کہے، تو عرب کہتے ہیں: قَاتَلَهُ اللّٰهُ ''اللہ تعالیٰ اسے مارے''، اس نے عمدہ شعر کہا۔''

(شرح صحيح البخاري : 329/9)

صحیح مسلم کی حدیث اسی مفہوم کی موید ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَتْ عِنْدَ أُمِّ سُلَيْمٍ يَتِيمَةٌ، وَهِيَ أُمُّ أَنَسٍ، فَرَآى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَتِيمَةَ، فَقَالَ: آنْتِ هِيَهْ؟ لَقَدْ كَبِرْتِ، لَا كَبِرَ سِنُّكِ، فَرَجَعَتِ الْيَتِيمَةُ إِلٰى أُمِّ سُلَيْمٍ تَبْكِي، فَقَالَتْ

أُمُّ سُلَيْمٍ : مَا لَكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتِ الْجَارِيَةُ : دَعَا عَلَيَّ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنِّي، فَالْآنَ لَا يَكْبَرُ سِنِّي أَبَدًا، أَوْ قَالَتْ : قَرْنِي، فَخَرَجَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ مُسْتَعْجِلَةً تَلُوثُ خِمَارَهَا، حَتّٰى لَقِيَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا لَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ فَقَالَتْ : يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَدَعَوْتَ عَلٰى يَتِيمَتِي، قَالَ : وَمَا ذَاكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ؟ قَالَتْ : زَعَمَتْ أَنَّكَ دَعَوْتَ أَنْ لَّا يَكْبَرَ سِنُّهَا، وَلَا يَكْبَرَ قَرْنُهَا، قَالَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ : يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! أَمَا تَعْلَمِينَ أَنَّ شَرْطِي عَلٰى رَبِّي، أَنِّي اشْتَرَطْتُ عَلٰى رَبِّي، فَقُلْتُ : إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، أَرْضٰى كَمَا يَرْضَى الْبَشَرُ، وَأَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، فَأَيُّمَا أَحَدٍ دَعَوْتُ عَلَيْهِ، مِنْ أُمَّتِي، بِدَعْوَةٍ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ، أَنْ يَّجْعَلَهَا لَهٗ طَهُورًا وَّزَكَاةً، وَقُرْبَةً يُّقَرِّبُهٗ بِهَا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بچی تھی۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا، تو فرمایا: تو ہے؟ تو تو بڑی ہو گئی ہے۔ تیری عمر بڑی نہ ہو۔ یہ سن کر وہ بچی روتی ہوئی سیدہ ام سلیم کی طرف دوڑی۔ سیدہ

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پوچھا: بیٹی! کیا ہوا؟ کہا: میرے بارے رسول اللہ ﷺ نے بددعا کی ہے کہ میری عمر نہ بڑھے۔ اب تو میری عمر نہیں بڑھے گی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا جلدی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچیں، آپ کی چادر زمین پر گھسٹ رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ام سلیم! کیا ہوا؟ عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ نے اس بچی کے لیے بددعا فرمائی ہے؟ فرمایا: بات کیا ہے؟ عرض کیا: یہ کہتی ہے کہ آپ نے اسے عمر نہ بڑھنے کی بددعا دی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ام سلیم! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنے رب سے یہ شرط منظور کرائی ہے اور دُعا کی ہے کہ میں ایک انسان ہوں، انسانوں کی طرح راضی بھی ہوتا ہوں ناراض بھی۔ لہٰذا اپنے جس امتی کے لیے بھی ایسی بددعا کر دوں، جس کا وہ مستحق نہ ہو، تو اس بددعا کو اس کے گناہوں سے پاکیزگی اور طہارت بنا دے، نیز اس بددعا کو روزِ قیامت اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔''

(صحیح مسلم: 2603)

اب کوئی بتائے کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اس بچی کو کسی ناراضی یا غصہ کی بنا پر یہ الفاظ کہے تھے، جو اس بچی اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے لیے پریشانی کا سبب بن گئے؟ اور کیا ان الفاظ سے اس بچی کی تنقیص ہوتی ہے؟ خود رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ یہ الفاظ بطورِ بددعا نہیں تھے اور ایسے الفاظ سننے والے کے لیے یقیناً پریشانی کا سبب بن جاتے ہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا بھی کر دی کہ اللہ تعالیٰ ایسے الفاظ کو مخاطبین کے لیے اجر وثواب اور اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی حدیث کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں:

لَا أَشْبَعَ اللّٰهُ بَطْنَهٗ .

''اللہ ان کا پیٹ نہ بھرے۔''

یوں یہ الفاظ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے باعث تقربِ الٰہی اور باعث منقبت وفضیلت ہیں۔علمائے اہل سنت واہل حق کا یہی فہم ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رَكَّبَ مُسْلِمٌ مِّنَ الْحَدِيثِ الْأَوَّلِ، وَهٰذَا الْحَدِيثُ فَضِيلَةٌ لِّمُعَاوِيَةَ .

''امام مسلم رحمہ اللہ نے یہ حدیث پہلی حدیث کے متصل بعد ذکر کی ہے۔ یوں اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔''

(البداية والنّهاية : 119/8)

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٣١۔٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ فَهِمَ مُسْلِمٌ رَّحِمَهُ اللّٰهُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ مُعَاوِيَةَ لَمْ يَكُنْ مُسْتَحِقًّا لِّلدُّعَاءِ عَلَيْهِ، فَلِهٰذَا أَدْخَلَهٗ فِي هٰذَا الْبَابِ، وَجَعَلَهٗ غَيْرُهٗ مِنْ مَّنَاقِبِ مُعَاوِيَةَ، لِأَنَّهٗ فِي الْحَقِيقَةِ يَصِيرُ دُعَاءً لَهٗ .

''امام مسلم رحمہ اللہ اس حدیث سے یہ سمجھے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بددعا کے مستحق نہ تھے۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے یہ حدیث اس باب میں ذکر

کی ہے۔ امام مسلم کے علاوہ دیگر اہل علم نے بھی یہ حدیث معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر کی ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ حقیقت میں ان کے لیے دعا بن گئے تھے۔‘‘(شرح صحیح مسلم : 156/16)

یہ تو بات تھی ان الفاظ کے بارے میں، جو بطور مدح وتکیہ کلام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے صادر ہوئے، جبکہ معاملہ اس سے بھی کہیں آگے ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کرام کے لیے بتقاضائے بشریت حقیقی بددعا کردی، اللہ تعالیٰ نے اس بددعا کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی وجہ سے ان کے لیے باعث رحمت بنا دیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ، أَوْ لَعَنْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ زَكَاةً وَّرَحْمَةً .

’’اے اللہ! میں بشر ہوں، لہٰذا جس مسلمان کو میں بُرا بھلا کہوں، بددعا کروں یا کوڑے ماروں، تو انہیں اس کے لیے پاکیزگی اور رحمت بنا دے۔‘‘

(صحیح مسلم : 2601/89)

صحیح مسلم (۲۶۰۱/۹۱) میں ہے:

أَللّٰهُمَّ! إِنَّمَا مُحَمَّدٌ بَشَرٌ، يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ، وَإِنِّي قَدِ اتَّخَذْتُ عِنْدَكَ عَهْدًا لَّنْ تُخْلِفَنِيهِ، فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ آذَيْتُهُ، أَوْ سَبَبْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ كَفَّارَةً، وَقُرْبَةً، تُقَرِّبُهُ بِهَا إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''اے اللہ! بلاشبہ محمد (ﷺ) بشر ہیں، انہیں انسانوں کی طرح غصہ آجاتا ہے۔ میں نے تجھ سے ایسا وعدہ لیا ہوا ہے، جسے تو نہیں توڑے گا۔ وہ یہ ہے کہ جس مومن کو میں تکلیف دوں، اسے برا بھلا کہوں یا اسے کوڑے ماروں، تو اِن چیزوں کو اس کے لیے گناہوں کا کفارہ اور روزِ قیامت اس کے لیے اپنے تقرب کا ذریعہ بنا دے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ، فَكَلَّمَاهُ بِشَيْءٍ، لَا أَدْرِي مَا هُوَ، فَأَغْضَبَاهُ، فَلَعَنَهُمَا، وَسَبَّهُمَا، فَلَمَّا خَرَجَا، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ أَصَابَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا، مَا أَصَابَهُ هٰذَانِ، قَالَ : وَمَا ذَاكِ؟ قَالَتْ : قُلْتُ : لَعَنْتَهُمَا وَسَبَبْتَهُمَا، قَالَ : أَوَ مَا عَلِمْتِ مَا شَارَطْتُ عَلَيْهِ رَبِّي؟، قُلْتُ : اللّٰهُمَّ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّ الْمُسْلِمِينَ لَعَنْتُهُ، أَوْ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَّأَجْرًا.

''دو آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے کوئی بات کی، میں وہ بات سمجھ نہیں پایا۔ ان کی بات سے آپ ﷺ کو غصہ آ گیا۔ آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور بددعا دی۔ جب وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس سے چلے گئے، تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا اتنی تکلیف بھی کسی کو پہنچی ہو گی، جتنی ان کو پہنچی ہے؟ فرمایا: کیا

مطلب؟ عرض کیا: آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور بددعا دی۔ فرمایا: کیا آپ کو وہ شرط معلوم ہے، جو میں نے اپنے رب سے منوائی ہے؟ وہ یہ کہ اے اللہ! میں بشر ہوں، لہٰذا جس مسلمان کو بددعا دوں یا برا بھلا کہوں، تو اسے اس کے لیے گناہوں سے پاکیزگی اور اجر کا باعث بنا دے۔''

(صحیح مسلم: 2600)

ثابت ہوا کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے غصہ میں کسی کے لیے حقیقی بددعا بھی کر دی، تو وہ بھی اس کے لیے اجر وثواب اور مغفرت وتقرب الٰہی کا باعث بن گئی ہے۔ جب کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے ناراض ہونے کی کوئی دلیل بھی نہیں۔

بالفرض یہ مان لیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاخیر کی بنا پر غصہ میں یہ الفاظ کہے، تو بھی ہماری ذکر کردہ احادیث کی روشنی میں یہ الفاظ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت اور تقربِ الٰہی کی بین دلیل ہیں۔

حدیث کا سیاق بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت پر دلالت کرتا ہے، مسند طیالسی (۲۸۶۹، وسندہ صحیح) میں اسی حدیث کے الفاظ ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ، يَكْتُبُ لَهٗ.

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کے لیے وحی کی کتابت کریں۔''

اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا کاتب وحی ہونا ثابت ہو رہا ہے، جو کہ باجماعِ امت بہت بڑی فضیلت، منقبت اور شرف ہے۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (۴۹۹۔۵۷۱ھ) فرماتے ہیں:

أَصَحُّ مَا رُوِيَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں مروی صحیح ترین حدیث یہی ہے۔''

(تاریخ دِمَشق: 106/59، البدایة والنّهایة لابن کثیر: 131/8)

ناصر السنۃ، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (۱۳۳۲۔۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ يَسْتَغِلُّ بَعْضُ الْفِرَقِ هٰذَا الْحَدِيثَ، لِيَتَّخِذُوا مِنْهُ مَطْعَنًا فِي مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَلَيْسَ فِيهِ مَا يُسَاعِدُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، كَيْفَ؟ وَفِيهِ أَنَّهٗ كَانَ كَاتِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ .

''بعض گمراہ فرقے اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس حدیث کا کوئی پہلو ان گمراہوں کی تائید نہیں کرتا۔ اس حدیث سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی تنقیص کیسے ثابت ہو گی، اس میں تو یہ ذکر ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے؟''

(سِلسلة الأحادیث الصّحیحة وشيء من فقهها وفوائدها: 82)

اتنی تصریحات کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت ومنقبت کی دلیل نہ مانے، تو وہ سخت خطا کا مرتکب ہے۔

③ سیدنا عرباض بن ساریہ سُلَمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے سنا:

أَللّٰهُمَّ! عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابِ، وَقِهِ الْعَذَابَ .

''اللہ! انہیں قرآن کی تفسیر اور حساب سکھا دے اور عذاب سے بچا لے۔''

(مسند أحمد : 127/4، الشّريعة للآجرّي : 1970-1973، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو ابن خزیمہ (۱۹۳۸) اور ابن حبان (۷۲۱۰) رحمہما اللہ نے صحیح کہا ہے۔

حارث بن زیاد شامی جمہور محدثین کے نزدیک حسن الحدیث ہے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لِلْحَدِيثِ شَاهِدٌ قَوِيٌّ .

''اس حدیث کا ایک قوی شاہد بھی موجود ہے۔''

(سِيَر أعلام النبلاء : 124/3)

اس کا شاہد مسند الشامیین للطبرانی (۳۳۳ سندہ حسن) میں موجود ہے۔

علم، فقہ اور خوبیاں:

ابن ابوملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ : هَلْ لَّكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ؟ فَإِنَّهٗ مَا أَوتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ : أَصَابَ، إِنَّهٗ فَقِيهٌ .

''سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے صرف ایک رکعت وتر ادا کیا ہے، تو فرمایا: درست کیا، وہ فقیہ ہیں۔'' (صحيح البخاري : 3765)

ایک روایت میں ہے:

أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وَعِنْدَهٗ مَوْلًى لِّابْنِ عَبَّاسٍ،

فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : دَعْهُ، فَإِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز عشا کے بعد ایک وتر ادا فرمایا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام ان کے پاس تھا۔ وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا (اور یہ بات بتائی)، تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں، معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔''

(صحيح البخاري :351/1، ح : 3764)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ عُثْمَانَ أَقْضٰى بِحَقٍّ مِّنْ صَاحِبِ هٰذَا الْبَابِ، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ .

''میں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر حق کے مطابق فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 161/59، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أَسْوَدَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ .

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر شان وشوکت والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(تاريخ دِمَشق لابن عساكر : 173/59، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ، أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰه مِنْ أَمِيرِكُمْ هٰذَا، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ .

''میں نے رسول اللہ ﷺ کے جہانِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر آپ ﷺ جیسی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔''

(الفوائد المنتقاة للسمرقندي : 67، وسندهٗ صحيحٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذِهِ شَهَادَةُ الصَّحَابَةِ بِفِقْهِهِ وَدِينِهِ، وَالشَّاهِدُ بِالْفِقْهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، وَبِحُسْنِ الصَّلَاةِ أَبُو الدَّرْدَاءِ، وَهُمَا هُمَا، وَالْآثَارُ الْمُوَافِقَةُ لِهٰذَا كَثِيرَةٌ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور دین داری کی گواہی صحابہ نے دی ہے، فقاہت کی گواہی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دی ہے اور عمدہ نماز پڑھنے کی گواہی سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے دی ہے۔ یہ دونوں صحابی کیا شان رکھتے تھے! اس کے موافق کئی روایات ہیں۔''

(منهاج السنّة النّبويّة : 235/6)

ربیع بن نافع حلبی رحمہ اللہ (۱۵۰۔۲۴۱ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ سِتْرٌ لِّأَصْحَابِ النَّبِيِّ، فَإِذَا كَشَفَ الرَّجُلُ السِّتْرَ اجْتَرَأَ عَلٰى مَا وَرَاءَهٗ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صحابہ کے لیے پردہ ہیں۔ جب کوئی پردہ ہٹا دیتا ہے، تو

پردے کے پیچھے والی چیزوں پر جسارت کرنے لگتا ہے۔''

(تاریخ بغداد للخطیب : 209/1، تاریخ ابن عساکر : 209/59، وسندهٗ حسنٌ)

امام محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ (۵۸۔۱۲۴ھ) فرماتے ہیں:

عَمِلَ مُعَاوِيَةُ بِسِيرَةِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ سِنِينَ، لَا يَخْرِمُ مِنْهَا شَيْئًا .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سالہا سال سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سیرت پر عمل کیا۔ اس میں ذرا برابر کوتاہی نہیں کی۔''

(السنّة لأبي بكر الخلّال : 683، وسندهٗ صحيحٌ)

ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ! فَلَا وَاللّٰهِ، مَا أَبْغَضْنَاكَ مُنْذُ أَحْبَبْنَاكَ، وَلَا عَصَيْنَاكَ مُنْذُ أَطَعْنَاكَ، وَلَا فَارَقْنَاكَ مُنْذُ جَامَعْنَاكَ، وَلَا نَكَثْنَا بَيْعَتَنَا مُنْذُ بَايَعْنَاكَ، سُيُوفُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا، إِنْ أَمَرْتَنَا أَطَعْنَاكَ، وَإِنْ دَعَوْتَنَا أَجَبْنَاكَ، وَإِنْ سَبَقْتَنَا أَدْرَكْنَاكَ، وَإِن سَبَقْنَاكَ نَظَرْنَاكَ .

''اللہ کی قسم! جب سے آپ سے محبت کی ہے، آپ سے بغض نہیں کیا، جب سے آپ کی اطاعت میں آئے، نافرمانی نہیں کی۔ جب سے ملے ہیں، آپ سے جدا نہیں ہوئے۔ جب سے آپ کی بیعت کی، بیعت نہیں توڑی۔ ہماری تلواریں کندھوں پر ہیں، اگر آپ کا حکم ہوا، تو ہم سرمو انحراف نہیں کریں گے۔ آپ نے پکارا، تو لبیک کہیں گے۔ آپ ہم سے

آگے نکل گئے، تو ہم آپ کے پیچھے جائیں گے اور اگر ہم آگے نکل گئے، تو آپ کا انتظار کریں گے۔"

(مسائل الإمام أحمد برواية ابنه أبي الفضل صالح : 330، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور خلافت وملوکیت:

حافظ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

أَمِيرُ الْمُوْمِنِينَ، مَلِكُ الْإِسْلَامِ.

"امیر المومنین اور شاہِ اسلام۔" (سِيَر أعلام النّبلاء : 120/3)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو "خلیفہ" بھی کہا ہے۔

(صحيح ابن خزيمة : 2408، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ، أَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰه مِنْ أَمِيرِكُمْ هٰذَا، يَعْنِي مُعَاوِيَةَ.

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جہانِ فانی سے رخصت ہونے کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔"

(الفوائد المنتقاة للسمرقندي : 67، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے "خلافت معاویہ بن ابی سفیان" کہا ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 15281، سنن الدارمي : 46، وسندهٗ صحيحٌ)

امام نافع رحمہ اللہ نے بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ اقتدار کو "خلافت" کہا ہے۔

(صحیح مسلم : 1547)

تابعی کبیر جبیر بن نفیر رحمہ اللہ (۸۰ھ) نے بھی ''خلافت معاویہ'' کہا ہے۔

(مسند الإمام أحمد : 17734، وسندهٗ صحيحٌ)

عامر شعبی رحمہ اللہ (بعد ۱۰۰ھ) فرماتے ہیں:

دُهَاةُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَرْبَعَةٌ مُعَاوِيَة وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ وَزِيَادٌ .

''اس امت میں چار اصحاب بصیرت ہیں؛ ① سیدنا معاویہ، ② سیدنا عمرو بن عاص، ③ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم ④ اور زیاد بن ابی سفیان رحمہ اللہ۔''

(عِلَل أحمد برواية ابنهٖ عبد اللّٰه : 1772، طَبَقات ابن سعد : 351/2، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ الْحَسَنَ إِنَّمَا سَلَّمَ الْخِلَافَةَ لِمُعَاوِيَةَ حَيَاتَهٗ لَا غَيْرَ، ثُمَّ تَكُونُ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ، وَعَلٰى ذٰلِكَ انْعَقَدَ بَيْنَهُمَا مَا انْعَقَدَ فِي ذٰلِكَ، وَرَأَى الْحَسَنُ ذٰلِكَ خَيْرًا مِنْ إِرَاقَةِ الدِّمَاءِ فِي طَلَبِهَا، وَإِنْ كَانَ عِنْدَ نَفْسِهٖ أَحَقَّ بِهَا .

''اس بارے علما کا کوئی اختلاف نہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت سونپ دی تھی، پھر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بعد بھی خلافت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہی۔ اس پر سیدنا حسن اور

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین جو معاہدہ طے پایا، سو پایا۔ حسن رضی اللہ عنہ نے اسے خون بہانے سے بہتر سمجھا، اگرچہ آپ رضی اللہ عنہ خلافت کا زیادہ حق رکھتے تھے۔"

(الاستیعاب :387/1)

حبر امت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَخْلَقَ لِلْمُلْكِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ .

"میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر بادشاہت کے زیادہ لائق کوئی نہیں دیکھا۔"

(الأمالي من آثار الصّحابة للإمام عبد الرزّاق : 97، السنّة لأبي بكر الخلّال : 637، مجموع فيه مصنفات لأبي العبّاس الأصم : 578(162)، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّكُمْ فِي نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَسَتَكُونُ خِلَافَةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا عَضُوضًا، يَشْرَبُونَ الْخُمُورَ، وَيَلْبِسُونَ الْحَرِيرَ، وَفِي ذٰلِكَ يُنْصَرُونَ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ .

"آپ نبوت اور رحمت کے دور میں ہیں، عنقریب خلافت اور رحمت ہو گی، پھر ایسا اور ایسا ہو گا (بادشاہت اور رحمت آئے گی)، پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت آئے گی۔ لوگ شراب پئیں گے اور ریشم پہنیں گے، لیکن اس کے باوجود قیامت تک ایک طائفہ منصورہ بھی موجود رہے گا۔"

(المُعجم الأوسط للطّبراني : 345/6، ح :6581، وسندهٗ حسنٌ)

خلافت کے بعد ایک خاص زمانہ ہے، جسے (کذا وکذا) سے تعبیر کیا گیا ہے اور وہ ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بادشاہت کا زمانہ۔ اس کے بعد جا کر کاٹ کھانے والی

ملوکیت کا دور شروع ہو گا۔ لہٰذا جن روایات میں خلافت کے بعد ملک عضوض کا ذکر ہے، وہ اختصار پر مبنی ہیں۔ اس کی تائید ایک دوسری صریح حدیث سے ہوتی ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَوَّلُ هٰذَا الْأَمْرِ نُبُوَّةٌ وَّرَحْمَةٌ، ثُمَّ يَكُونُ خِلَافَةً وَّرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، ثُمَّ يَكُونُ إِمَارَةً وَّرَحْمَةً .

''پہلے نبوت اور رحمت ہے، پھر خلافت اور رحمت ہو گی، پھر بادشاہت اور رحمت ہو گی، پھر امارت اور رحمت ہو گی۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 88/11، ح : 11138، السّلسلة الصّحيحة : 3270، وسندهٗ حسنٌ)

اس کی تائید اجماعِ امت سے ہوتی ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا سَارَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالكَتَائِبِ، قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِمُعَاوِيَةَ : أَرٰى كَتِيبَةً لَا تُوَلِّي حَتّٰى تُدْبِرَ أُخْرَاهَا، قَالَ مُعَاوِيَةُ : مَنْ لِذَرَارِيِّ الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ : أَنَا، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرٍ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ : نَلْقَاهُ فَنَقُولُ لَهُ الصُّلْحَ، قَالَ الْحَسَنُ : وَلَقَدْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرَةَ، قَالَ : بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ، جَاءَ الْحَسَنُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''جب سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما لشکروں کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے، تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں ایسا لشکر دیکھ رہا ہوں، جو پلٹ کر نہیں بھاگے گا، بلکہ مخالف کو مار بھگائے گا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (حالت جنگ میں) مسلمانوں کے اہل و عیال کا خیال کون رکھے گا؟ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں رکھوں گا۔ تو عبد اللہ بن عامر رحمہ اللہ اور عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے صلح کی بات کرتے ہیں۔ (راوی حدیث) حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح کروائے گا۔''

(صحيح البخاري : 7109)

اس حدیث کے تحت حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

دَلَالَةٌ عَلٰى رَأْفَةِ مُعَاوِيَةَ بِالرَّعِيَّةِ وَشَفَقَتِهٖ عَلَى الْمُسْلِمِينَ وَقُوَّةِ نَظَرِهٖ فِي تَدْبِيرِ الْمُلْكِ وَنَظَرِهٖ فِي الْعَوَاقِبِ .

’’اس میں دلیل ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رعایا کا بہت خیال رکھنے والے تھے، مسلمانوں پر انتہائی شفیق تھے، حکومتی معاملات میں بڑی گہری نظر رکھتے تھے اور ہر معاملہ کے انجام کار سے بخوبی آشنا تھے۔‘‘

(فتح الباري : 66/13)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٦٦١۔٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ نُبُوَّةُ النَّبِيِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُبُوَّةً وَّرَحْمَةً، وَكَانَتْ خِلَافَةُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ خِلَافَةَ نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ، وَكَانَتْ إِمَارَةُ مُعَاوِيَةَ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، وَبَعْدَهٗ وَقَعَ مُلْكٌ عَضُوضٌ .

’’نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، نبوت و رحمت تھی۔ خلفائے راشدین کی خلافت، خلافت نبوت اور رحمت تھی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت رحمت والی بادشاہت تھی۔ اس کے بعد کاٹ کھانے والی بادشاہت شروع ہوگئی۔‘‘

(جامع المسائل : 154/5)

نیز فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّ مُعَاوِيَةَ أَفْضَلُ مُلُوكِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، فَإِنَّ الْأَرْبَعَةَ قَبْلَهٗ كَانُوا خُلَفَاءَ نُبُوَّةٍ، وَهُوَ أَوَّلُ الْمُلُوكِ، كَانَ مُلْكُهٗ مُلْكًا وَّرَحْمَةً، كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيثِ ...... وَكَانَ فِي مُلْكِهٖ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْحُلْمِ وَنَفْعِ الْمُسْلِمِينَ مَا يُعْلِمُ أَنَّهٗ كَانَ خَيْرًا مِّنْ مُلْكِ غَيْرِهٖ .

''اہل علم کا اتفاق ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس امت کے سب سے افضل بادشاہ تھے۔ آپ سے پہلے چاروں حکمران خلفائے نبوت تھے۔ آپ ہی سب سے پہلے بادشاہ ہوئے۔ آپ کی حکمرانی باعث رحمت تھی، جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔ آپ کی بادشاہت مسلمانوں کے لیے اتنی فائدہ مند تھی اور اس میں اتنی رحمت و برکت تھی کہ اس کے دنیا کی سب سے اچھی بادشاہت ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔''

(مجموع الفتاوٰی : 478/4)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت وملوکیت باعث رحمت تھی۔ ملوکیت عضوض (کاٹ کھانے والی بادشاہت) آپ کے دور اقتدار کے بعد شروع ہوئی۔

علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۳۱-۷۹۲ھ) فرماتے ہیں:

أَوَّلُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ مُعَاوِيَةُ، وَهُوَ خَيْرُ مُلُوكِ الْمُسْلِمِينَ .

''مسلمانوں کے سب سے پہلے اور افضل بادشاہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔''

(شرح العقيدة الطّحاوية، ص 722)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۰۰-۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَتِ الرَّعَايَا عَلٰى بَيْعَتِهٖ فِي سَنَةِ إِحْدٰى وَأَرْبَعِينَ، كَمَا قَدَّمْنَا، فَلَمْ يَزَلْ مُسْتَقِلًّا بِالْأَمْرِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ إِلٰى هٰذِهِ السَّنَةِ الَّتِي كَانَتْ فِيهَا وَفَاتُهٗ، وَالْجِهَادُ فِي بِلَادِ الْعَدُوِّ قَائِمٌ، وَكَلِمَةُ اللّٰهِ عَالِيَةٌ، وَالْغَنَائِمُ تَرِدُ إِلَيْهِ مِنْ أَطْرَافِ الْأَرْضِ،

وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهٗ فِي رَاحَةٍ وَّعَدْلٍ، وَصَفْحٍ وَّعَفْوٍ .

''تمام رعایا نے 41 ھ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اجماع کیا، جیسا کہ ہم بیان کر چکے، آپ رضی اللہ عنہ اپنی وفات (60 ہجری) تک خود مختار حکمران رہے۔ آپ کے دور میں دشمنانِ اسلام کے علاقوں میں جہاد جاری تھا، کلمۃ اللہ بلند تھا اور اطراف زمین سے مالِ غنیمت آ رہا تھا۔ مسلمان آپ کی حکومت میں خوش وخرم تھے، انہیں عدل و انصاف مہیا تھا اور عفو و درگزر کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔''(البداية والنّهاية : 119/8)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرمانِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا﴾

(بنی إسرائيل : 33)

''جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے۔''

کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قَدْ أَخَذَ الْإِمَامُ الْحَبْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ مِّنْ عُمُومِ هٰذِهِ الْآيَةِ الْكَرِيمَةِ وِلَايَةَ مُعَاوِيَةَ السَّلْطَنَةَ، أَنَّهٗ سَيَمْلِكُ، لِأَنَّهٗ كَانَ وَلِيَّ عُثْمَانَ .

''حبر امت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کے عموم سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ولایت ثابت کی ہے کہ وہ عنقریب حکمران بنیں گے، کیونکہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی تھے۔''

(تفسير ابن كثير : 142/4، بتحقيق عبد الرزّاق المهدي)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کی یہ بات بلا دلیل نہیں، یہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

زہدم بن مضرب جرمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا فِي سَمَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : إِنِّي مُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيثٍ، لَيْسَ بِسِرٍّ وَّلَا عَلَانِيَةٍ، إِنَّهٗ لَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ هٰذَا الرَّجُلِ مَا كَانَ، يَعْنِي عُثْمَانَ، قُلْتُ لِعَلِيٍّ : اعْتَزِلْ، فَلَوْ كُنْتَ فِي جُحْرٍ طُلِبْتَ حَتّٰى تُسْتَخْرَجَ، فَعَصَانِي، وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَيَتَأَمَّرَنَّ عَلَيْكُمْ مُعَاوِيَةُ، وَذٰلِكَ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ : ﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ إِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾(الإسراء : 33)

''ہم سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس رات کی محفل میں شریک ہوئے۔انہوں نے فرمایا: میں آپ کو ایسی بات بیان کرنے والا ہوں، جو نہ مخفی ہے، نہ ظاہر۔ جب عثمان (رضی اللہ عنہ کی شہادت) کا معاملہ ہوا، تو میں نے علی (رضی اللہ عنہ) سے کہا: اس معاملے سے دُور رہیں، اگر آپ کسی بل میں بھی ہوں گے، تو (خلافت کے لیے) آپ کو تلاش کر کے نکال لیا جائے گا، لیکن انہوں نے میری بات نہیں مانی۔اللہ کی قسم! معاویہ (رضی اللہ عنہ) ضرور حکمران بنیں گے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ

فِّي الْقَتْلِ إِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا﴾ (الاسراء : 17 : 33)

''جو شخص ظلم سے قتل کر دیا جائے، ہم نے اس کے ولی کو اختیار دیا ہے، وہ قتل کرنے میں زیادتی نہ کرے، اس کی ضرور مدد کی جائے گی۔''

(المعجم الكبير للطّبراني : 320/10، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن سعد رحمہ اللہ (۱۶۸۔۲۳۰ھ) فرماتے ہیں:

كَانَتْ وِلَايَتُهٗ عَلَى الشَّامِ عِشْرِينَ سَنَةً أَمِيرًا، ثُمَّ بُويِعَ لَهٗ بِالْخِلَافَةِ، وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ بَعْدَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَلَمْ يَزَلْ خَلِيفَةً عِشْرِينَ سَنَةً حَتّٰى مَاتَ لَيْلَةَ الْخَمِيسِ، لِلنِّصْفِ مِنْ رَجَبَ، سَنَةَ سِتِّينَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیس سال تک شام کے گورنر رہے، پھر ان کی خلافت پر بیعت ہو گئی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد امت مسلمہ کا ان پر اتفاق ہوا۔ وہ بیس سال خلیفہ رہے آخر 15 رجب، 60 ہجری کو جمعرات کی رات وفات پا گئے۔'' (الطّبقات الكبرىٰ : 285/7)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

كَانَ تَرَجِّيُّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِوُقُوعِ الْإِصْلَاحِ بَيْنَ أُولٰئِكَ الْفِئَتَيْنِ الْعَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِالْحَسَنِ فِيهِ دَلَالَةٌ أَيْ دَلَالَةٌ عَلٰى صِحَّةِ مَا فَعَلَهُ الْحَسَنُ وعَلٰى أَنَّهٗ مُخْتَارٌ فِيهِ وعَلٰى أَنَّ تِلْكَ الْفَوَائِدَ الشَّرْعِيَّةَ وَهِيَ صِحَّةُ

خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ وَقِيَامِهِ بِأُمُورِ الْمُسْلِمِينَ وَتَصَرُّفِهِ فِيهَا بِسَائِرِ مَا تَقْتَضِيهِ الْخِلَافَةُ، مُتَرَتِّبَةٌ عَلٰى ذٰلِكَ الصُّلْحِ، فَالْحَقُّ ثُبُوتُ الْخِلَافَةِ لِمُعَاوِيَةَ مِنْ حِينَئِذٍ وَأَنَّهُ بَعْدَ ذٰلِكَ خَلِيفَةُ حَقٍّ وَإِمَامُ صِدْقٍ .

''نبی کریم ﷺ کی یہ اُمید کہ حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان صلح واقع ہو گی۔ اس میں دلیل ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے جو کیا، وہ درست تھا اور اس معاملہ میں وہ خود مختار تھے۔ نیز دلیل ہے کہ یہ شرعی فوائد یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا صحیح ہونا، مسلمانوں کے معاملات کو سنبھالنا اور ان معاملات میں اُن کا اسی طرح تصرف کرنا، جو خلافت کا تقاضا ہے، یہ سب اُمور اس صلح پر مرتب ہیں۔ لہٰذا حق بات یہی ہے کہ (جب نبی کریم ﷺ صلح والی حدیث بیان کی تھی،) اسی وقت سے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت ثابت ہوگئی تھی۔ پھر صلح کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ حق اور سچے امام منتخب ہوئے۔''

(الصّواعق المحرقة : 625/2)

علامہ یوسف نبہانی صاحب (۱۳۵۰ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَثَابِتَةٌ صَحِيحَةٌ بَعْدَ مَوْتِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کے بعد سیدنا معاویہ بن ابی

سفیان رضی اللہ عنہما کی خلافت صحیح ثابت ہے۔''

(الأساليب البديعة في فضل الصّحابة وإقناع الشّيعة، ص 33)

علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ (۸۵۵ھ) فرماتے ہیں:

اِنْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ عَلٰى خِلَافَةِ مُعَاوِيَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعْدَهٗ.

''سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے (خلافت سونپنے) بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع ہو گیا تھا۔''

(البِناية شرح الهِداية : 14/9)

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

إِجْتِمَاعُ أَهْلِ الْحِلِّ وَالْعَقْدِ عَلَيْهِ صَارَ خَلِيفَةَ حَقٍّ مُطَاعًا يَجِبُ لَهٗ مِنْ حَيْثُ الطَّوَاعِيَةُ وَالْإِنْقِيَادُ مَا يَجِبُ لِلْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ قَبْلَهٗ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اہل حل وعقد کا اجماع ہو گیا، جس سے وہ خلیفہ حق نامزد ہو گئے، ان کی اطاعت وفرمانبرداری اسی طرح واجب ہو گئی، جس طرح اُن سے پہلے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی اطاعت واجب ہوئی تھی۔''

(الصّواعق المحرقة : 629/2)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن:

بعض لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرتے ہیں، حالانکہ صحابہ کرام کو برا کہنے والا

خود برا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے:

لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي .

''میرے کسی صحابی کو برا نہ کہو۔'' (صحیح مسلم :2541)

امام حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو برا بھلا کہتے ہیں اور ان پر لعنت کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا:

عَلٰى أُولٰئِكَ الَّذِينَ يَلْعَنُونَ، لَعْنَةُ اللّٰهِ .

''ان لعنت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 206/59، وسندہٗ صحیحٌ)

ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

مَا رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ ضَرَبَ إِنْسَانًا قَطُّ، إِلَّا إِنْسَانًا شَتَمَ مُعَاوِيَةَ، فَإِنَّهُ ضَرَبَهُ أَسْوَاطًا .

''میں نے امام عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کو کبھی کسی انسان کو مارتے ہوئے نہیں دیکھا، انہوں نے صرف اس شخص کو کوڑے مارے، جس نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہا تھا۔''

(تاریخ دِمَشق لابن عساکر : 211/59، وسندہٗ حسنٌ)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٦٦١ـ٧٢٨ھ) فرماتے ہیں:

مَنْ لَّعَنَهُمْ، فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ .

''جس نے صحابہ پر لعنت کی، وہ اللہ اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔''

(مجموع الفتاویٰ : 66/35)

نیز فرماتے ہیں:

مَنْ لَّعَنَ أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ، كَمُعَاوِيَةَ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَنَحْوِهِمَا، فَإِنَّهُ مُسْتَحِقٌّ لِّلْعُقُوبَةِ الْبَلِيغَةِ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الدِّينِ .

''جو سیدنا معاویہ اور عمرو بن عاص وغیرہما صحابہ پر لعنت کرتا ہے، وہ باتفاقِ ائمہ دین سخت سزا کا مستحق ہے۔''(مجموع الفتاویٰ : 58/35)

مزید فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ لَمْ يَدَّعِ الْخِلَافَةَ، وَلَمْ يُبَايَعْ لَهُ بِهَا حِينَ قَاتَلَ عَلِيًّا، وَلَمْ يُقَاتِلْ عَلٰى أَنَّهُ خَلِيفَةٌ، وَلَا أَنَّهُ يَسْتَحِقُّ الْخِلَافَةَ، وَيُقِرُّونَ لَهُ بِذٰلِك، وَقَدْ كَانَ مُعَاوِيَةُ يُقِرُّ بِذٰلِكَ لِمَنْ سَأَلَهُ عَنْهُ، وَلَا كَانَ مُعَاوِيَةُ وَأَصْحَابُهُ يَرَوْنَ أَنْ يَبْتَدُوا عَلِيًّا وَّأَصْحَابَهُ بِالْقِتَالِ وَلَا يَعْلُوا .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خلافت طلب نہیں کی تھی، نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کے وقت ان کی خلافت پر بیعت کی گئی تھی۔ انہوں نے اس بنا پر لڑائی نہیں کی تھی کہ وہ خلیفہ ہیں یا خلافت کے مستحق۔ البتہ صحابہ کرام سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اقراری تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا جاتا، تو وہ ان کی خلافت کا اقرار

کرتے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں سے لڑائی کرنے یا ان پر غلبہ حاصل کرنے کے خواہاں نہیں تھے۔“

(مجموع الفتاویٰ: 72/35)

فائدہ: عروہ بن زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ قَدِمَ وَافِدًا عَلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَقَضٰى حَاجَتَهُ، ثُمَّ دَعَاهُ فَأَخْلَاهُ، فَقَالَ: يَا مِسْوَرُ! مَا فَعَلَ طَعْنُكَ عَلَى الْأَئِمَّةِ؟ فَقَالَ الْمِسْوَرُ: دَعْنَا مِنْ هٰذَا، وَأَحْسِنْ فِيمَا قَدَّمْنَا لَهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا، وَاللّٰهِ! وَلَتُكَلِّمَنَّ بِذَاتِ نَفْسِكَ، وَالَّذِي تَعِيبُ عَلَيَّ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَلَمْ أَتْرُكْ شَيْئًا أَعِيبُهُ عَلَيْهِ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَهُ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا بَرِيَ مِنَ الذَّنْبِ، فَهَلْ تَعُدُّ يَا مِسْوَرُ! مَا نَلِي مِنَ الْإِصْلَاحِ فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا؟ أَمْ تَعُدُّ الذُّنُوبَ وَتَتْرُكُ الْحَسَنَاتِ؟ قَالَ الْمِسْوَرُ: لَا، وَاللّٰهِ! مَا نَذْكُرُ إِلَّا مَا تَرٰى مِنْ هٰذِهِ الذُّنُوبِ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَإِنَّا نَعْتَرِفُ لِلّٰهِ بِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْنَاهُ، فَهَلْ لَّكَ يَا مِسْوَرُ! ذُنُوبٌ فِي خَاصَّتِكَ، تَخْشٰى أَنْ تُهْلِكَكَ إِنْ لَّمْ يَغْفِرْهَا اللّٰهُ؟ قَالَ مِسْوَرٌ: نَعَمْ، قَالَ مُعَاوِيَةُ: فَمَا يَجْعَلُكَ أَحَقَّ

أَنْ تَرْجُوَ الْمَغْفِرَةَ مِنِّي؟ فَوَاللّٰهِ لَمَا أَلِي مِنَ الْإِصْلَاحِ أَكْثَرَ مِمَّا تَلِي، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَا أُخَيَّرُ بَيْنَ أَمْرَيْنِ، بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ غَيْرِهِ، إِلَّا اخْتَرْتُ اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى مَا سِوَاهُ، وَإِنَّا عَلٰى دِينٍ يَّقْبَلُ اللّٰهُ فِيهِ الْعَمَلَ، وَيُجْزِي فِيهِ بِالْحَسَنَاتِ، وَيُجْزِي فِيهِ بِالذُّنُوبِ، إِلَّا أَنْ يَّعْفُوَ عَمَّنْ يَّشَاءُ، فَأَنَا أَحْتَسِبُ كُلَّ حَسَنَةٍ عَمِلْتُهَا بِأَضْعَافِهَا، وَأُوَازِي أُمُورًا عِظَامًا لَّا أُحْصِيهَا وَلَا تُحْصِيهَا، مِنْ عَمَلٍ لِلّٰهِ فِي إِقَامَةِ صَلَوَاتِ الْمُسْلِمِينَ، وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالْحُكْمِ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَالْأُمُورِ الَّتِي لَسْتَ تُحْصِيهَا وَإِنْ عَدَدْتُّهَا لَكَ، فَتَفَكَّرْ فِي ذٰلِكَ، قَالَ الْمِسْوَرُ: فَعَرَفْتُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ قَدْ خَصَمَنِي حِينَ ذَكَرَ لِي مَا ذَكَرَ، قَالَ عُرْوَةُ: فَلَمْ يَسْمَعِ الْمِسْوَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ يُذْكَرُ مُعَاوِيَةُ إِلَّا اسْتَغْفَرَ لَهُ.

''سیدنا مِسْوَر بن مَخْرَمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس قاصد بن کر گئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا کام کر دیا، پھر انہیں علیحدہ بلا کر فرمایا: مسور! حکمرانوں پر آپ کی عیب جوئی کا کیا بنا؟ سیدنا مِسْوَر کہنے لگے: اس بات کو چھوڑیں اور ہمارے موجودہ طرز عمل کی بنا پر ہم سے حسن سلوک روا رکھیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ

کی قسم! آپ کو ضرور اپنے دل کی بات کہنا ہوگی اور اپنے خیال کے مطابق میرے عیوب بیان کرنا ہوں گے۔ سیدنا مِسْور کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے دل کی تمام بھڑاس نکال ڈالی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی انسان (ماسوائے انبیائے کرام) غلطی سے معصوم نہیں۔ مسور! عوام کے معاملے میں جو اصلاحات ہم نے کی ہیں، کیا آپ انہیں کچھ وقعت دیتے ہیں؟ نیکی تو دس گنا شمار ہوتی ہے۔ کیا آپ غلطیوں کو شمار کرتے ہیں اور نیکیوں سے صرف نظر کرتے ہیں؟ سیدنا مِسْور رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تو صرف ان غلطیوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جو نظر آتی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ہر اس غلطی کا اعتراف کرتے ہیں، جو ہم سے ہوئی، لیکن مسور! کیا آپ سے اپنے خاص لوگوں کے بارے میں کوئی ایسی غلطی نہیں ہوئی، جس کو اگر اللہ معاف نہ کرے، تو آپ کو اپنی ہلاکت کا ڈر ہو؟ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: بالکل ہم سے ایسی غلطیاں ہوئی ہیں۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر آپ کو اپنے بارے میں مجھ سے بڑھ کر مغفرت کی امید کیوں ہے؟ اللہ کی قسم! میں آپ سے بڑھ کر اصلاح کی کوشش میں رہتا ہوں اور اگر مجھے اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی نافرمانی میں سے انتخاب کا اختیار دیا جائے، تو میں ضرور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو ترجیح دوں گا۔ ہم ایسے دین کے پیروکار ہیں، جس کے مطابق اللہ عمل کو قبول کرتا ہے، نیکی کی جزا دیتا ہے اور برائی کی سزا دیتا ہے، ہاں جسے چاہے معاف بھی کر دیتا ہے۔ میں نے جو بھی نیکیاں کی

ہیں، مجھے ان کے کئی گنا ثواب کی امید ہے اور میں ان امور کو سامنے رکھتا ہوں، جنہیں نہ میں شمار کر سکتا ہوں، نہ آپ، مثلاً اللہ کی رضا کے لیے مسلمانوں میں نظام صلاۃ کا قیام، اللہ کے راستے میں جہاد، اللہ کے نازل کردہ نظام کا نفاذ اور اسی طرح کے دوسرے امور جن کو میں ذکر بھی کروں، تو آپ شمار نہیں کر پائیں گے۔ اس بارے میں غور کریں۔ سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے معلوم ہو گیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ بیان کر کے مجھے (میرے خیالات کو) مات دے دی ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب بھی سیدنا مسور رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا، انہوں نے ان کے لیے استغفار فرمایا۔''

(تاریخ بغداد للخطیب :223/1، وسندہٗ صحیحٌ)

قوام السنہ ابوالقاسم اصبہانی رحمہ اللہ (535ھ) لکھتے ہیں:

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرُ، ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ الْمَهْدِيُّونَ، وَيُتَرَحَّمُ عَلٰى جَمِيعِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلٰى طَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرِ، وَعَائِشَةَ، وَعَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَأَصْحَابِ الْجَمَلِ، وَصِفِّينَ الْقَاتِلِينَ، وَالْمَقْتُولِينَ وَجَمِيعِ مَنْ قَعَدَ عَنِ الْقِتَالِ مِثْلُ: أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، وَابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَلٰى

جَمِيعِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، وَنَشْهَدُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

''رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ فضیلت والے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر، پھر سیدنا عثمان، پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ ہدایت یافتہ خلفائے راشدین ہیں۔ سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدہ عائشہ، سیدنا عمار بن یاسر، سیدنا عمرو بن عاص، جنگ جمل وصفین میں شہید ہونے اور کرنے والے، اسی طرح ان جنگوں سے دور رہنے والے مثلا سیدنا اسامہ بن زید، عبداللہ بن عمر اور مہاجرین وانصار سمیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر رحمت کی دعا کی جائے۔ نیز ہم شہادت دیتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ قطعی جنتی ہیں۔ (الحُجّة في بَيان المَحَجَّة : 2/281-282)

ابن ہانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سُئِلَ عَنِ الَّذِي يَشْتُمُ مُعَاوِيَةَ، أَيُصَلِّي خَلْفَهُ؟ قَالَ: لَا يُصَلِّي خَلْفَهُ، وَلَا كَرَامَةَ.

''امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جو شخص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتا ہو، کیا اس کے پیچھے نماز ادا کی جاسکتی ہے؟ فرمایا: اس کے پیچھے نماز ادا نہیں کی جاسکتی، نہ اس کی عزت کی جائے گی۔''

(مسائل ابن هانئ : 296)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

إِذَا قِيلَ : إِنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَخْلَفَ يَزِيدَ، وَبِسَبَبِ وِلَايَتِهٖ فَعَلَ هٰذَا، قِيلَ : اسْتِخْلَافُهٗ إِنْ كَانَ جَائِزًا لَمْ يَضُرَّهٗ مَا فَعَلَ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جَائِزًا فَذَاكَ ذَنْبٌ مُسْتَقِلٌّ وَلَوْ لَمْ يَقْتُلِ الْحُسَيْنَ، وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ كَانَ مِنْ أَحْرَصِ النَّاسِ عَلٰى إِكْرَامِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصِيَانَةِ حُرْمَتِهٖ، فَضْلًا عَنْ دَمِهٖ، فَمَعَ هٰذَا الْقَصْدِ وَالْاِجْتِهَادِ لَا يُضَافُ إِلَيْهِ فِعْلُ أَهْلِ الْفَسَادِ .

''اگر کوئی اعتراض کرے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے یزید کو خلیفہ نامزد کیا اور اسی وجہ سے یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ تو اسے جواب دیا جائے گا کہ اگر یزید کو خلیفہ بنایا جائز تھا، تو یزید نے جو کیا، اس کا نقصان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو نہ ہوگا۔ اور اگر اسے خلیفہ نامزد کرنا جائز نہ تھا، تو یہ الگ گناہ ہے، حالانکہ یزید نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو شہید نہیں کیا۔ وہ تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بے انتہا تکریم اور ان کی عزت کی حفاظت کرنے والا تھا، چہ جائیکہ وہ اُن کا خون بہائے۔ پس (سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے یزید کو خلیفہ نامزد کرنے والے) اس قصد اور اجتہاد کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف فسادیوں کے (شہادت حسین رضی اللہ عنہ کے) فعل کو منسوب نہیں کیا جا سکتا۔''

(مِنھاج السنّۃ : 4/473)

تنبیہ: سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ أَنْ لَّا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَّلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے ساتھ معاہدہ تھا کہ میرے ساتھ صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق بغض رکھے گا۔''(صحيح مسلم: ٧٨)

صحابہ اور ائمہ اہل سنت نے یہ حدیث سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں پر فٹ نہیں کی! اور نہ ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی بنا پر انہیں برا بھلا کہا، بلکہ دونوں سے محبت ومودت کا اظہار کیا، ترحم اور استغفار کو اپنا شعار ودِثار بنایا۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مَعْنَاهُ: أَنَّ حُبَّ عَلِيٍّ مِّنَ الْإِيْمَانِ، وَبُغْضَهُ مِنَ النِّفَاقِ، فَالْإِيْمَانُ ذُو شُعَبٍ، وَّكَذَالِكَ النِّفَاقُ يَتَشَعَّبُ، فَلَا يَقُوْلُ عَاقِلٌ: إِنَّ مُجَرَّدَ حُبِّهٖ يَصِيرُ الرَّجُلُ بِهٖ مُؤْمِناً مُّطْلَقاً، وَّلَا بِمُجَرَّدِ بُغْضِهٖ يصيرُ بِهِ الْمُوَحِّدُ مُنَافِقاً خَالِصًا، فَمَنْ أَحَبَّهٗ وَأَبْغَضَ أَبَا بَكْرٍ، كَانَ فِي مَنْزِلَةِ مَنْ أَبْغَضَهٗ، وَأَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ، فَبُغْضُهُمَا ضَلَالٌ وَّنِفَاقٌ، وَّحُبُّهُمَا هُدًى وَّإِيْمَانٌ.

''اس حدیث کا مفہوم ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان اور ان سے بغض نفاق ہے۔ ایمان کے کئی شعبے ہیں، اسی طرح نفاق کے بھی کئی شعبے ہیں، لہٰذا کوئی عقل مند یہ نہیں کہہ سکتا کہ صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی محبت سے

بندہ کامل مومن بن جاتا ہے اور ان سے بغض رکھنے سے موحد آدمی ٹھوس منافق بن جاتا ہے۔ جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی اور سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بغض رکھا، وہ بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے والوں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محبت کا دم بھرنے والوں جیسا ہے۔ دونوں سے بغض ضلالت اور نفاق ہے اور دونوں سے محبت ہدایت اور عین ایمان ہے۔''

(سیر أعلام النّبلاء : 510/12)

نیز فرماتے ہیں:

قَدْ أَحَبَّهُ قَوْمٌ لَّا خَلَاقَ لَهُمْ، وَأَبْغَضَهُ بِجَهْلٍ قَوْمٌ مِّنَ النَّوَاصِبِ .

''روافض سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کے دعویٰ دار ہیں، جبکہ ایمان اور اسلام میں ان کا کوئی حصہ نہیں۔ ناصبیوں نے جہالت کی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض روا رکھا۔''

(سِیَر أعلام النّبلاء : 169/17)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمَعْنٰی لَا يُحِبُّنِي حُبًّا مَّشْرُوعًا مُطَابِقًا لِلْوَاقِعِ مِنْ غَيْرِ زِيَادَةٍ وَنُقْصَانٍ لِيُخْرِجَ النُّصَيْرِيَّ وَالْخَارِجِيَّ «إِلَّا مُؤْمِنٌ»، أَيْ كَامِلُ الْإِيمَانِ فَمَنْ أَحَبَّهُ وَأَبْغَضَ الشَّيْخَيْنِ مَثَلًا فَمَا أَحَبَّهُ حُبًّا مَّشْرُوعًا أَيْضًا .

''اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ میرے ساتھ بغیر زیادتی ونقصان کے شرعی

اور حقیقی محبت صرف کامل ایمان والا مومن ہی کرے گا۔ نصیری اور خارجی اس محبت سے خارج ہیں۔ پس جس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے تو محبت کی، مگر سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھا، تو اس نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی شرعی محبت نہ کی۔''

(مِرقاة المَفاتيح : 3933/9)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلٰى خَالِدٍ لِّيَقْبِضَ الْخُمُسَ، وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَّقَدِ اغْتَسَلَ، فَقُلْتُ لِخَالِدٍ : أَلَا تَرٰى إِلٰى هٰذَا، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ، فَقَالَ : يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟ فَقُلْتُ : نَعَمْ، قَالَ : لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهٗ فِي الخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف خمس وصول کرنے بھیجا۔ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، کیوں کہ وہ (مال خمس میں سے ایک لونڈی لے کر اس سے جماع کرنے کے بعد) غسل کر چکے تھے۔ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا: علی رضی اللہ عنہ کو دیکھیں۔ ہم مدینہ آئے، تو میں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بریدہ! آپ علی سے بغض رکھتے ہیں، عرض کیا: جی، ہاں، فرمایا

بغض نہ رکھیں، ان کا حصہ تو خمس میں اس سے بھی زیادہ ہے۔‘‘

(صحيح البخاري : 4350)

بہ تقاضائے بشریت کسی کے بارے میں دل میں ناراضی اور غم وغصہ آ جاتا ہے، جیسے سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ کے دل میں آ گیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ناراضی دور کرنے کا کہا۔ ان پر کوئی فتویٰ نہیں لگا، کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ برتاؤ اجتہاد کی بنا پر تھا، جس میں آپ خطا کار ٹھہرے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے قطعا ثابت نہیں کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں رنجیدہ ہوں، وہ ایک اجتہاد پر تھے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کی جماعت اجتہاد پر تھی۔ مشاجرات صحابہ کے مسئلہ میں اہل سنت والجماعت راہ اعتدال اور راہ حق پر ہیں۔ وہ نہ تو روافض اور معتزلہ کی طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہتے ہیں، نہ ہی نواصب کی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اہانت کے مرتکب ہیں، نہ ہی خوارج کی طرح سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں سے بیزار۔

امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ (۳۲۴ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا مَا جَرٰى مِنْ عَلِيٍّ وَّالزُّبَيرِ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ، فَإِنَّمَا كَانَ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ، وَّعَلِيٌّ الْإِمَامُ، وَكُلُّهُمْ مِنْ أَهْلِ الْاِجْتِهَادِ، وَقَدْ شَهِدَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَالشَّهَادَةِ، فَدَلَّ عَلٰى أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ كَانُوا عَلٰى حَقٍّ فِي اجْتِهَادِهِمْ، وَكَذٰلِكَ مَا جَرٰى بَيْنَ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ

وَّمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، فَدَلَّ عَلٰى تَأْوِيلٍ وَّاجْتِهَادٍ .

''سیدنا علی، سیدنا زبیر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والے تنازع میں تاویل اور اجتہاد کی گنجائش ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو خلیفہ تھے، باقی سب بھی مجتہد تھے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے جنت اور شہادت کی گواہی دی تھی، معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب اپنے اجتہاد میں حق پر تھے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے اختلافات ہیں، یہ بھی تاویل واجتہاد کی گنجائش رکھتے ہیں۔''

(الإنانة عن أصول الدّيانة، ص 260)

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ طَرِيقُهُمْ فِيهَا الْحَقُّ وَالْاِجْتِهَادُ وَلَمْ يَكُونُوا فِي مَحَارَبَتِهِمْ لِغَرَضٍ دُنْيَوِيٍّ أَوْ لِإِيثَارِ بَاطِلٍ أَوْ لِاسْتِشْعَارِ حَقْدٍ كَمَا قَدْ يَتَوَهَّمُهُ مُتَوَهِّمٌ وَيَنْزِعُ إِلَيْهِ مُلْحِدٌ .

''وہ حق اور اجتہاد کے رستے پر تھے اور ان کا قتال کسی دنیوی مقصد کے لیے تھا، نہ باطل کو بھڑکانے کے لیے اور نہ ہی دلی بغض کی وجہ سے تھا، جیسا کہ وہم ڈالنے والے وہم ڈالتے ہیں اور ملحد چکمہ دیتے ہیں۔''

(تاریخ ابن خلدون :1/257)

② عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ أَنَا وَأَبِي عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَأَجْلَسَنَا عَلَى الْفُرُشِ، ثُمَّ

أُتِينَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلْنَا، ثُمَّ أُتِينَا بِالشَّرَابِ فَشَرِبَ مُعَاوِيَةُ، ثُمَّ نَاوَلَ أَبِي، ثُمَّ قَالَ: مَا شَرِبْتُهُ مُنْذُ حَرَّمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ مُعَاوِيَةُ: كُنْتُ أَجْمَلَ شَبَابِ قُرَيْشٍ وَّأَجْوَدَهُ ثَغْرًا، وَّمَا شَيْءٌ كُنْتُ أَجِدُ لَهُ لَذَّةً كَمَا كُنْتُ أَجِدُهُ وَأَنَا شَابٌّ غَيْرُ اللَّبَنِ، أَوْ إِنْسَانٍ حَسَنِ الْحَدِيثِ يُحَدِّثُنِي.

''میں اور میرے والد گرامی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ہمیں قالین پر بٹھایا، ہمیں کھانا پیش کیا گیا، ہم نے کھایا، پھر کوئی مشروب لایا گیا، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پیا اور میرے ابو کو تھما دیا اور فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا، میں نے کبھی نہیں پیا، مزید فرمایا: میں قریش میں سب سے زیادہ خوب صورت اور کھاتا پیتا نوجوان تھا اور جو لذت مجھے تب آتی تھی، آج نصیب نہیں ہوتی، سوائے دودھ سے اور کسی انسان کی اچھی باتیں سننے سے۔''

(مسند الإمام أحمد: 26/38)

سند ''ضعیف'' ہے۔ عبد اللہ بن بریدہ سے حسین بن واقد کی روایت ''منکر'' ہوتی ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ الَّذِي رَوٰى عَنهُ حُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ مَا أَنْكَرَهَا!.

''عبد اللہ بن بریدہ کی وہ روایات، جو اس سے حسین بن واقد بیان کرتا

ہے، کس قدر منکر ہیں!‘‘

(العِلَل ومعرفة الرّجال برواية ابنه عبد اللّٰه : 1420)

یہ جرح مفسر ہے، جسے رد نہیں کیا جا سکتا۔

③ عبدالرحمٰن بن عبد رب الکعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے کہا:

هٰذَا ابْنُ عَمِّكَ مُعَاوِيَةُ، يَأْمُرُنَا أَنْ نَأْكُلَ أَمْوَالَنَا بَيْنَنَا بِالْبَاطِلِ، وَنَقْتُلَ أَنْفُسَنَا، وَاللّٰهُ يَقُولُ : ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (النساء : ٢٩) قَالَ : فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ : أَطِعْهُ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ، وَاعْصِهِ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ .

’’آپ کے چچازاد معاویہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم باطل ذرائع سے ایک دوسرے کا مال کھائیں اور خود کو ہلاکت میں ڈال دیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾(النساء : ٢٩)’’اہل ایمان! ایک دوسرے کا مال باطل ذرائع سے نہ کھاؤ، ہاں باہمی مفاہمت سے تجارت ہو تو الگ بات ہے۔ نیز خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو، کیوں کہ

اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔'' عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما دم بخود ہو گئے، پھر فرمایا: اگر وہ اللہ کی اطاعت کا کہیں، تو بجا آوری کریں اور اگر گناہ کا کہیں، تو ان کی بات مت مانیں۔'' (صحیح مسلم : 1844)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

مَا ذَكَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُّعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ إِغْيَاءٌ فِي الْكَلَامِ عَلٰى حَسْبِ ظَنِّهٖ، وَتَأْوِيلِهٖ، وَإِلَّا فَمُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ لَمْ يُعْرَفْ مِنْ حَالِهٖ، وَلَا مِنْ سِيْرَتِهٖ شَيْءٌ مِّمَّا قَالَ لَهٗ، وَإِنَّمَا هٰذَا كَمَا قَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْأَعْرَابِ : إِنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُصَدِّقِينَ يَظْلِمُونَنَا، فَسَمَّوا أَخْذَ الصَّدْقَةِ ظُلْمًا، حَسْبَ مَا وَقَعَ لَهُمْ .

''عبدالرحمٰن بن عبدرب کعبہ رحمہ اللہ نے جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ذکر کیا ہے، وہ ان کے گمان اور تاویل کے مطابق کلام کی انتہا ہے، ورنہ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت میں ایسی بات نہیں ملتی، جو عبدالرحمٰن رحمہ اللہ نے ذکر کی ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے، جیسے دیہاتی کہتے ہیں: کچھ صدقہ وصول کرنے والوں نے ہم سے زیادتی کی۔ انہوں نے اپنے مطابق صدقہ وصول کرنے کو ظلم کا نام دے دیا۔''

(المُفْهِم لما أَشْكَلَ من تلخيص صحيح مسلم : 53/4)

④ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ.

''عمار کی کیا بات ہے! انہیں باغی گروہ قتل کرے گا، وہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے، جب کہ دوسرا گروہ انہیں آگ کی طرف بلائے گا۔''

(صحيح البخاري: 447، صحيح مسلم: 2915)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

إِنْ قِيلَ: كَانَ قَتْلُهُ بِصِفِّينَ وَهُوَ مَعَ عَلِيٍّ وَالَّذِينَ قَتَلُوهُ مَعَ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ مَعَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ فَكَيْفَ يَجُوزُ عَلَيْهِمُ الدُّعَاءُ إِلَى النَّارِ فَالْجَوَابُ أَنَّهُمْ كَانُوا ظَانِّينَ أَنَّهُمْ يَدْعُونَ إِلَى الْجَنَّةِ وَهُمْ مُجْتَهِدُونَ لَا لَوْمَ عَلَيْهِمْ فِي اتِّبَاعِ ظُنُونِهِمْ فَالْمُرَادُ بِالدُّعَاءِ إِلَى الْجَنَّةِ الدُّعَاءُ إِلٰى سَبَبِهَا وَهُوَ طَاعَةُ الْإِمَامِ وَكَذَالِكَ كَانَ عَمَّارٌ يَّدْعُوهُمْ إِلٰى طَاعَةِ عَلِيٍّ وَهُوَ الْإِمَامُ الْوَاجِبُ الطَّاعَةِ إِذْ ذَاكَ، وَكَانُوا هُمْ يَدْعُونَ إِلٰى خِلَافِ ذٰلِكَ لٰكِنَّهُمْ مَعْذُورُونَ لِلتَّأْوِيلِ الَّذِي ظَهَرَ لَهُمْ.

''اگر کوئی کہے کہ سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا قتل جنگ صفین میں ہوا، آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور قتل کرنے والے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی

تھے۔آپ کے ساتھ صحابہ کی جماعت تھی، تو ان کے متعلق یہ کہنا کیسے جائز ہوگا کہ وہ اسے جہنم کی طرف بلائیں گے؟ جواب یہ ہے کہ وہ انہیں اپنے گمان کے مطابق جنت کی طرف بلا رہے ہیں۔ وہ مجتہد ہیں، انہیں اپنے گمان کی اتباع میں ملامت نہیں کی جا سکتی، لہٰذا جنت کی طرف بلانے سے مراد جنت کے سبب کی طرف بلانا ہے، جو کہ امام حق کی اطاعت و فرماں برداری ہے۔ اسی طرح عمار رضی اللہ عنہ انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی طرف بلاتے تھے، جو کہ امام وقت اور واجب الاطاعت تھے، جب کہ معاویہ اور آپ کے ساتھی انہیں دوسری طرف بلاتے تھے، لیکن وہ اپنے اجتہاد میں معذور ہیں، کیوں کہ ان کے پیش نظر کوئی تاویل تھی۔''

(فتح الباري شرح صحيح البخاري :542/1)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ کے اسلام کی شہادت دی۔

زیاد بن الحارث رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ إِلٰى جَنْبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِصِفِّينَ، وَرُكْبَتِي تَمَسُّ رُكْبَتَهٗ، فَقَالَ رَجُلٌ : كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ، فَقَالَ عَمَّارٌ : لَا تَقُولُوا ذٰلِكَ نَبِيُّنَا وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ، وَقِبْلَتُنَا وَقِبْلَتُهُمْ وَاحِدَةٌ، وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ مَفْتُونُونَ جَارُوا عَنِ الْحَقِّ، فَحَقَّ عَلَيْنَا أَنْ نُقَاتِلَهُمْ حَتّٰى يَرْجِعُوا إِلَيْهِ .

''میں جنگ صفین میں سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑا تھا، میرا

گھٹنا ان کے گھٹنے سے ملا ہوا تھا، تو ایک شخص نے کہا: اہل شام نے کفر کیا، تو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات مت کہیں۔ ہمارا اور ان کا نبی ایک ہے، ہمارا اور ان کا قبلہ ایک ہے، مگر یہ لوگ فتنے کا شکار ہو چکے ہیں اور راہِ حق سے ہٹ گئے ہیں، اس لیے ہم پر ضروری ہے کہ ہم ان سے قتال کریں، تا کہ وہ صحیح رستے پر لوٹ آئیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 289/15، وسندهٗ صحيحٌ)

محمد بن عمرو بن حزم انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قُتِلَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ دَخَلَ عَمْرُو بْنُ حَزْمٍ عَلٰى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ : قُتِلَ عَمَّارٌ، وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَقَامَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ فَزِعًا يُرَجِّعُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ : مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ : قُتِلَ عَمَّارٌ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : قَدْ قُتِلَ عَمَّارٌ، فَمَاذَا؟ قَالَ عَمْرٌو : سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ : دُحِضْتَ فِي بَوْلِكَ، أَوَ نَحْنُ قَتَلْنَاهُ؟ إِنَّمَا قَتَلَهٗ عَلِيٌّ وَأَصْحَابُهٗ، جَاؤُوا بِهٖ حَتّٰى أَلْقَوْهُ بَيْنَ رِمَاحِنَا ـأَوْ قَالَـ : بَيْنَ سُيُوفِنَا .

''جب سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا، تو سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، عرض کیا: سیدنا عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'' تو سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ گھبراتے ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے لگے، یہاں تک کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا ہوا؟ عرض کیا: عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عمار رضی اللہ عنہ شہید ہو چکے ہیں، تو کیا ہوا؟ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا: تم اپنے پیشاب میں پھسلو۔ (یہ محاورہ ہے، یعنی تمہیں سمجھنے میں غلطی لگی ہے۔) عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذمہ دار علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ وہی عمار کو لے کر آئے اور ہمارے نیزوں یا تلواروں کے سامنے ڈال دیا۔''

(مسند الإمام أحمد : 4/199، وسندهٗ صحيحٌ)

حنظلہ بن خویلد عنبری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ، إِذْ جَاءَهُ رَجُلَانِ يَخْتَصِمَانِ فِي رَأْسِ عَمَّارٍ، يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا : أَنَا قَتَلْتُهٗ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو : لِيَطِبْ بِهٖ أَحَدُكُمَا نَفْسًا لِصَاحِبِهٖ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : تَقْتُلُهُ

الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ قَالَ مُعَاوِيَةُ : فَمَا بَالُكَ مَعَنَا؟ قَالَ : إِنَّ أَبِي شَكَانِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : أَطِعْ أَبَاكَ مَا دَامَ حَيًّا، وَلاَ تَعْصِهِ فَأَنَا مَعَكُمْ وَلَسْتُ أُقَاتِلُ .

''ایک دفعہ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ دو آدمی آئے، جو سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے قتل کے متعلق باہم جھگڑ رہے تھے۔ ہر ایک کہہ رہا تھا کہ عمار کو میں نے قتل کیا، تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک یہ عمل اپنے دوسرے ساتھی کے لیے پسند کرے (اپنے لیے پسند نہ کرے)، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا۔'' سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر آپ ہمارے ساتھ کیوں ہیں؟ فرمایا: میرے والد نے میری شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک زندگی ہے، اپنے والد کی اطاعت کرنا، ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ بس اسی لیے میں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں، مگر لڑائی میں شریک نہیں ہوا۔''

(مسند الإمام أحمد : 164/2، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''جید'' کہا ہے۔

(المعجم المختص باالمحدثين، ص 96)

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شریک کسی شخص نے شہید کیا، نہ کہ خود سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے، جیسا کہ ان روایات سے ثابت ہے۔

تنبیہ:

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ تَكْتَنِفَهُ الْحُورُ الْعِينُ، فَلْيَتَقَدَّمْ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ مُحْتَسِبًا، فَإِنِّي لَأَرٰى صَفًّا لَيَضْرِبَنَّكُمْ ضَرْبًا يَرْتَابُ مِنْهُ الْمُبْطِلُونَ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْ ضَرَبُونَا حَتّٰى يَبْلُغُوا بِنَا سَعَفَاتِ هَجَرَ لَعَرَفْتُ أَنَّا عَلَى الْحَقِّ وَأَنَّهُمْ عَلَى الضَّلَالَةِ .

''جو پسند کرتا ہے کہ حور عین اسے پہلو میں لے لے، اسے چاہیے کہ وہ نیکی کے ارادے سے جنگ صفین میں پیش پیش رہے، کیونکہ میں ایک صف کو دیکھ رہا ہوں، جو آپ پر ایسا وار کرے گی، جس سے باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے، اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر وہ ہمیں مارتے مارتے ہجر میں موجود کھجور کی ٹہنیوں تک لے آئیں (دوری سے کنایہ ہے)، تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ ہم حق پر ہیں اور وہ راہِ حق سے پہلوتہی کیے ہوئے ہیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 288/15)

سند ضعیف ہے۔ ابو سلمہ سعید بن زید اور سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کے درمیان الوضی ء نامی راوی کا واسطہ ہے۔ الوضی ء کون ہے؟ معلوم نہیں۔ لہٰذا سند معلول ہے۔

مسند احمد (۳۱۹/۴) اور مستدرک حاکم (۳۹۲/۳) وغیرہما والی سند بھی ضعیف ہے۔ عبد اللہ بن سلمہ مختلط ہیں، عمرو بن مرہ کا اس سے سماع بعد از اختلاط ہے۔

طبقات ابن سعد (۳/ ۲۵۸) وغیرہ والی سند جھوٹی ہے۔ اس میں واقدی کذاب اور اس کا استاذ مبہم و نا معلوم ہے۔

مسند بزار (۱۴۱۰) والی سند یحییٰ بن سلمہ بن کہیل متروک کی وجہ سے سخت ضعیف ہے۔

مستدرک حاکم (۳/ ۳۸٦) والی سند جھوٹی ہے۔ اس میں واقدی کذاب ہے، نیز سند بھی معضل ہے۔

تاریخ طبری (۵/ ۳۸) والی سند میں ابو مخنف لوط بن یحییٰ متروک ہے۔

یہ روایت جمیع اسناد سے ضعیف ہے۔ ثابت ہوا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: ۱۳/ ۸٦) کا اس کی سند کو ''صحیح'' کہنا درست نہیں۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔'' (صحيح البخاري : 2704)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ بَانَ صِدْقُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مُصَالَحَةِ الْحَسَنِ مُعَاوِيَةَ .

''سیدنا حسن اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کی مصالحت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی۔''

(كشف المُشكِل من حديث الصّحيحين : 17/2)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا نَذْكُرُ أَحداً مِّنَ الصَّحَابَةِ إِلَّا بِخَيْرٍ، وَّنترَضّٰى عَنْهُم، وَنَقُوْلُ : هُمْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بَغَتْ عَلَى الْإِمَامِ عَلِيٍّ، وَذٰلِكَ بِنصِّ قَوْلِ الْمُصْطَفٰى صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ لِعَمَّارٍ : تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ، فَنَسَأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَرْضٰى عَنِ الْجَمِيْعِ، وَأَلَّا يَجْعَلَنَا مِمَّنْ فِي قَلْبِهٖ غِلٌّ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ، وَلَا نَرْتَابُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِمَّنْ حَارَبَهٗ، وَأَنَّهٗ أَوْلٰى بِالْحَقِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

''ہم ہر صحابی کا ذکر خیر کرتے ہیں اور ان سے راضی ہیں اور کہتے ہیں: وہ (شیعان معاویہ) مومنوں کا ہی ایک گروہ ہیں، جس نے امام وقت سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر بغاوت کی۔ اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے یہ فرمان ہے: ''آپ کو باغی گروہ قتل کرے گا۔''

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان سب سے راضی ہو اور ہمیں ان میں سے نہ بنائے، جن کے دل میں مومنوں کے لیے کینہ ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ان سے افضل ہیں، جنھوں نے آپ سے لڑائی کی اور آپ حق کے زیادہ قریب تھے۔'' (سير أعلام النّبلاء وطبقات الأصفياء : 210/8)

باغی گروہ:

باغی دو طرح کا ہوتا ہے۔

① امام حق کے خلاف خروج کرنے والا اور اس کی خلافت کا منکر۔

② اجتہادی خطا کی بنا پر امام حق کے خلاف کسی مسئلہ میں لڑنے والا۔ ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، وہ لعنت کا مستحق ہوگا، نہ ظالم یا فاسق، بلکہ مؤول ماجور ہے۔ تبھی تو سیدنا حسن نے سیدنا معاویہ سے صلح کر لی تھی، اگر حقیقی باغی ہوتے، تو ان سے صلح کا کیا مطلب تھا، ان سے تو لڑنا ہوتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ فَإِنْ فَاءَ تْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (الحجرات : ۹)

''مومنوں کے دو گروہ باہم جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔ جب مائل ہو جائے، تو عدل کے ساتھ ان کی صلح کرا دیں اور انصاف کریں، کیوں کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔''

قرآن نے بغاوت کے باوجود دونوں گروہوں کو مومن کہا ہے۔

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ .

’’میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں میں صلح کروائے گا۔‘‘(صحيح البخاري : 2704)

تابعی کبیر (مخضرم) نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا:

أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا فِي الْخِلَافَةِ أَوْ أَنْتَ مِثْلُهٗ قَالَ : لَا، وَإِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّهٗ أَفْضَلُ مِنِّي وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُومًا وَّأَنَا ابْنُ عَمِّهٖ وَوَلِيُّهٗ أَطْلُبُ بِدَمِهٖ فَأْتُوا عَلِيًّا فَقُولُوا لَهٗ : يَدْفَعُ لَنَا قَتَلَةَ عُثْمَانَ، فَأَتَوْهُ فَكَلَّمُوهُ فَقَالَ : يَدْخُلُ فِي الْبَيْعَةِ وَيُحَاكِمُهُمْ إِلَيَّ فَامْتَنَعَ مُعَاوِيَةُ فَسَارَ عَلِيٌّ فِي الْجُيُوشِ مِنَ الْعِرَاقِ حَتّٰى نَزَلَ بِصِفِّينَ وَسَارَ مُعَاوِيَةُ حَتّٰى نَزَلَ هُنَاكَ وَذٰلِكَ فِي ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَّثَلَاثِينَ فَتَرَاسَلُوا فَلَمْ يَتِمَّ لَهُمْ أَمْرٌ فَوَقَعَ الْقِتَالُ .

’’آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننا چاہتے ہیں یا خود کو ان کے برابر خیال کرتے ہیں؟ فرمایا: نہیں نہیں، میں جانتا ہوں کہ علی رضی اللہ عنہ مجھ سے کہیں افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ مستحق ہیں، لیکن آپ نہیں جانتے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کتنی بے دردی سے شہید کر دیئے گئے؟ میں ان کا چچا زاد اور ولی ہونے کے ناطے قصاص کا مطالبہ کرتا ہوں، آپ علی رضی اللہ عنہ سے کہیں کہ قاتلین عثمان ہمارے حوالے کر دیں، میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بات کی، آپ نے فرمایا : معاویہ رضی اللہ عنہ بیعت کر لیں اور مقدمہ دائر

کروائیں، لیکن معاویہ رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ عراق سے لشکر کی کمان کرتے ہوئے صفین پہنچے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بھی پہنچ گئے، یہ ذو الحجہ سن ۳۶ھ کا واقعہ ہے۔ آپس میں خط و کتابت جاری رہی، لیکن کوئی معاملہ طے نہ پایا۔ بالآخر جنگ شروع ہو گئی۔''

(فتح الباري لابن حجر: 86/13، وسندهٗ حسنٌ)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو''جید'' کہا ہے۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلَاهُمْ بِالْخِلَافَةِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوقُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النُّورَيْنِ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَحْمَةُ اللّٰهُ وَرِضْوَانُهٗ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ، قَالَ: وَكُلُّ مَنْ نَازَعَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي إِمَارَتِهٖ فَهُوَ بَاغٍ، عَلٰى هٰذَا عَهِدْتُ مَشَايِخَنَا وَبِهٖ قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ يَعْنِي الشَّافِعِيَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل ترین اور سب سے زیادہ خلافت کے لائق سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر سیدنا عثمان بن عفان ذو النورین رضی اللہ عنہ اور پھر سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں، ان سب پر اللہ کی رحمت اور رضوان ہو۔ جس نے امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب سے ان کے عہد خلافت میں جھگڑا کیا، وہ باغی ہے۔ ہمارے

مشائخ یہی کہتے تھے اور امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔"

(الاعتقاد للبيهقي، ص 375، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يَخْرُجْ مَنْ خَرَجَ عَلَيْهِ بِبَغْيِهِ، عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ .

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جس نے خروج کیا، وہ اسلام کا باغی نہیں، بلکہ اس بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی، یہاں تک کہ دو بڑی جماعتیں آپس میں جھگڑ پڑیں، ان میں بہت بڑا معرکہ ہوگا، دونوں کا دعویٰ (عقیدہ) ایک جیسا ہوگا۔"

(الاعتقاد، ص 375)

نیز فرماتے ہیں:

أَمَّا خُرُوجُ مَنْ خَرَجَ عَلٰى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ أَهْلِ الشَّامِ فِي طَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ ثُمَّ مُنَازَعَتُهٗ إِيَّاهُ فِي الْإِمَارَةِ فَإِنَّهٗ غَيْرُ مُصِيبٍ فِيمَا فَعَلَ .

"جنہوں نے اہل شام کے ساتھ مل کر قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے مطالبہ کے لیے امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر خروج کیا، پھر ان کے عہد خلافت میں

ان سے جھگڑا کیا، وہ اپنے اس فعل میں درستی پر نہ تھے۔‘‘

(الاعتقاد، ص 374)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِئُ إِذَا قَاتَلَ عَلٰى مَا يَرٰى أَنَّهُ الْحَقُّ قَاصِدًا إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى نِيَّتَهٗ غَيْرَ عَالِمٍ بِأَنَّهٗ مُخْطِئٌ فَهُوَ بَاغِئُهٗ وَإِنْ كَانَ مَأْجُورٌ أَوْ لَا حَدَّ عَلَيْهِ إِذَا تَرَكَ الْقَاتِلَ وَلَا قَوَدَ وَأَمَّا إِذَا قَاتَلَ وَهُوَ يَدْرِي أَنَّهٗ مُخْطِئٌ فَهٰذَا الْمُحَارِبُ تَلْزَمُهُ الْمُحَارَبَةُ وَالْقَوَدُ وَهٰذَا يُفَسَّقُ وَيَخْرُجُ لَا الْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِئُ وَبَيَان ذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى : ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ : ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾، فَهٰذَا نَصُّ قَوْلِنَا دُونَ تَكَلُّفِ تَأْوِيلٍ وَّلَا زَوَالٍ عَنْ مُّوجِبِ ظَاهِرِ الْآيَةِ وَقَدْ سَمَّاهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مُؤْمِنِينَ بَاغِينَ بَعْضُهُمْ إِخْوَةُ بَعْضٍ فِي حِيْنَ تُقَاتِلُهُمْ وَأَهْلُ الْعَدْلِ الْمَبْغِي عَلَيْهِمْ وَالْمَأْمُورِينَ بِالْإِصْلَاحِ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُمْ وَلَمْ يَصِفْهُمْ عَزَّ وَجَلَّ بِفِسْقٍ مِّنْ أَجْلِ ذٰلِكَ التَّقَاتُلِ وَلَا يَنْقُصُ إِيمَانٌ وَّإِنَّمَا

هُمْ مُخْطِئُونَ بَاغُونَ وَلَا يُرِيدُ وَاحِدًا مِّنْهُمْ قَتْلَ آخَرَ .

''مجتہد خطا کار جب لڑے اور وہ خود کو حق پر سمجھتا ہو، اپنی نیت اللہ کے سپرد کرتا ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ خطا کار ہے، بس یہی چیز اسے لڑنے پر آمادہ کرتی ہے، گو وہ ماجور اور قصاص سے مامون ہو گا، نیز اس پر دیت نہیں ہو گی، اگر قتال چھوڑ دے۔ اگر اپنی غلطی جانتے ہوئے قتال کرے، تو ایسا شخص حربی ہو گا اور اسے قتال اور قصاص لازم آئے گا۔ ایسا شخص فاسق و فاجر ہے، مجتہد و خطا کار نہیں ہے۔ اس کی وضاحت فرمان باری تعالیٰ سے ہوتی ہے: ﴿وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتّٰى تَفِيءَ إِلٰى أَمْرِ اللّٰهِ﴾ (الحجرات : ۹) ''مومنوں کے دو گروہ جھگڑ پڑیں، تو ان کی صلح کرا دیں، ایک گروہ دوسرے پر بغاوت کرے، تو باغی سے لڑائی کریں، تا آں کہ اللہ کے فیصلہ کی طرف مائل ہو جائے۔'' پھر فرمایا: ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ، فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ﴾ ''بلاشبہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں، ان میں صلح صفائی کروا دیا کریں۔'' یہ بغیر کسی تاویل کے ہمارے موقف پر دلیل ہے اور اسے ظاہری معنی سے پھیرنے والا کوئی قرینہ بھی موجود نہیں۔ اللہ نے حالت قتال میں انہیں مومن باغی کہا ہے اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے بھائی بھی قرار دیا ہے۔ نیز ان باغیوں کو عادل اور صالح کہا ہے۔ اللہ نے

انہیں آپس کی اس لڑائی کی بنا پر فاسق و فاجر نہیں کہا اور نہ ہی ان کے ایمان میں کمی واقع ہوئی۔ یہ تو خطا کار ہیں، جو بغاوت پر اتر آئے، ان میں کسی کا بھی دوسرے کو قتل کرنے کا قطعاً ارادہ نہ تھا۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 125/4)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَا إِذَا كَانَ الْبَاغِي مُجْتَهِدًا وَّمُتَأَوِّلًا، وَّلَمْ يَتَبَيَّنْ لَهٗ أَنَّهٗ بَاغٍ، بَلِ اعْتَقَدَ أَنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُخْطِئًا فِي اعْتِقَادِهٖ : لَمْ تَكُنْ تَسْمِيَتُهٗ «بَاغِيًا» مُوجِبَةً لِّإِثْمِهٖ، فَضْلًا عَنْ أَنْ تُوجِبَ فِسْقَهٗ، وَالَّذِينَ يَقُولُونَ بِقِتَالِ الْبُغَاةِ الْمُتَأَوِّلِينَ؛ يَقُولُونَ : مَعَ الْأَمْرِ بِقِتَالِهِمْ قِتَالُنَا لَهُمْ لِدَفْعِ ضَرَرِ بَغْيِهِمْ؛ لَا عُقُوبَةً لَّهُمْ؛ بَلْ لِلْمَنْعِ مِنَ الْعُدْوَانِ، وَيَقُولُونَ : إِنَّهُمْ بَاقُونَ عَلَى الْعَدَالَةِ؛ لَا يُفَسَّقُونَ، وَيَقُولُونَ : هُمْ كَغَيْرِ الْمُكَلَّفِ، كَمَا يُمْنَعُ الصَّبِيُّ وَالْمَجْنُونُ وَالنَّاسِي وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ وَالنَّائِمُ مِنَ الْعُدْوَانِ أَنْ لَّا يَصْدُرَ مِنْهُمْ؛ بَلْ تُمْنَعُ الْبَهَائِمُ مِنَ الْعُدْوَانِ، وَيَجِبُ علٰى مَنْ قُتِلَ مُؤْمِنًا خَطَأً الدِّيَةُ بِنَصِّ الْقُرْآنِ مَعَ أَنَّهٗ لَا إِثْمَ عَلَيْهِ فِي ذٰلِك .

''باغی جب مجتہد اور متاول ہو، اسے یہ بھی معلوم نہ ہو کہ وہ غلطی کر رہا ہے،

بلکہ خود کو حق پر سمجھے، نیز یہ غلطی اعتقادی ہی کیوں نہ ہو، اسے باغی نام دینے سے اس کا گناہ گار ہونا لازم نہیں آتا، چہ جائیکہ اسے فاسق کہا جائے۔ جن حضرات نے باغی متاولین سے قتال کا کہا ہے، انہوں نے قتال کا حکم دینے کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ ہمارا ان سے قتال ان کے بغاوت کے نقصان کو دور کرنے کے لیے ہے، نہ کہ بہ طور سزا، بلکہ دشمن سے دفاع کرتے ہوئے اور بس۔ محدثین کہتے ہیں کہ ان کی عدالت باقی ہے، انہیں فاسق نہیں ٹھہرایا جائے گا۔ یہ غیر مکلّف کی طرح ہے، جیسے بچے، پاگل دیوانے، بھلکڑ، بے ہوش اور سوئے ہوئے کو سرکشی سے روکا جاتا ہے، بلکہ جانوروں کو بھی سرکشی سے روکا جاتا ہے۔ نیز قرآنی نص کے مطابق کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دینے والے پر دیت لازم ہوتی ہے، لیکن اس کے باوجود اس پر گناہ نہیں۔“ (مجموع الفتاویٰ : 7635)

نیز لکھتے ہیں:

الْبَاغِي قَدْ يَكُونُ مُتَأَوِّلًا مُّعْتَقِدًا أَنَّهٗ عَلٰى حَقٍّ، وَّقَدْ يَكُونُ مُتَعَمِّدًا يَّعْلَمُ أَنَّهٗ بَاغٍ، وَقَدْ يَكُونُ بَغْيُهٗ مُرَكَّبًا مِّنْ شُبْهَةٍ وَّشَهْوَةٍ، وَّهُوَ الْغَالِبُ.

وَعَلٰى كُلِّ تَقْدِيرٍ فَهٰذَا لَا يَقْدَحُ فِيمَا عَلَيْهِ أَهْلُ السُّنَّةِ، فَإِنَّهُمْ لَا يُنَزِّهُونَ مُعَاوِيَةَ وَلَا مَنْ هُوَ أَفْضَلُ مِنْهُ مِنَ الذُّنُوبِ، فَضْلًا عَنْ تَنْزِيهِهِمْ عَنِ الْخَطَأِ فِي الِاجْتِهَادِ، بَلْ يَقُولُونَ

: إِنَّ الذُّنُوبَ لَهَا أَسْبَابٌ تَدْفَعُ عُقُوبَتَهَا مِنَ التَّوْبَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ .

''باغی کبھی تاویل کرتا ہے اور خود کو حق پر سمجھتا ہے اور کبھی دیدہ دانستہ ایسا کرتا ہے اور بخوبی جانتا ہے کہ وہ بغاوت کر رہا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کی بغاوت شبہ اور شہوت کا مجموعہ ہوتی ہے۔ جیسا بھی سمجھ لیا جائے، اس سے اہل سنت کے موقف پر آنچ نہیں آتی، کیوں کہ معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں یا ان سے بھی افضل صحابی، اہل سنت کسی کو گناہوں سے منزہ نہیں سمجھتے، چہ جائیکہ اجتہادی خطا سے منزہ سمجھتے ہوں، بلکہ اہل سنت تو کہتے ہیں: ان گناہوں سے توبہ، استغفار، گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں اور گناہوں کو معاف کر دینے والی مصیبتیں وغیرہ ایسے اسباب موجود ہیں، جو ان کی سزا کو ختم کر دیتے ہیں۔''(منهاج السّنة : 385/4)

نیز فرماتے ہیں:

اتَّفَقَ أَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّهٗ لَا تَفْسُقُ وَاحِدَةٌ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ، وَإِنْ قَالُوا فِي إِحْدَاهُمَا : إِنَّهُمْ كَانُوا بُغَاةً؛ لِأَنَّهُمْ كَانُوا مُتَأَوِّلِينَ مُجْتَهِدِينَ، وَالْمُجْتَهِدُ الْمُخْطِیءُ لَا يُكَفَّرُ وَلَا يُفَسَّقُ، وَإِنْ تَعَمَّدَ الْبَغْيَ فَهُوَ ذَنْبٌ مِّنَ الذُّنُوبِ، وَالذُّنُوبُ يُرْفَعُ عِقَابُهَا بِأَسْبَابٍ مُّتَعَدِّدَةٍ : كَالتَّوْبَةِ، وَالْحَسَنَاتِ الْمَاحِيَةِ، وَالْمَصَائِبِ الْمُكَفِّرَةِ، وَشَفَاعَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَدُعَاءِ

الْمُؤْمِنِينَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ .

''اہل سنت کا اتفاق ہے کہ کسی گروہ کو فاسق نہیں کہہ سکتے، گو ایک کو باغی کہہ سکتے ہیں، کیوں کہ ان کے موقف میں تاویل واجتہاد کی گنجائش ہے، مجتہد خطا کار کو نہ کافر کہا جاسکتا ہے، نہ فاسق۔ اگر بغاوت جان بوجھ کر ہو، تو یہ گناہ ہے، جن کے اثرات مختلف اسباب سے زائل ہو جائیں گے، مثلاً توبہ، گناہوں کو مٹا دینے والی نیکیاں، گناہوں کا کفارہ بننے والی مصائب، نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور مومنین کی دعائیں وغیرہ۔''

(منهاج السّنة النّبوية في نقض كلام الشّيعة والقدريّة : 394/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

قَدْ كَانَ عَلِيٌّ أَحَقَّ بِالْأَمْرِ مِنْ مُّعَاوِيَةَ، وَلَا يَلْزَمُ مِنْ تَسْمِيَةِ أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ بُغَاةً تَكْفِيرُهُمْ كَمَا يُحَاوِلُهٗ جَهَلَةُ الْفِرْقَةِ الضَّالَّةِ مِنَ الشِّيعَةِ وَغَيْرِهِمْ لِأَنَّهُمْ وَإِنْ كَانُوا بُغَاةً فِي نَفْسِ الْأَمْرِ فَإِنَّهُمْ كَانُوا مُجْتَهِدِينَ فِيمَا تَعَاطَوْهُ مِنَ الْقِتَالِ وَلَيْسَ كُلُّ مُجْتَهِدٍ مُّصِيبًا بَلِ الْمُصِيبُ لَهٗ أَجْرَانِ وَالْمُخْطِیءُ لَهٗ أَجْرٌ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہ نسبت علی رضی اللہ عنہ خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ اصحاب معاویہ پر باغی کا لفظ بولنے سے ان کا کافر ہونا لازم نہیں آتا، جیسا کہ بعض گمراہ، جاہل شیعہ وغیرہ نے کہا ہے، کیوں کہ اگرچہ وہ باغی تھے، لیکن اپنی

لڑائی میں مجتہد تھے۔ ہر مجتہد درست نہیں ہوتا، بلکہ درست کو دوہرا اور غلطی کرنے والے کو اکہرا اجر ملتا ہے۔" (البداية والنّهاية : 218/3)

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَمْ يُنْكِرْ مُعَاوِيَةُ قَطُّ فَضْلَ عَلِيٍّ وَّاسْتِحْقَاقَهُ الْخِلَافَةَ لٰكِنِ اجْتِهَادُهٗ أَدَّاهُ إِلٰى أَنْ رَّأٰى تَقْدِيمَ أَخْذِ الْقَوَدِ مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْبَيْعَةِ وَرَأٰى نَفْسَهٗ أَحَقَّ بِطَلَبِ دَمِ عُثْمَانَ.

"سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کبھی بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل اور ان کے خلیفہ برحق ہونے کا انکار نہیں کیا، لیکن آپ نے اجتہاداً یہ سمجھا کہ قاتلین عثمان کا قصاص لینا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے مقدم ہے، نیز آپ خود کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کا زیادہ حق دار سمجھتے تھے۔"

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 124/4)

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ اجتہادی خطا کی بنا پر تھی۔ آپ کا خیال تھا کہ ہماری سیدنا عثمان سے قریبی رشتہ داری ہے، لہٰذا ہم ہی قصاص عثمان کے زیادہ حق دار ہیں، لیکن معاملہ طے پانے کے بجائے قتال کی شکل اختیار کر گیا۔ اس سے پہلے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مابین لڑائی کا سبب بھی قصاص عثمان ہی تھا۔ اس وقت بھی معاملہ الجھا اور لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ بعینہٖ ایک جیسا ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے معذرت کر لی تھی، آپ روئیں، دوپٹہ تر

ہو گیا، تو یہ بات صحیح سند سے ثابت نہیں ہے۔

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ (۴۵٦ھ) لکھتے ہیں:

بِهٰذَا قَطَعْنَا عَلٰی صَوَابِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَصِحَّةِ أَمَامَتِهٖ وَأَنَّهٗ صَاحِبُ الْحِقِّ وَإِنَّ لَهٗ أَجْرَيْنِ أَجْرَ الْاِجْتِهَادِ وَأَجْرَ الْإِصَابَةِ وَقَطَعْنَا أَنَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ مَعَهٗ مُخْطِئُونَ مُجْتَهِدُونَ مَأْجُورُونَ أَجْرًا وَّاحِدًا .

''اس بنا پر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ درستی پر تھے، آپ کی امامت حق تھی، حق پر تھے اور انہیں دوہرا اجر تھا، ایک اجتہاد کا اجر اور دوسرا درستی کا اجر۔ نیز ہم بانگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہم نوا خطا پر تھے اور مجتہد تھے، انہیں ایک اجر ملا۔''

(الفِصَل في المِلَل والأهواء والنِّحَل : 125/4)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا الْحَدِيثُ مِنْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ إِذْ قَدْ وَقَعَ الْأَمْرُ طَبْقَ مَا أَخْبَرَ بِهٖ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَفِيهِ الْحُكْمُ بِإِسْلَامِ الطَّائِفَتَيْنِ أَهْلِ الشَّامِ وَأَهْلِ الْعِرَاقِ، لَا كَمَا يَزْعَمُهٗ فِرْقَةُ الرَّافِضَةِ وَالْجَهَلَةِ الطَّغَامِ، مِنْ تَكْفِيرِهِمْ أَهْلَ الشَّامِ، وَفِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ عَلِيٍّ أَدْنَى الطَّائِفَتَيْنِ إِلَى الْحَقِّ، وَهٰذَا هُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ

وَالْجَمَاعَةِ أَنَّ عَلِيًّا هُوَ الْمُصِيبُ وَإِنْ كَانَ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدًا، وَّهُوَ مَأْجُورٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، وَلٰكِنْ عَلِيٌّ هُوَ الْإِمَامُ فَلَهٗ أَجْرَانِ .

''یہ حدیث نبوت کے دلائل میں سے ہے، کیوں کہ واقعہ ایسے ہی ہوا، جیسے آپ ﷺ نے خبر دی۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ اہل شام اور اہل عراق دونوں گروہوں کو مسلمان کہا جائے، نہ کہ جیسے رافضی اور بے عقل جہلا اہل شام کی تکفیر کرتے ہیں، نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی حق کے زیادہ قریب ہیں۔ اہل سنت کا مذہب بھی یہی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ مصیب تھے اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے، جو کہ ان شاء اللہ ماجور ہیں، لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ وقت تھے، لہٰذا آپ کے لیے دوہرا اجر ہے۔''

(البداية والنّهاية : 279/7)

سوال یہ ہے کہ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ صریح غلطی پر تھے، تو صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حمایت سے پیچھے کیوں رہی؟ اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ واقعتاً برسر بغاوت تھے، تو صحابہ نے ان کے ساتھ قتال کیوں نہ کیا؟ حالاں کہ قرآنی حکم کے مطابق باغی سے قتال ہے؟

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا ثابت نہیں۔ نہ ہی آپ نے کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ ایک روایت سے استدلال کیا جاتا ہے، لیکن وہ استدلال درست نہیں، روایت یہ ہے۔

عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان فرماتے ہیں:

أَمَّرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ : مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ : أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ، لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِّنْهُنَّ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ، خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ؟ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُّوسٰى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ : لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُّحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ : فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ : ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ، فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ : ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾(آل عمران : ٦١) دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا فَقَالَ : اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي .

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا اور پوچھا: آپ کی

سیدنا ابوتراب (علی) رضی اللہ عنہ کو گالی نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ کہنے لگے: میں تو اس لیے گالی نہیں دیتا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین فرامین گرامی یاد ہیں، جو آپ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمائے تھے، ہر فرمان مجھے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ میں نے خود سنا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کسی غزوہ میں پیچھے چھوڑ دیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ مجھے بچوں اور عورتوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کا میرے ہاں وہی مقام ہو، جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں ہارون علیہ السلام کو حاصل تھا؟ البتہ میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر والے دن فرماتے سنا: کل میں جنگ کا جھنڈا اس کے حوالے کروں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ہو۔ ہم اس کی طمع کرنے لگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کو میرے پاس لائیں، انہیں لایا گیا، آپ آشوبِ چشم کا شکار ہو چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں لعاب دھن لگایا اور جھنڈا تھما دیا۔ اللہ نے آپ کے ہاتھوں فتح بھی عطا فرمائی اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ كُمْ﴾ (آل عمران: ٦١) ''فرما دیجیے، آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ......'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا

اور فرمایا: اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔'' (صحیح مسلم : 2404)

«سَب» کی تعریف:

شیخ الاسلام، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الْكَلَامُ الَّذِي يُقْصَدُ بِهِ الْاِنْتِقَاصُ وَالْاِسْتِخْفَافُ وَهُوَ مَا يُفْهَمُ مِنَ السَّبِّ بِعُقُولِ النَّاسِ عَلَى اخْتِلَافِ اعْتِقَادَاتِهِمْ، كَاللَّعْنِ وَالتَّقْبِيحِ، وَنَحْوِهِمَا.

''«سَب» سے مراد ایسا کلام ہے، جس سے کسی کی شان میں (ادنی) تنقیص واستخفاف مقصود ہو۔ اس کا مفہوم لوگوں کے اعتقادات کے لحاظ سے مختلف ہوگا، مثلاً کسی کو لعین یا قبیح وغیرہ قرار دینا۔''

(الصّارم المسلول على شاتم الرّسول ص 561)

واضح رہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کو قبیح گالیاں نہیں دیتے تھے۔ جن صحابہ جیسا کہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینا ثابت ہے، اس سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اجتہاد میں خطا کار قرار دینا، ان کی رائے سے اختلاف رکھنا یا ان کے معاملہ کو غلط قرار دینا، مراد ہے۔

سب وشتم کا ہر جگہ ایک معنی نہیں ہوتا، کسی کو برا بھلا کہنا بھی «سَب» ہے، مثلاً:

① عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ. ''آئیں اور کفار مکہ کو برا بھلا کہنے لگیں۔''

(صحيح البخاري : 520، صحيح مسلم : ١٧٩٤)

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَشْتِمُهُمْ. ''آئیں اور انہیں برا بھلا کہنے لگیں۔''

② سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ بَيْنَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَبَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَيْءٌ، فَسَبَّهُ خَالِدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَسُبُّوا أَحَدًا مِّنْ أَصْحَابِي، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَوْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا، مَّا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ، وَلَا نَصِيفَهُ.

''سیدنا خالد بن ولید اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کے درمیان تنازع ہوا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو نامناسب جملہ کہہ دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے کسی صحابی پر طعن و تشنیع مت کریں، آپ احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کریں اور وہ مٹھی بھر جو خرچ کریں، اجر ان کا زیادہ ہوگا۔'' (صحيح البخاري: ٣٦٧٣ و صحيح مسلم: ٢٥٤١ واللّفظ لهٗ)

③ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلٰى أُمِّ السَّائِبِ أَوْ أُمِّ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ: مَا لَكِ يَا أُمَّ السَّائِبِ أَوْ يَا أُمَّ الْمُسَيِّبِ تُزَفْزِفِينَ؟ قَالَتِ: الْحُمّٰى، لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيهَا، فَقَال: لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ، كَمَا يُذْهِبُ الْكِيرُ

خَبَثَ الْحَدِيدِ .

''نبی کریم ﷺ ام سائب یا ام مسیّب رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ام سائب یا ام مسیّب! کانپ کیوں رہی ہیں؟ کہنے لگی: بخار ہے، اللہ اسے غارت کرے۔ فرمایا: بخار کو برا نہ کہیے، یہ تو انسان کے گناہوں کو یوں ختم کر دیتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔''

(صحیح مسلم : 2575)

اگر کوئی کہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا کرتے تھے، تو عرض ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین جنگیں تک ہو گئیں اور یہ گناہ معاف ہو گیا، ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا تو انتہائی کم تر گناہ ہے، یہ تو بالا ولیٰ معاف ہیں۔

حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُ مُعَاوِيَةَ هٰذَا لَيْسَ فِيهِ تَصْرِيحٌ بِأَنَّهٗ أَمَرَ سَعْدًا بِسَبِّهٖ وَإِنَّمَا سَأَلَهٗ عَنِ السَّبَبِ الْمَانِعِ لَهٗ مِنَ السَّبِّ كَأَنَّهٗ يَقُولُ هَلِ امْتَنَعْتَ تَوَرُّعًا أَوْ خَوْفًا أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَإِنْ كَانَ تَوَرُّعًا وَّإِجْلَالًا لَّهٗ عَنِ السَّبِ فَأَنْتَ مُصِيبٌ مُّحْسِنٌ، وَإِنْ كَانَ غَيْرُ ذٰلِكَ فَلَهٗ جَوَابٌ آخَرُ ولَعَلَّ سَعْدًا قَدْ كَانَ فِي طَائِفَةٍ يَّسُبُّونَ فَلَمْ يَسُبَّ مَعَهُمْ وَعَجَزَ عَنِ الْإِنْكَارِ وَأَنْكَرَ عَلَيْهِمْ فَسَأَلَهٗ هٰذَا السُّؤَالَ قَالُوا : وَيَحْتَمِلُ تَأْوِيلًا آخَرَ أَنَّ مَعْنَاهُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُخَطِّئَهٗ فِي رَأْيِهٖ وَاجْتِهَادِهٖ وَتُظْهِرَ لِلنَّاسِ حُسْنَ

رَأْيِنَا وَاجْتِهَادِنَا وَأَنَّهٗ أَخْطَأَ قَوْلُهٗ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول میں کہیں بھی صراحت نہیں کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ کو گالیاں دینے کا حکم دیا ہو، بلکہ آپ نے تو صرف یہ معلوم کرنا چاہا کہ ان کی گالیاں نہ دینے کی وجہ کیا ہے؟ گویا آپ یہ پوچھنا چاہتے ہوں کہ کیا آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں نہیں دیتے، وجہ کیا ہے، عزت وعظمت کا لحاظ، خوف یا کوئی اور؟ اگر تو آپ کو گالیاں دینے سے مانع تقویٰ وورع اور شان وعظمت ہے، تو آپ حق بجانب ہیں اور اگر کوئی اور سبب ہے، تو کوئی اور جواب ہوگا۔ عین ممکن ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ اس گروہ میں ہوں، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کرتے تھے اور سعد رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ہونے کے باوجود گالی نہ دیتے ہوں اور ان پر رد بھی نہ کر سکتے ہوں، تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے شاتمین علی پر رد کرتے ہوئے سعد رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا۔ شارحین کہتے ہیں: اس کا ایک معنی یہ ہوسکتا ہے کہ آپ علی رضی اللہ عنہ کے اجتہاد اور رائے کو غلط قرار کیوں نہیں دیتے اور یہ بیان کیوں نہیں کرتے کہ ہماری رائے اور اجتہاد صحیح ہے اور ان سے غلطی ہو رہی ہے؟''

(شرح صحیح مسلم: 5/175-176)

علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) لکھتے ہیں:

هٰذَا لَيْسَ بِتَصْرِيحٍ بِالسَّبِّ، وَإِنَّمَا هُوَ سُؤَالٌ عَنْ سَبَبِ امْتِنَاعِهٖ لِيَسْتَخْرِجَ مَا عِنْدَهٗ مِنْ ذٰلِكَ، أَوْ مِنْ نَقِيضِهٖ،

كَمَا قَدْ ظَهَرَ مِنْ جَوَابِهِ، وَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةُ سَكَتَ وَأَذْعَنَ، وَعَرَفَ الْحَقَّ لِمُسْتَحِقِّهِ .

''یہاں «سَب» کی صراحت نہیں ہے، بلکہ یہاں تو فقط سب وشتم نہ کرنے کی وجہ بیان کی گئی ہے، تاکہ معاویہ رضی اللہ عنہ جان لیں کہ ان کے نزدیک سب وشتم یا تنقیص نہ کرنے کی وجہ کیا ہے؟ جیسا کہ جواب سے واضح ہے اور جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں جواباً فضائل علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے سنا، تو خاموش رہے اور کان لگا کر سنا اور جان گئے کہ یہ اپنے موقف میں حق بجانب ہیں۔''

(المُفهِم لما أَشْكَل من تلخيص مسلم : 276/6)

اہل علم کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سب وشتم کرنے کا نہیں کہا، بلکہ ان کا موقف معلوم کرنا چاہا۔

مشاجرات صحابہ یعنی جنگیں ہوں یا باہمی اختلاف یا پھر ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا ہو، تو اہل سنت والجماعت کا نظریہ یہ ہے کہ صحابہ کے بارے میں زبان بندی کی جائے اور ان سب سے محبت کرتے ہوئے ترحم اور استغفار کی جائے۔

یہ احادیث محدثین کی ہیں، وہ ان کے مفاہیم ومطالب سے بخوبی آشنا تھے۔ اس کے باوجود وہ مشاجرات صحابہ میں زبان بندی کا کہتے ہیں۔ کسی کی طرف داری کرتے ہیں، نہ کسی سے عداوت رکھتے ہیں، بلکہ تمام صحابہ کرام کے فضائل ومناقب کے قائل ہیں، ان کے حقوق کی رعایت کرتے ہیں اور دشمنان صحابہ کے لیے ننگی تلوار ہیں۔

تنبیہات:

عبداللہ بن ظالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اسْتَقْبَلْتُ سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ : أُمَرَاؤُنَا يَأْمُرُونَنَا أَنْ نَلْعَنَ إِخْوَانَنَا، وَإِنَّا لَا نَلْعَنُهُمْ وَلٰكِنْ نَقُولُ : عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : سَتَكُونُ بَعْدِي فِتَنٌ يَكُونُ فِيهَا وَيَكُونُ، فَقَالَ رَجُلٌ : لَئِنْ أَدْرَكْنَاهَا لَنَهْلِكَنَّ قَالَ : بِحَسْبِكُمُ الْقَتْلُ قَالَ : ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ : إِنِّي أَحْبَبْتُ عَلِيًّا لَمْ أُحِبَّهُ شَيْئًا قَطُّ قَالَ : أَحْبَبْتَ رَجُلًا مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَسَعْدٌ، وَلَوْ شِئْتُ عَدَدْتُ الْعَاشِرَ يَعْنِي نَفْسَهُ فَقَالَ : اثْبُتْ حِرَاءُ، فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ .

''میں سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، فرمایا: امرا حکم دیتے ہیں کہ ہم اپنے بھائیوں پر لعنت کریں، ہم ان پر لعنت نہیں کریں گے، اللہ انہیں معاف کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے: میرے بعد فتنے ہوں

گے، ان میں یوں یوں ہوگا؟ ایک آدمی کہنے لگا: ہم ان فتنوں میں اگر ہوئے، تو ہلاک ہو جائیں گے، فرمایا: نہیں، آپ کا راہ حق میں مقتول ہو جانا ہلاکت سے کافی ہوگا۔ پھر ایک اور آدمی آیا، کہنے لگا: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اتنی محبت ہے کہ ایسی محبت میں نے کبھی کسی سے نہیں کی، فرمایا: آپ ایک جنتی سے محبت کے سزاوار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ابوبکر، عمر، عثمان و علی وطلحہ و زبیر وعبد الرحمٰن بن عوف وسعد جنتی ہیں۔ (سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) اگر چاہوں، تو دسویں کا نام بتا سکتا ہوں، مراد خود سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حراء رک جایئے! آپ پر نبی، صدیق یا شہید موجود ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد: 187/1، السنّة لابن أبي عاصم: 1425، زوائد فضائل الصّحابة لعبد اللّٰه بن أحمد: 84، 254، فضائل الصّحابة للنّسائي: 102، مسند الشّاشي: 214، المستدرك للحاكم: 3/316-317)

سند سخت ضعیف ہے۔ فلان بن حیان مجہول ہے۔

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْكُوفَةَ أَقَامَ مُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ خُطَبَاءَ يَتَنَاوَلُونَ عَلِيًّا فَأَخَذَ بِيَدِي سَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فَقَالَ: أَلَا تَرٰى هٰذَا الظَّالِمَ الَّذِي يَأْمُرُ بِلَعْنِ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَأَشْهَدُ عَلَى التِّسْعَةِ أَنَّهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ شَهِدْتُ عَلَى الْعَاشِرِ

قُلْتُ : مَنِ التِّسْعَةُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَهُوَ عَلٰى حِرَاءٍ : اثْبُتْ إِنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدٌ قَالَ : وَمَنِ التِّسْعَةُ؟ قَالَ : رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ، وَسَعْدٌ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قُلْتُ : مَنِ الْعَاشِرُ قَالَ : أَنَا .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے، تو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ خطبا سے کہنے لگے: آپ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہئے! (راوی عبد اللہ بن ظالم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ) سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اس ظالم کو دیکھئے، ایک جنتی پہ لعنت کا حکم دے رہا ہے۔ میں ان نو کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ جنتی ہیں، چاہوں، تو دسویں کی بھی گواہی دے سکتا ہوں، عرض کیا: وہ نو کون ہیں؟ کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء پر تھے، آپ نے غار حراء سے فرمایا: رک جایئے! آپ پر نبی، صدیق اور شہید ہیں۔ پوچھا: وہ نو کون ہیں؟ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر وعمر وعثمان وعلی وطلحہ وزبیر وسعد وعبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم، عرض کیا: دسواں؟ فرمایا: میں ہوں۔''

(مسند الإمام أحمد : 187/1، زوائد فضائل الصّحابة لعبد اللّٰه بن أحمد : 84، 254، فضائل الصّحابة للنّسائي : 104، مسند الشّاشی : 214، المستدرك للحاكم : 3/316-317)

سند سخت ضعیف ہے۔

① ہلال بن یساف کا عبد اللہ بن ظالم سے سماع نہیں ہے، دونوں میں ابن حیان کا واسطہ ہے۔

② ابن حیان مجہول ہے۔

عبد اللہ بن فائد اور سحیم بن حفص کہتے ہیں:

كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ : أَظْهَر شَتْمَ عَلِيٍّ وَتَنَقُّصَهُ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ : مَا أُحِبُّ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ كُلَّمَا عَتَبْتَ تَنَقَّصْتَ، وَكُلَّمَا غَضِبْتَ ضَرَبْتَ، لَيْسَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ ذَالِكَ حَاجِزٌ مِّنْ حِلْمِكَ وَلَا تَجَاوُزٌ بِعَفْوِكَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو سب و شتم اور تنقیص کا اظہار کیا، سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے جوابا خط لکھا: امیر المومنین! مجھے پسند نہیں، آپ جب جرح کرتے ہیں، تو شان میں تنقیص کرتے ہیں اور جب غصے ہوتے ہیں، تو مارتے ہیں۔ اس سب میں آپ کا حلم یا درگزری حائل نہیں ہوتی۔''

(أنساب الأشراف للبلازري: 23/5)

روایت موضوع (من گھڑت) ہے۔

① عبد اللہ بن فائد مجہول ہے۔

② سحیم بن حفص بھی مجہول ہے۔

③ انہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

④ انساب الاشراف بے سند کتاب ہے۔

⑤ صاحب کتاب علامہ بلاذری کی معتبر توثیق نہیں ملی۔

مولانا مودودی صاحب کی خطا:

سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے لکھا ہے:

''ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں یہ شروع ہوئی کہ وہ خود اور ان کے حکم سے ان کے تمام گورنر، خطبوں میں برسر ممبر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرتے تھے، حتیٰ کہ مسجد نبوی میں ممبر رسول پر عین روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین عزیز کو گالیاں دی جاتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے قریب ترین رشتہ دار اپنے کانوں سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ (الطبری، جلد ۴، ص ۱۸۸، ابن الاثیر، ج ۳، ص ۲۳۴، ج ۴، ص ۱۵۴، البدایہ، ج ۸، ص ۲۵۹، ج ۹، ص ۸۰) کسی کے مرنے کے بعد اس کو گالیاں دینا، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق کے بھی خلاف تھا اور خاص طور پر جمعہ کے خطبے کو اس گندگی سے آلودہ کرنا، تو دین واخلاق کے لحاظ سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔''

(خلافت وملوکیت، ص 174)

قارئین کرام! طبری کے محولہ صفحہ پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ مودودی صاحب تو فوت ہو گئے، اب ان احباب سے اس کا حوالہ درکار

ہے، جو ان کی جرأتوں کو سند جواز فراہم کرتے رہتے ہیں۔

جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے، تو ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ ایک صحابی پر بہتان ہے، شریعت تو درکنار انسانی اخلاق بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔

مزید لکھتے ہیں:

''حضرت عمر بن عبدالعزیز نے آکر اپنے خاندان کی دوسری غلط روایات کی طرح اس روایت کو بھی بدلا اور خطبہ جمعہ میں سَبِّ علی کی جگہ یہ پڑھنی شروع کر دی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۹۰)'' (خلافت وملوکیت، ص174)

سوال یہ ہے کہ وہ کون سی غلط روایات تھیں، جنہیں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے بدلا۔ کیا تحقیق اسی کا نام ہے کہ جھوٹے قصوں سے استدلال کیا جائے؟ ائمہ اہل سنت کے منہج سے انحراف، محدثین سے خود کو بے نیاز سمجھنا اور اصحاب پاک مصطفیٰ کے بارے میں بدعقیدگی کا درس پڑھانا ہی اگر تحقیق ہے، تو معاف کیجئے گا حضور! ہمارا ایمان اس تحقیق پر مطمئن نہیں۔

یوم حساب حق ہے، ہم اپنے نامہ اعمال میں اصحاب محمد ﷺ کی تنقیص نہیں لکھوانا چاہتے، ہم نہیں چاہتے کہ ہمارے نامہ اعمال میں لکھا ہو کہ یہ بندہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو منافق اور فاسق کہتا تھا۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ!

فائدہ:

❁ عامر بن سعد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا سَعْدٌ يَّمْشِي إِذْ مَرَّ بِرَجُلٍ وَّهُوَ يَشْتِمُ عَلِيًّا، وَّطَلْحَةَ، وَالزُّبَيْرَ، فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ : إِنَّكَ لَتَسُبُّ قَوْمًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا سَبَقَ، وَاللّٰهِ لَتَكُفَّنَّ عَنْ سَبِّهِمِ أَوْ لَأَدْعُوَنَّ اللّٰهَ عَلَيْكَ، قَالَ : يُخَوِّفُنِي كَأَنَّهُ نَبِيٌّ، قَالَ : فَقَالَ سَعْدٌ : أَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ يَسُبُّ أَقْوَامًا قَدْ سَبَقَ لَهُمْ مِنْكَ مَا سَبَقَ، فَاجْعَلْهُ الْيَوْمَ نَكَالًا، قَالَ : فَجَاءَ تْ بُخْتِيَّةٌ فَأَفْرَجَ النَّاسُ فَتَخَبَّطَتْهُ، قَالَ : رَأَيْتُ النَّاسَ يَتَّبِعُونَ سَعْدًا، وَّيَقُولُونَ : اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَكَ أَبَا إِسْحَاقَ .

''سیدنا سعد رضی اللہ عنہ آہستہ آہستہ چل رہے تھے کہ ایک آدمی کے پاس سے گزر ہوا، جو سیدنا علی، سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم پر سب وشتم کر رہا تھا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ایسی ہستیوں کو سب وشتم کر رہے ہیں، جن کے فضائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں؟ اللہ کی قسم! اس سے باز آجاؤ، ورنہ میں آپ پر بددعا کر دوں گا۔ وہ آدمی کہنے لگا: (دیکھو!) یہ مجھے ایسے ڈراتا ہے، جیسے کوئی نبی ہو۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے دعا کی: 'اللہ! اگر یہ فاضل شخصیات پر سب وشتم کرے، تو اسے نشان عبرت بنا دے۔' (یہ کہنے کی دیر تھی کہ) بختی اونٹنی آئی، لوگ بھاگ گئے اور اونٹنی نے اس آدمی کو روند کر رکھ دیا۔ میں نے لوگوں کو دیکھا، وہ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پیچھے

گئے اور کہنے لگے: ابو اسحاق! (سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی۔'' (دلائل النّبوة للبيهقي : 190/6)

سند ''ضعیف'' ہے۔ محمد بن محمد بن الاسود ''مجہول الحال'' ہے، سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں کی۔

❀ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

كَانَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ يَقْنُتُ فَيَقُولُ : اَللّٰهُمَّ الْعَنْ مُعَاوِيَةَ وَعَمْرًا وَّأَبَا الْأَعْوَرِ السُّلَمِيَّ وَحَبِيبًا وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ خَالِدٍ وَالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ وَّالْوَلِيدَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةَ، فَكَانَ إِذَا قَنَتَ لَعَنَ عَلِيًّا وَّابْنَ عَبَّاسٍ وَّالْأَشْتَرَ وَحَسَنًا وَّحُسَيْنًا .

''آپ رضی اللہ عنہ نماز فجر میں قنوت نازلہ کرتے اور کہتے: اللہ! معاویہ، عمرو بن عاص، ابو اعور سلمی، حبیب بن مسلمہ، عبد الرحمن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولید بن عقبہ پر لعنت فرما۔ جب یہ بات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی، تو وہ بھی قنوت نازلہ میں سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن عباس، اشتر، حسنین کریمین رضی اللہ عنہم پر لعنت کرنے لگے۔''

(تاريخ الطّبري : 71/5)

یہ جھوٹ کا پلندہ ہے۔

① ابو مخنف کذاب رافضی ہے۔

② ابو جناب یحییٰ بن ابی حیہ کلبی ''ضعیف و مدلس'' ہے۔

(التلخيص الحبير لابن حجر : 38/2، 56)

③ ابو جناب کلبی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَصِحُّ هٰذَا عَنْهُمْ. ''ان صحابہ سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔''

(البِداية والنّهاية : 576/10)

❀ سعد بن محمد بن حسن بن عطیہ نے ذکر کیا ہے:

كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ الْقَاسِمِ الثَّقَفِيِّ أَنِ ادْعُ عَطِيَّةَ فَإِنْ لَعَنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَإِلَّا فَاضْرِبْهُ أَرْبَعَمِائَةِ سَوْطٍ وَاحْلِقْ رَأْسَهٗ وَلِحْيَتَهٗ، فَدَعَاهُ فَأَقْرَأَهٗ كِتَابَ الْحَجَّاجِ فَأَبٰى عَطِيَّةُ أَنْ يَّفْعَلَ، فَضَرَبَهٗ أَرْبَعَمِائَةِ سَوْطٍ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ وَلِحْيَتَهٗ.

''حجاج بن یوسف نے محمد بن قاسم ثقفی کو خط لکھا کہ آپ عطیہ عوفی کو بلائیں، اگر وہ علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) پر لعنت کرے، تو درست، ورنہ اسے چار سو کوڑے ماریں اور اس کا سر اور داڑھی مونڈ دیں۔ محمد بن قاسم نے عطیہ کو بلایا اور اسے حجاج کا خط پڑھ کر سنایا، عطیہ عوفی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا، تو محمد بن قاسم نے اسے چار سو کوڑے مارے اور اس کی ٹنڈ کر دی اور داڑھی بھی مونڈ دی۔''

(طبقات ابن سعد : 305/6)

سند سخت ضعیف ہے۔

① سعد بن محمد بن حسن بن عطیہ پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جرح کی ہے۔

② سعد بن محمد نے سعد بن جنادہ کا زمانہ نہیں پایا۔

اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے ثابت کر دیا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیں، نہ کسی کو ایسا کرنے کا کہا۔ روز قیامت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقدمہ لے کر ہم اللہ کی عدالت میں حاضر ہوں گے۔ ان شاء اللہ!

فائدہ:

مروان بن حکم کے بارے میں ہے:

كَانَ يَسُبُّ عَلِيًّا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ .

''وہ ہر جمعہ بر سر منبر سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتے تھے۔''

(العِلَل ومعرِفة الرّجال برواية عبد اللّٰه بن أحمد : 4781، مسند إسحاق بن راهويه، نقلًا عن المطالب العالية لابن حَجَر : 4457، الطبقات لابن سعد (ممتم الصحابة) : 399/1، تاريخ ابن عساكر : 243/57، وسندهٗ حسنٌ)

مرویات معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی (۱۶۳) روایات ہیں، جن میں سے (۴) متفق علیہ ہیں۔ (۴) کو امام بخاری رحمہ اللہ بیان کرنے میں منفرد ہیں اور (۵) کو امام مسلم رحمہ اللہ بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

کاتب وحی سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ایک جلیل القدر صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست راست اور کاتب وحی ہیں:

❁ سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض گزار ہوئے:

مُعَاوِيَةُ، تَجْعَلُهُ كَاتِبًا بَيْنَ يَدَيْكَ، قَالَ: نَعَمْ.

''آپ معاویہ کو کاتب وحی بنالیں، فرمایا: جی ضرور۔''

(صحیح مسلم: ۲۵۰۱)

❁ سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُيَيْنَةَ، وَالْأَقْرَعَ سَأَلَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَأَمَرَ مُعَاوِيَةَ أَنْ يَكْتُبَ بِهٖ لَهُمَا، فَفَعَلَ وَخَتَمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَرَ بِدَفْعِهٖ إِلَيْهِمَا، فَأَمَّا عُيَيْنَةُ فَقَالَ: مَا فِيهِ؟ قَالَ: فِيهِ الَّذِي أُمِرْتُ بِهٖ، فَقَبَّلَهٗ، وَعَقَدَهٗ فِي عِمَامَتِهٖ.

''عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھنے کا حکم دیا کہ ان کا مطالبہ پورا کیا جائے، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھ دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تحریر

پر مہر لگا دی اور فرمایا: انہیں دے دیں۔ عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے پوچھا (معاویہ!) خط میں کیا لکھا ہے؟ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہی، جو مجھے حکم ہوا تھا۔ عیینہ رضی اللہ عنہ نے خط چوما اور پگڑی میں باندھ لیا۔''

(مسند الإمام أحمد: ٤/١٨٠، سنن أبي داود: ١٦٢٩، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۳۹۱) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۳۳۹۴) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

قارئین! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھنے کا حکم فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ نے خط لکھ کر خدمت عالیہ میں پیش کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اعتماد کیا اور مہر ثبت فرما دی، خود پڑھا، نہ کسی دوسری صحابی سے پڑھوایا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مکمل بھروسہ تھا، اسی طرح صحابہ کو بھی آپ پر بھرپور اعتماد تھا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّهٗ رَأٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصَّرَ مِنْ شَعَرِهٖ بِمِشْقَصٍ، فَقُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا بَلَغَنَا هٰذَا إِلَّا عَنْ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: مَا كَانَ مُعَاوِيَةُ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّهَمًا.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قینچی کے ساتھ اپنے بال کاٹے، یہ بات سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتائی۔

شاگردوں نے عرض کیا کہ یہ حدیث صرف معاویہ رضی اللہ عنہ کے واسطے سے ہم تک پہنچی ہے، تو عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولتے۔''

(مسند الإمام أحمد: ٩٤/٤، المعجم الكبير للطّبراني: ٦٩٧/١٩، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَكَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ .

''آپ کاتب وحی تھے۔''

(دلائل النّبوة للبيهقي: ٢٤٣/٦، سير أعلام النّبلاء للذهبي: ١٢٣/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

وَهٰذَا قَدْرٌ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ بَيْنَ النَّاسِ قَاطِبَةً .

''معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے کاتب وحی ہونے پر اجماع ہے۔''

(البداية والنّهاية: ٣٥٤/٥)

❁ عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ خَرَجَ عَلٰى قَوْمٍ يَّذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: سَأُبَشِّرُكُمْ بِمَا بَشَّرَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَكُمْ، إِنَّكُمْ لَا تَجِدُونَ رَجُلًا مَّنْزِلَتُهٗ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلَتِي، أَقَلَّ حَدِيثًا

عَنْهُ مِنِّي، كُنْتُ خَتَنَهُ، وَكُنْتُ فِي كِتَابِهِ، وَكُنْتُ أَرْحَلُ لَهُ رَاحِلَتَهُ، وَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِقَوْمٍ يَّذْكُرُونَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ : إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لِيُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے پاس آئے، جو ذکر الٰہی میں مشغول تھے اور فرمایا: ابھی میں آپ کو وہ خوش خبری دیتا ہوں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ جیسوں کے متعلق دی ہے۔ آپ کو ایسا کوئی نہیں ملے گا، جس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے جیسے مراسم ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری بہ نسبت کم احادیث بیان کرنے والا ہو۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سالا ہوں، آپ کی کتابت میرے ذمہ تھی اور میں ہی آپ کی سواری تیار کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی کرنے والوں سے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔''

(الشّريعة للآجري : ١٩٤٧، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ شیخ الاسلام، معافی بن عمران رحمہ اللہ (م: ۱۸۵/۱۸۶ھ) فرماتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ صَاحِبُهُ وَصِهْرُهُ وَكَاتِبُهُ وَأَمِينُهُ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، سسرالی رشتہ دار، کاتب اور وحی الٰہی پر قابل اعتماد شخصیت ہیں۔''

(تاريخ بغداد للخطيب : ٢٠٩/١، تاريخ ابن عساكر : ٢٠٨/٥٩، البداية والنّهاية

لابن كثير : ١٤٨/٨، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ **ابوحارث احمد بن محمد صائغ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:**

وَجَّهْنَا رُقْعَةً إِلٰى أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ : مَا تَقُولُ رَحِمَكَ اللّٰهُ فِيمَنْ قَالَ : لَا أَقُولُ : إِنَّ مُعَاوِيَةَ كَاتَبُ الْوَحْيِ، وَلَا أَقُولُ : إِنَّهٗ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنَّهٗ أَخَذَهَا بِالسَّيْفِ غَصْبًا؟ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ : هٰذَا قَوْلُ سَوْءٍ رَدِيءٌ، يُجَانَبُونَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ، وَلَا يُجَالَسُونَ، وَنُبَيِّنُ أَمْرَهُمْ لِلنَّاسِ .

''ہم نے ابوعبداللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ آپ ایسے شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں، جس کا دعویٰ ہو کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کو کاتب وحی نہیں مانتا اور نہ ہی انہیں خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں) تسلیم کرتا ہوں، بلکہ انہوں نے یہ لقب بزور بازو اختیار کرلیا ہے؟ فرمایا: یہ بات انتہائی بری اور ناقابل التفات ہے، ایسوں سے کنارہ کشی کی جائے، ان کی مجلس اختیار نہ کی جائے اور ان کی گم راہیاں عوام الناس میں بیان کی جائیں۔''

(السّنّة لأبي بكر بن الخلّال : ٦٥٩، وسندهٗ حسنٌ)

❁ **امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (٢٦١ھ) فرماتے ہیں:**

أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، كَاتِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''ابوعبد الرحمٰن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔''

(تاريخ ابن عساكر : 349/4، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابو اسحاق، نہشل بن دارم رحمہ اللہ (۳۲۵ھ) نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ''کاتب وحی اور ''خال المؤمنین'' کہا ہے۔

(الطّيوريّات للسّلفي : ١٣٤٣/٤، وسندهٗ حسنٌ)

❁ امام ابوبکر محمد بن حسین آجری رحمہ اللہ (۳۶۰ھ) لکھتے ہیں:

مُعَاوِيَةُ رَحِمَهُ اللّٰهُ كَاتِبُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ الْقُرْآنُ بِأَمْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ کی وحی قرآن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔''

(الشّريعة : ٢٤٣١/٥)

❁ حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

خَالُ الْمُؤْمِنِينَ وَكَاتِبُ وَحْيِ رَبِّ الْعَالَمِينَ أَسْلَمَ يَوْمَ الْفَتْحِ .

''مومنوں کے ماموں اور کاتبِ وحیِ رب العالمین ہیں، فتح مکہ کے دن مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(تاريخ دِمَشق : ٥٥/٥٩)

❁ نیز لکھتے ہیں:

أَصَحُّ مَا رُوِيَ فِي فَضْلِ مُعَاوِيَةَ حَدِيثُ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ كَاتِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کی فضیلت میں مروی ابوحمزہ کی حدیث سب سے صحیح ہے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے۔''

(تاريخ دِمَشق : ١٠٦/٥٩)

❁ **امام ابومنصور معمر بن احمد اصبہانی رحمہ اللہ (۴۲۸ھ) اہل حدیث کا اجماعی عقیدہ بیان کرتے ہیں:**

إِنَّ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ كَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ وَأَمِينُهٗ، وَرَدِيفُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَخَالُ الْمُؤْمِنِينَ .

''سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما کو وحی الٰہی کا کاتب وامین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سواری پر سوار ہونے اور مومنوں کے ماموں ہونے کا شرف حاصل ہے۔''

(الحجّة في بيان المحجة للإمام قوام السّنة أبي القاسم إسماعيل بن محمد الأصبهاني : ٢٤٨/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ **امام اندلس، حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:**

هُوَ أَحَدُ الَّذِينَ كَتَبُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''آپ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیبوں میں سے تھے، جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

کاتب ہونے کا شرف حاصل ہوا۔''

(الإستيعاب في معرفة الأصحاب : ١٤١٦/٣)

❁ **حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (۵۹۷ھ) لکھتے ہیں:**

اِسْتَكْتَبَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کتابت وحی کا کہا۔''

(المنتظم في تاريخ الملوك والأمم : ١٨٥/٥)

❁ **امام ابن قدامہ رحمہ اللہ (۶۲۰ھ) فرماتے ہیں:**

مُعَاوِيَةُ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، وَكَاتِبُ وَحْيِ اللّٰهِ، وَأَحَدُ خُلَفَاءِ الْمُسْلِمِينَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ خال المؤمنین (مومنوں کے ماموں)، کاتب وحی الٰہی اور مسلمانوں کے ایک خلیفہ تھے۔''

(لمعة الإعتقاد، ص ٣٣)

❁ **حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:**

الْمَقْصُودُ مِنْهُ أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْكُتَّابِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْوَحْيَ .

''ہمارا مقصود یہ بتانا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جملہ کاتبین وحی میں سے ہیں، جو کتابت وحی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔''

(البداية والنّهاية : ١١٩/٨)

❁ حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (۸۰۴ھ) لکھتے ہیں:

أَمَّا مُعَاوِيَةُ فَهُوَ خَالُ الْمُؤْمِنِينَ، أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ الْخَلِيفَةُ الْأُمَوِيُّ كَاتِبُ الْوَحْيِ، أَسْلَمَ عَامَ الْفَتْحِ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ مومنوں کے ماموں، ابوعبدالرحمٰن بن ابوسفیان صخر بن حرب، اموی خلیفہ اور کاتب وحی ہیں۔ فتح مکہ والے سال مشرف بہ اسلام ہوئے۔''

(التوضيح لشرح الجامع الصّحيح: ٣٤٣/٣)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

الْخَلِيفَةُ صَحَابِيٌّ أَسْلَمَ قَبْلَ الْفَتْحِ وَكَتَبَ الْوَحْيَ.

''آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ صحابی ہیں، فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے، کاتب وحی بھی رہے۔''

(تقريب التّهذيب: ٦٧٥٨)

❁ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) رقم طراز ہیں:

كَاتِبُ الْوَحْيِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُو الْمَنَاقِبِ الْجَمَّةِ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ کے کاتب وحی اور بے شمار مناقب و مراتب کے مالک ہیں۔''

(إرشاد السّاري لشرح صحيح البخاري : ١٧٠/١)

❁ **حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:**

وَكَانَ أَحَدُ الْكُتَّابِ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''آپ رضی اللہ عنہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔''

(تاريخ الخلفاء، ص ١٤٨)

تنبیہ:

ابوالحسن مدائنی کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عربوں کے مابین خط وکتابت کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔

(سير أعلام النّبلاء للذهبي : ١٢٣/٣)

یہ قول بلادلیل ہے۔

❁ **جب دشمنان صحابہ نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وحی ہونے کا انکار کیا، تو شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) نے فرمایا:**

هٰذَا قَوْلٌ بِلَا حُجَّةٍ وَّلَا عِلْمٍ، فَمَا الدَّلِيلُ عَلٰى أَنَّهٗ لَمْ يَكْتُبْ لَهٗ كَلِمَةً وَّاحِدَةً مِنَ الْوَحْيِ، وَإِنَّمَا كَانَ يَكْتُبُ لَهٗ رَسَائِلَ؟

''علم اور دلیل کا اس دعوی سے کیا تعلق؟ اس پر کیا دلیل ہے کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف خطوط لکھے ہیں، وحی کا ایک لفظ بھی نہیں لکھا؟''

(منهاج السّنّة النّبوية : ٤٢٧/٤)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

① سعید بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ، بِعَرَفَاتٍ، فَقَالَ : مَا لِي لَا أَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ؟ قُلْتُ : يَخَافُونَ مِنْ مُّعَاوِيَةَ، فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهٖ، فَقَالَ : لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ .

''عرفات میں سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھا۔ فرمانے لگے: لوگ تلبیہ کہتے سنائی نہیں دے رہے؟ عرض کیا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ڈرتے ہیں۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فورا خیمے سے نکلے اور تلبیہ پکارنے لگے اور فرمانے لگے: ان لوگوں نے بغض علی رضی اللہ عنہ میں سنت ترک کردی۔''

(سنن النّسائي : ٣٠٠٦)

دوسری روایت میں ہے:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ مُعَاوِيَةَ اللّٰهُمَّ الْعَنْهُمْ فَقَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ .

''اللہ! گو معاویہ کو برا لگے، (میں) لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ 'حاضر ہوں' (کہتا ہوں)۔ اللہ! ان پر لعنت کا کوڑا برسا، انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بغض وعناد کی وجہ سے سنت نبوی ترک کردی ہے۔''

(السّنن الكبرىٰ للبيهقي : ٩٤٤٧)

تبصرہ:

سند ''ضعیف'' ہے۔ خالد بن مخلد قطوانی (حسن الحدیث) کی روایت اہل کوفہ سے ''ضعیف'' ہوتی ہے۔ ابوالحسن صالح بن علی ''کوفی'' ہے۔ یہ جرح مفسر ہے۔

علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) نقل کرتے ہیں:

ذَكَرَ الْغُلَابِيُّ فِي تَارِيخِهِ، قَالَ : الْقُطْوَانِيُّ يُؤْخَذُ عَنْهُ مَشْيَخَةُ الْمَدِينَةِ، وَابْنُ بِلَالٍ فَقَطْ .

امام مفضل بن غسان غلابی رحمہ اللہ (۲۴۶ھ) نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے: قطوانی کی وہی روایت قبول ہے، جو انہوں نے اہل مدینہ اور سلیمان بن بلال سے لی ہو۔''

(شرح علل التّرمذي : ٧٧٥/٢)

نوٹ:

عیدین میں اذان واقامت کی بدعت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع نہیں ہوئی، یہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اتہام ہے۔

پیر نصیر الدین گولڑوی لکھتے ہیں:

''بدعات کا سلسلہ اگرچہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور امارت میں شروع ہو گیا تھا، مگر ان کے اخلاف نے تو انتہا کر دی، یہاں اس کی تفصیل میں جانے کا وقت نہیں، مختصرا ایک بدعت ہی کا ذکر کیا جاتا ہے، محی الدین ابن

عربی لکھتے ہیں ......عیدین میں اذان اور اقامت نہ کہنا سنت ہے، مگر جناب معاویہ نے نماز عید سے پہلے اذان اور تکبیر شروع کروا دی (فتوحات مکیہ ج اص ۵۴۰)۔"

(نام ونسب، ص ۵۱۹)

ابن عربی صاحب تو ہوئے ملحد، ان کی بات کو بنیاد بنا کر یہ کہنا کہ بدعات کا سلسلہ جناب معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں شروع ہوگیا تھا اور اس پر دلیل بھی قائم نہ کرنا، خبث باطن نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسرے یہ کہ گولڑوی صاحب کی زبان سے تو ایسی بات بالکل نہیں جچتی، جس ماحول میں وہ پلے بڑھے اور جس ماحول میں انہوں نے زندگی کے شب و روز گزارے، بدعات اس میں کیا کم ہیں؟ کیا اس ماحول بارے کبھی خامہ فرسائی کی؟

استلحاق معاویہ رضی اللہ عنہ کی حقیقت

سید ابوالاعلیٰ مودودی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر معترض ہیں:

''زیاد بن سمیہ کا استلحاق بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ان افعال میں سے ہے جن میں انہوں نے سیاسی اغراض کے لیے شریعت کے ایک مسلم قاعدے کی خلاف ورزی کی تھی۔ زیاد طائف کی ایک لونڈی سمیہ نامی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ لوگوں کا بیان یہ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے والد جناب ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی سے زنا کا ارتکاب کیا تھا اور اسی سے وہ حاملہ ہوئی۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے خود بھی ایک مرتبہ اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ زیاد انہی کے نطفہ سے ہے۔ جوان ہو کر یہ شخص اعلیٰ درجے کا مدبر، منتظم، فوجی لیڈر اور غیر معمولی قابلیتوں کا مالک ثابت ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں وہ آپ کا زبردست حامی تھا اور اس نے بڑی اہم خدمات انجام دی تھیں۔ ان کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنا حامی و مددگار بنانے کے لیے اپنے والد ماجد کی زنا کاری پر شہادتیں لیں اور اس کا ثبوت بہم پہنچایا کہ زیاد انہی کا ولد الحرام ہے۔ پھر اسی بنیاد پر اسے اپنا بھائی اور اپنے خاندان کا فرد قرار دے دیا۔ یہ فعل اخلاقی حیثیت سے جیسا کچھ

مکروہ ہے وہ تو ظاہر ہی ہے، مگر قانونی حیثیت سے بھی یہ ایک صریح ناجائز فعل تھا، کیونکہ شریعت میں کوئی نسب زنا سے ثابت نہیں ہوتا۔ نبی ﷺ کا صاف حکم موجود ہے کہ 'بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر وہ پیدا ہو، اور زانی کے لیے کنکر پتھر ہیں۔' ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسی وجہ سے اس کو اپنا بھائی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور اس سے پردہ فرمایا۔"

(خلافت وملوکیت، ص ۱۷۵)

استلحاق:

لُغَةً : مَصْدَرُ اسْتَلْحَقَ، يُقَالُ : اسْتَلْحَقَهُ ادَّعَاهُ .

"استلحاق استلحق یستلحق باب کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے: اس نے اسے پکارا۔"

(لسان العرب، وتاج العروس، والصّحاح في مادة لحق)

اصْطِلَاحًا : هُوَ الْإِقْرَارُ بِالنَّسَبِ، وَالتَّعْبِيرُ بِلَفْظِ الْإِسْتِلْحَاقِ هُوَ اسْتِعْمَال الْمَالِكِيَّةِ، وَالشَّافِعِيَّةِ، وَالْحَنَابِلَةِ، وَأَمَّا الْحَنَفِيَّةُ فَاسْتَعْمَلُوهُ فِي الْإِقْرَارِ بِالنَّسَبِ عَلٰى قِلَّةٍ .

"اصطلاح میں نسب کے اقرار کو استلحاق کہتے ہیں۔ استلحاق کی اصطلاح مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ استعمال کرتے ہیں۔ حنفیہ اس معنی میں بہت کم

استعمال کرتے ہیں۔‘‘

(حاشية البجيرمي على شرح المنهج : ٩١/٣، ط المكتب الإسلامي، وفتح العزيز : ٦١/٣، والشرح الكبير مع حاشية الدّسوقي : ٤١٢١/٣)

یعنی کسی بچے سے نسبی رشتے کا دعویٰ کرنا استلحاق کہلاتا ہے۔ استلحاق رشتہ دار بھی کر سکتے ہیں۔

استلحاق کی شرائط:

استلحاق کی چند شرائط ہیں، استلحاق کے جائز ہونے کی چند شرائط ہیں، جن کے بغیر اس کا اعتبار نہیں۔

① استلحاق مجہول النسب بچے سے ہو سکتا ہے، اگر اس بچے کا نسب کسی دوسرے شخص سے معروف ہو تو دعویٰ استلحاق درست نہیں۔ کیوں کہ آپ اس کا نسب توڑ کر اپنے ساتھ جوڑ رہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس پر لعنت کی ہے، جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور طرف منسوب ہو جائے۔

② آپ جس کے ساتھ استلحاق کر رہے ہیں، آپ کے نسب میں اور اس کے نسب میں ثبوت کا احتمال ہو، نہ تو اس بچے کا کوئی دوسرا دعویدار ہو اور نہ کوئی ایسی راہ ہو جس سے آپ کے اس کے ساتھ نسب کی تکذیب ہو سکے۔ مثلا: آپ کسی ایسے عارضے میں مبتلا نہ ہوں، جس کی وجہ سے اولاد کا ہونا ممکن نہیں رہتا۔ اسی طرح بچے اور آپ کی عمر میں اتنا تفاوت ہو کہ عقلا آپ کا اس سے استلحاق ممکن نہ ہو۔

③ جس سے استلحاق کیا جا رہا ہے، وہ اس کی تصدیق کرے۔

④ استلحاق میں بچے کا نسب بدلنا مقصود نہ ہو۔

یاد رہے کہ سچ معلوم ہو، تو استلحاق واجب ہے اور اگر جھوٹ ہو یا نسب کی نفی کی جائے، تو یہ حرام ہے، کیوں کہ اس میں کفران نعمت ہے۔

استلحاق معاویہ:

رہا مسئلہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے استلحاق کا، بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد بن سمیہ کو اپنے باپ ابوسفیان کی طرف منسوب کیا تھا، جب کہ وہ اس سے قبل زیاد بن عبید ثقفی نام سے مشہور تھا۔ یہ بات بالکل بے حقیقت ہے۔ اس سلسلہ میں جس روایت سے استدلال کیا جا سکتا ہے، وہ یہ ہے۔

امام طبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ بَشِيرٍ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، أَنَّ زِيَادًا لَّمَّا قَدِمَ الْكُوفَةَ، قَالَ : قَدْ جِئْتُكُمْ فِي أَمْرٍ مَّا طَلَبْتُهُ إِلَّا إِلَيْكُمْ، قَالُوا : ادْعُنَا إِلٰى مَا شِئْتَ، قَالَ : تُلْحِقُونَ نَسَبِي بِمُعَاوِيَةَ، قَالُوا : أَمَّا بِشَهَادَةِ الزُّورِ فَلَا، فَأَتَى الْبَصْرَةَ، فَشَهِدَ لَهُ رَجُلٌ .

''ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ زیاد کوفہ آ کر کہنے لگا: میں آپ سے ایک مطالبہ کرنا چاہتا ہوں۔ اہل کوفہ کہنے لگے: ہم حاضر ہیں، کیا چاہیے؟ کہنے لگا: تم میرا نسب معاویہ سے ملا دو۔ کہنے لگے: جھوٹی گواہی

سے تو نہیں ملا سکتے، زیاد بصرہ آیا، تو ایک بندے نے گواہی دی۔''

(تاريخ الطّبري : ٥/٢١٥)

تبصرہ:

۞ سند ضعیف ہے۔

① عمر بن بشیر ہمدانی ضعیف ہے۔ اسے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ضعیف کہا ہے۔ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِقَوِيٍّ يُكْتَبُ حَدِيثُهٗ وَجَابِرٌ الْجُعْفِيُّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ.

''قوی نہیں ہے، حدیث لکھ لی جائے گی۔ اس سے تو جابر جعفی (کذاب) مجھے زیادہ محبوب ہے۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : ٦/١٠٠)

یہ تضعیف نسبی ہے۔

② ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ مختلط ہیں۔ عمر بن بشیر ہمدانی کے متعلق معلوم نہ ہو سکا کہ یہ قبل از اختلاط روایت کرتا ہے یا بعد از اختلاط۔

۞ بالفرض روایت کو صحیح مان لیں، تب بھی معاویہ رضی اللہ عنہ کا استلحاق مذکورہ شرائط سے صحیح ہے۔

① استلحاق معاویہ سے قبل زیاد کا نسب مجہول تھا، اس کی ماں کا نام سمیہ ہے، باپ کا نام معلوم نہ تھا۔ اسی لیے اسے زیاد بن ابیہ بھی کہا جاتا تھا۔ زیاد بن عبید

ثقفی کہنا صحیح تو کجا کسی ضعیف روایت سے بھی ثابت نہیں، لہٰذا (بشرطِ صحت روایت) معاویہ رضی اللہ عنہ زیاد کا اپنے والد ابوسفیان سے استلحاق صحیح ہے۔

② زیاد اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا نسب محتمل الثبوت ہے، کیوں کہ دونوں کی عمر میں وہ تناسب موجود ہے، جو ایک باپ بیٹے میں ہوسکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس عمر میں نہ خصی تھے اور نہ کوئی عارضہ لاحق تھا، نیز کوئی اور استلحاق کا مدعی بھی نہ تھا۔

③ جب ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ کہہ دیا گیا کہ زیاد ان کا ولد زنی تھا، تو مستلحِق لہ یعنی ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے اعتراف کی ضرورت نہیں۔

④ استلحاق معاویہ (بشرط صحت روایت) میں مقصود مستلحَق زیاد کا نسب بدلنا مقصود نہیں ہے، کیوں کہ نہ تو اس سے قبل وہ معروف النسب ہے اور نہ کوئی اور مدعی ہے، نیز ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا ولد زنی بھی کہا جاتا ہے۔

اولاً تو ایسا کچھ ثابت نہیں، لیکن اگر ثابت سمجھا جائے، تو بھی مذکورہ شرائط کی رو سے استلحاق معاویہ درست ہوگا۔ وللہ الحمد

تنبیہ:

شرح معانی الاثار للطحاوی (۱/۲۸۹) میں ہے:

مِنْ أَيْنَ تُرٰى أَخَذَهَا الْحِمَارُ .

''اس گدھے نے یہ کہاں سے سیکھ لیا۔''

تبصرہ:

یہ شاذ (ضعیف) ہے۔

① صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔

② عبدالوہاب بن عطا خفاف (حسن الحدیث) نے عثمان بن عمر جیسے ثقات واوثق کی مخالفت کی ہے، عبدالوہاب کے علاوہ کسی نے یہ الفاظ بیان نہیں کیے۔

③ یہ بات سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی شان سے بعید ہے۔

④ ایک وتر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وتابعین کی جماعت سے ثابت ہے۔

⑤ ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشا کے بعد ایک وتر پڑھا، ان کے پاس سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام بھی موجود تھے، غلام نے آکر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دَعْهُ، فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''درست! وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں۔''

(صحيح البخاري : ٣٧٦٤)

صحیح البخاری (٣٧٦٥) میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

إِنَّهُ فَقِيهٌ .

''معاویہ رضی اللہ عنہ فقیہ ہیں۔''

امام عطاء بن ابورباح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ مُعَاوِيَةَ أَوْتَرَ بِرَكْعَةٍ، فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ، فَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : أَصَابَ السُّنَّةَ .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا، تو ان پر اعتراض ہوا، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا تو فرمایا: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنت پر عمل کیا ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٢٩١/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

ثابت ہوا کہ ایک وتر سنت ہے، نیز فقیہ ہونے کی نشانی بھی۔ سیدنا معاویہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں جلیل القدر صحابی ایک رکعت وتر کے قائل و فاعل تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر قنوت؟

عبدالرحمٰن بن معقل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ مَعَ عَلِيٍّ صَلَاةَ الْغَدَاةِ، قَالَ : فَقَنَتَ، فَقَالَ فِي قُنُوتِهِ : اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِمُعَاوِيَةَ وَأَشْيَاعِهِ، وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَأَشْيَاعِهِ، وَأَبِي السُّلَمِيِّ وَأَشْيَاعِهِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ وَأَشْيَاعِهِ .

''میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز فجر ادا کی، آپ نے قنوت پڑھی اور فرمایا: اللہ! معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کردے، عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے، ابوسلمی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر اور عبداللہ بن قیس اور ان کے ساتھیوں کو ہلاک کر دے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٠٨/٢، ح : ٧٠٥٠، وسندهٗ صحيحٌ)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''صحیح مشہور'' کہا ہے۔

(السنن الکبریٰ: 204/2)

تبصرہ:

① یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا تھی، بتقاضائے بشریت ایسا ہوجاتا ہے، خصوصا جنگ کی صورت میں ایسا ہوجانا عین ممکن ہے۔

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ جمل اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ صفین واقع ہوئی، قنوت کرنا جنگ سے بڑا اقدام نہیں ہے۔

③ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بہ طور خاص سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف قنوت نہیں کی، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کے گروہ میں بہت سے صحابہ شامل ہیں، تو صرف سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہرزہ سرائی چہ معنی؟

جبکہ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو زبان نبوت سے مومن کہا گیا (مسند احمد: ۲۰۳/۴، وسندہ حسن)، آپ فتح مکہ سے قبل اسلام لائے، تو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں بے شمار صحابہ شامل ہیں۔

④ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل مشاجرات صحابہ میں سے ہے اور مشاجرات کے معاملے میں اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ زبان بندی چاہیے اور صحابہ کے حق میں دعائے مغفرت۔

جو لوگ مشاجرات صحابہ کے مسئلہ میں گم راہ ہیں، وہ صحابہ کے خلاف روافض،

خوارج اور نواصب کے لئے راہ ہموار کرتے ہیں۔ مشاجرات صحابہ میں اہل سنت کے مسلک و مذہب سے انحراف کرنے والا درحقیقت صحابہ کا دشمن ہے، بھلے وہ محبت کے لاکھوں دعوے ہی کیوں نہ کرے۔

⑤ صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ نے معاف کر دیا ہے، دشمنان صحابہ لاکھ کوشش کریں ان سے یہ اعزاز چھین نہیں سکتے، ائمہ اہل سنت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس اقدام سے واقف تھے، اس کے باوجود طرف دار نہیں ہوئے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا مانتے تھے۔

⑥ ائمہ اہل سنت نے اس بنا پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مطعون نہیں کیا، بلکہ ان کے حق میں ترحم اور استغفار کرتے ہیں، البتہ روافض، خوارج اور معتزلہ اس کی آڑ میں کئی برائیوں کے مرتکب ہیں۔

قصاص عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

دَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ، قُلْتُ : قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ، فَلَمْ يُجْعَلْ لِي مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ، فَقَالَتِ : الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، وَأَخْشٰى أَنْ يَكُونَ فِي احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ، فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ، فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ : مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ

فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهٗ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهٖ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ، قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ : فَهَلَّا أَجَبْتَهٗ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ : فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي، وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ : أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الجَمْعِ، وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيُحْمَلُ عَنِّيْ غَيْرُ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ فِي الْجِنَانِ.

''میں اپنی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کی مینڈھیوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ دیکھ رہی ہیں کہ لوگ کیا کر رہے ہیں، مجھے کوئی اختیار نہیں دیا گیا! کہنے لگیں: جایئے، آپ کا انتظار ہو رہا ہوگا۔ اندیشہ ہے کہ آپ کے نہ جانے سے اختلاف بڑھ سکتا ہے۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چلے گئے، جب لوگوں نے (قصاص عثمان میں) اختلاف کیا، تو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اس مسئلہ میں جو اظہار رائے کرنا چاہتا ہے، سامنے آئے، جب کہ ہم قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے علی رضی اللہ عنہ اور اس کے باپ سے زیادہ حق دار ہیں۔ حبیب بن مسلمہ رحمہ اللہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پوچھتے ہیں: تو پھر آپ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو جواب کیوں نہ دیا؟ عبداللہ

کہنے لگے، میں نے اپنا حبوہ کھولا اور کہا کہ قصاص عثمان کا زیادہ حق دار وہ ہے، جس نے اسلام پر آپ سے اور آپ کے باپ سے قتال کیا تھا (یعنی علی رضی اللہ عنہ)، لیکن پھر میں ڈر گیا کہ کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ کہہ بیٹھوں، جو لوگوں میں اختلاف اور خون ریزی کا موجب بنے اور میرے متعلق وہ کچھ کہا جائے، جس کا میں نے ارادہ بھی نہ کیا ہو۔ مجھے اللہ کی تیار کردہ جنت کی نعمتیں یاد آ گئیں۔''

(صحيح البخاري : ٤١٠٨)

یہ واقعہ قصاص عثمان سے متعلق ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں کہ انہوں نے خلافت کی تمنا کی ہو یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے خلافت چھیننے کا ارادہ کیا ہو، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ یا اہل بیت کے کسی فرد نے بھی کبھی اظہار نہیں کیا کہ یہ لوگ ہم سے خلافت چھیننا چاہتے ہیں۔

دراصل واقعہ یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے قاتلین عثمان کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے جواب پر انہیں اطمینان نہ ہوا، اختلاف واقع ہو گیا، جو بعد میں لڑائی کی صورت اختیار کر گیا۔ اس جنگ کو جنگ جمل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کے ایک سال بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یہی مطالبہ لے کر میدان میں اترے۔ آپ رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قرابت دار تھے، اس بنیاد پر سیدنا عثمان کے قصاص کا مطالبہ کیا، تو خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جو بات کہی، اس پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ راضی نہ ہوئے، اختلاف

واقع ہو گیا۔ اس روایت میں اسی اختلاف کی طرف اشارہ ہے، یہی اختلاف جنگ صفین کا باعث بنا، جو سیدنا علی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے مابین لڑی گئی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس بات پر نالاں تھے کہ اس اختلاف کے حل میں مجھ سے کوئی رائے نہیں لی گئی۔ مجھے کسی معاملہ کا مختار نہیں بنایا گیا۔ تب ہی تو آپ رضی اللہ عنہما کی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کہہ رہی ہیں کہ آپ جائیں، اپنا کردار ادا کریں، ورنہ اختلاف زور پکڑ سکتا ہے۔ جب معاملہ طے پانے کے بجائے اختلاف کی طرف چلا گیا، تو اس وقت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا کہ کوئی اظہار رائے کرنا چاہتا ہے، تو سامنے آئے۔ میں قرابت کی بنا پر قصاص عثمان کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کے باپ سے زیادہ حق دار ہوں۔ یہ بات بہ طور محاورہ فرمائی۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتے تھے، مصلحت کے پیش نظر رک گئے۔ کہنا یہ چاہتے تھے کہ قصاص عثمان کے حق دار تو علی رضی اللہ عنہ ہیں، جو اسلام پر آپ اور آپ کے والد ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے خلاف خندق وغیرہ میں قتال کرتے رہے۔ مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ بعد میں مسلمان ہوئے ہو، جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ امیر المومنین بھی ہیں اور ان کی سبقت اسلام اور خدمت اسلام جیسی حسنات بھی ہیں۔

سیدنا معاویہ اور سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہم

خالد بن معدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِي كَرِبَ، وَعَمْرُو بْنُ الْأَسْوَدِ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ مِنْ أَهْلِ قِنَّسْرِينَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ

أَبِي سُفْيَانَ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِلْمِقْدَامِ : أَعَلِمْتَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ تُوُفِّيَ؟ فَرَجَّعَ الْمِقْدَامُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ : أَتَرَاهَا مُصِيبَةً؟ قَالَ لَهُ : وَلِمَ لَا أَرَاهَا مُصِيبَةً، وَقَدْ وَضَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِهِ فَقَالَ : هٰذَا مِنِّي وَحُسَيْنٌ مِنْ عَلِيٍّ؟، فَقَالَ الْأَسَدِيُّ : جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ : فَقَالَ الْمِقْدَامُ : أَمَّا أَنَا فَلَا أَبْرَحُ الْيَوْمَ حَتّٰى أُغَيِّظَكَ، وَأُسْمِعَكَ مَا تَكْرَهُ، ثُمَّ قَالَ : يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ أَنَا صَدَقْتُ فَصَدِّقْنِي، وَإِنْ أَنَا كَذَبْتُ فَكَذِّبْنِي، قَالَ : أَفْعَلُ، قَالَ : فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الذَّهَبِ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَأَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ، هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ جُلُودِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا؟ قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَوَاللّٰهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ هٰذَا كُلَّهُ فِي بَيْتِكَ يَا مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ : قَدْ عَلِمْتُ أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْكَ يَا مِقْدَامُ، قَالَ خَالِدٌ : فَأَمَرَ لَهُ مُعَاوِيَةُ بِمَا لَمْ يَأْمُرْ لِصَاحِبَيْهِ وَفَرَضَ لِابْنِهِ فِي الْمِائَتَيْنِ، فَفَرَّقَهَا الْمِقْدَامُ فِي أَصْحَابِهِ، قَالَ :

وَلَمْ يُعْطِ الْأَسَدِيُّ أَحَدًا شَيْئًا مِّمَّا أَخَذَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاوِيَةُ، فَقَالَ : أَمَّا الْمِقْدَامُ فَرَجُلٌ كَرِيمٌ بَسَطُ يَدِهٖ، وَأَمَّا الْأَسَدِيُّ فَرَجُلٌ حَسَنُ الْإِمْسَاكِ لِشَيْئِهٖ .

''سیدنا مقدام بن معدی کرب، عمرو بن اسود اور قبیلہ بنو اسد کا ایک آدمی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے کہا: معلوم ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما فوت ہو گئے ہیں؟ سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ ایک بندہ بول اٹھا: آپ اسے مصیبت سمجھتے ہیں؟ فرمایا: میں اسے مصیبت کیوں نہ سمجھوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو گود میں بٹھا کر فرمایا کرتے تھے: یہ مجھ سے ہے اور حسین علی سے ہے۔ اسدی کہنے لگا: یہ تو ایک انگارا تھا، جسے اللہ عزوجل نے بجھا دیا۔ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں تو آج تجھے تپش دلاتا رہوں گا اور ایسی باتیں سناؤں گا، جنہیں سننے کو تیرا من نہیں کرتا۔ پھر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر میں سچ کہوں، تو تائید کیجیے گا اور غلطی کھاؤں، تو ٹوک دیجیے گا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ضرور۔ مقدام رضی اللہ عنہ نے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھا، کیا آپ کے علم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مردوں کو) سونا استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی، فرمایا: آپ کو اللہ کا

واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، کیا معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مردوں کو) ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی ہاں۔ فرمایا: اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، آیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے درندوں کا چمڑا پہننے اور (ان کے چمڑے سے بنی ہوئی زین) پر سوار ہونے سے منع فرمایا ہے، فرمایا: جی۔ مقدام رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: معاویہ! یہ سب کچھ میں نے آپ کے گھر میں دیکھا ہے! معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: مقدام! میں جانتا تھا کہ مجھے آپ سے خلاصی کہاں؟ (راوی) خالد بن معدان رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مقدام رضی اللہ عنہ کو بہ نسبت دوسرے دو ساتھیوں کے زیادہ مال دیا اور ان کے بیٹے کے لیے بھی بیت المال سے دوسو درہم مقرر کر دیے۔ سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ نے تو مال ساتھیوں میں تقسیم کر دیا، لیکن اسدی نے کسی کو کچھ نہ دیا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی، تو فرمایا: مقدام رضی اللہ عنہ سخی دل آدمی ہیں اور اسدی سنبھال سنبھال کر رکھنے میں بڑا ماہر ہے۔''

(سنن أبي داود: ٤١٣١، المعجم الكبير للطّبراني: ٢٦٩/٢٠، ح: ٦٣٦)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔

① بقیہ بن ولید تدلیس تسویہ کا مرتکب ہے، سماع بالمسلسل درکار ہے!

جس روایت میں سماع کی تصریح موجود ہے، وہاں جَمْرَةٌ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ کے الفاظ نہیں ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ:

کہا جاتا ہے کہ بقیہ بن ولید کی بجیر بن سعد سے روایت صحیح ہے، کیونکہ ان کے پاس بجیر کا نسخہ موجود تھا۔ یہ روایت بھی بقیہ عن بجیر سے ہے، لہٰذا صحیح ہے۔

عرض ہے کہ یہ ثابت نہیں کہ بقیہ کے پاس بجیر بن سعد کی کوئی کتاب تھی۔

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی: (۲/۲۶۴) کے حوالے سے کہنا کہ بقیہ کے پاس بجیر بن سعد کی کتاب تھی، صحیح نہیں، کیوں کہ اس کی سند میں امام ابن عدی کے استاذ فضل بن عبداللہ بن سلیمان مجہول ہیں، کسی سے توثیق ثابت نہیں۔

اسی بنیاد پر ابن عبد الہادی رحمہ اللہ نے یہ دعویٰ کیا بقیہ کی بجیر بن سعد سے روایت سماع پر محمول ہے۔ جس بنیاد پر یہ کہا گیا، وہ ہی ضعیف ہے۔

لہٰذا یہ ثابت نہیں کہ بقیہ بن ولید کے پاس بجیر کی کوئی کتاب تھی۔

بقیہ کے پاس بجیر کی کتاب نہ ہونے کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ یہ روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے، اگر روایت کتاب سے ہو، تو الفاظ میں اختلاف نہیں ہوتا۔ فافهم وتدبر!

② یہ کہنا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو برا کہا گیا اور انہوں نے کوئی روک ٹوک نہیں کی، تو عرض ہے کہ وہاں سیدنا مقدام رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے کیوں نہ روکا؟ ما هو جوابكم فيه، فهو جوابنا فيه!

③ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے قائل تھے۔

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما خود بیان کرتے ہیں:

رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمُصُّ لِسَانَهٗ أَوْ شَفَتَهٗ، یَعْنِي الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ، وَإِنَّهٗ لَنْ یُعَذَّبَ لِسَانٌ أَوْ شَفَتَانِ مَصَّهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

''میں عینی شاہد ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی زبان یا ہونٹ چوس رہے تھے اور جس زبان یا ہونٹوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوس لیں، انہیں کبھی عذاب نہیں چھوئے گا۔''

(مسند الإمام أحمد: ٩٣/٤، وسندهٗ صحيحٌ)

لہٰذا یہ کہنا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے تھے، باطل ہے۔

خلافتِ یزید

یوسف بن ماہک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ مَرْوَانُ عَلَی الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهٗ مُعَاوِيَةُ فَخَطَبَ، فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ لِكَيْ يُبَايَعُ لَهٗ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ: خُذُوهُ، فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا، فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنَّ هٰذَا

الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ، ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾(الأحقاف : ١٧)، فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ : مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فِينَا شَيْئًا مِّنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ عُذْرِي .

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو حجاز کی گورنری سونپی۔مروان نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کے محاسن بیان کرنے لگا تا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ان کی بیعت کی جائے۔سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے انہیں کچھ کہا، تو مروان نے کہا: اسے پکڑو، آپ رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہو گئے، یوں ان کا بس نہ چلا۔مروان کہنے لگا: ایسوں کے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی تھی: ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾ (الأحقاف : ١٧) 'جس نے اپنے والدین سے کہا: اف ہو تم پر مجھے ڈراتے ہو' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے سوائے میرے عذر کے ہمارے متعلق کچھ نازل نہیں کیا۔''

(صحيح البخاري : ٤٨٢٧)

محمد بن زیاد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

لَمَّا بَايَعَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِهٖ، قَالَ مَرْوَانُ : سُنَّةُ أَبِي بَكْرٍ وَّعُمَرَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ : سُنَّةُ هِرَقْلَ وَقَيْصَرَ،

فَقَالَ مَرْوَانُ : هٰذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللّٰهُ فِيهِ ﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا﴾ (الأحقاف : ١٧) الْآيَةَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ : كَذَبَ وَاللّٰهِ، مَا هُوَ بِهٖ، وَإِنْ شِئْتُ أَنْ أُسَمِّيَ الَّذِي أُنْزِلَتْ فِيهِ لَسَمَّيْتُهٗ، وَلٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ أَبَا مَرْوَانَ، وَمَرْوَانُ فِي صُلْبِهٖ، فَمَرْوَانُ فَضَضٌ مِّنْ لَّعْنَةِ اللّٰهِ .

''جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے یزید کے لیے بیعت لے رہے تھے،تو مروان کہنے لگا: یہ تو ابو بکر وعمر رضی اللہ عنہما کی سنت ہے،سیدنا عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:نہیں، بلکہ قیصر و کسریٰ کا طریقہ ہے۔مروان کہنے لگا: ایسوں کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:﴿وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَّكُمَا أَتَعِدَانِنِي﴾ (الأحقاف : ١٧) 'جس نے اپنے والدین سے کہا :اف ہو تم پر، مجھے ڈراتے ہو' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر ملی،تو فرمایا:اللہ کی قسم!مروان غلطی پر ہے،اس سے عبد الرحمٰن مراد نہیں، میں چاہوں تو اس کا نام بتا سکتی ہوں۔ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت کی تھی، جب کہ مروان ابھی اپنے باپ کی صلب میں تھا،لہٰذا مروان اللہ تعالیٰ کی لعنت کا ٹکڑا ہے۔''

(السّنن الکبریٰ للنّسائي : ١١٤٢٧)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ محمد بن زیاد کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع و لقا نہیں۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

فِيهِ انْقِطَاعٌ. (تلخيص المستدرك: ٥٢٨/٤)

لہٰذا امام حاکم رحمہ اللہ کا اسے ''بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح'' کہنا صحیح نہیں۔

عبداللہ بہی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنِّي لَفِي الْمَسْجِدِ حِينَ خَطَبَ مَرْوَانُ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ أَرٰى أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي يَزِيدَ رَأْيًا حَسَنًا، وَّإِنْ يَّسْتَخْلِفَهٗ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ أَبُو بَكْرٍ وَّعُمَرُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْر: أَهِرْقَلِيَّةٌ؟ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَاللّٰهِ مَا جَعَلَهَا فِي أَحَدٍ مِّنْ وَّلَدِهٖ، وَلَا أَحَدٍ مِّنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ، وَلا جَعَلَهَا مُعَاوِيَةُ فِي وَلَدِهٖ إِلا رَحْمَةً وَّكَرَامَةً لِّوَلَدِهٖ، فَقَالَ مَرْوَانُ: أَلَسْتَ الَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ: أُفٍّ لَكُمَا؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَلَسْتَ ابْنُ اللَّعِينُ الَّذِي لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَاكَ، قَالَ: وَسَمِعَتْهُمَا عَائِشَةُ فَقَالَتْ: يَا مَرْوَانُ، أَنْتَ الْقَائِلُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَذَا وَكَذَا؟ كَذَبْتَ، مَا فِيهِ نَزَلَتْ،

وَلٰكِنْ نَزَلَتْ فِي فُلانِ بْنِ فُلانٍ، ثُمَّ انْتَحَبَ مَرْوَانُ، ثُمَّ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ حَتّٰى أَتٰى بَابَ حُجْرَتِهَا فَجَعَلَ يُكَلِّمُهَا حَتَّى انْصَرَفَ.

''مروان خطبہ دے رہا تھا، میں بھی مسجد میں تھا: اللہ نے امیر المومنین (معاویہ) کو یزید کے متعلق اچھا فیصلہ کرنے کی توفیق دی ہے۔ اگر انہوں نے اسے خلیفہ بنا دیا، تو سمجھو کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے خلیفہ بنایا۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: کیا یہ ہرقلی عادت نہیں؟ اللہ کی قسم! سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے کسی بیٹے یا کسی گھر والے کو خلیفہ نہیں بنایا، جب کہ معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو شفقت اور عزت افزائی کے لیے خلیفہ بنایا ہے۔ مروان بولا: تو وہی نہیں، جس نے اپنے والدین سے کہا تھا: تمہارا برا ہو؟ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: تو ملعون کا بیٹا نہیں؟ کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے باپ پر لعنت کی ہے۔ یہ ساری کاروائی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سن رہی تھیں، فرمانے لگیں: مروان! آپ عبدالرحمٰن کو یہ یہ کہتے ہیں؟ آپ نے غلط کہا، یہ آیت ان کے بارے میں نازل نہیں ہوئی، بلکہ فلاں بن فلاں کے متعلق نازل ہوئی، پھر مروان سسکیاں بھرنے لگا، منبر سے نیچے اترا، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا اور کچھ گفت وشنید کے بعد چلا گیا۔''

(مسند البزّار : ۲۲۷۳، تفسير ابن أبي حاتم : ۳۲۹٥/۱۰، تفسير ابن كثير : ۱٥۹/٤)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ عبداللہ بہی کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں، جیسا کہ امام احمد بن حنبل، امام عبدالرحمٰن بن مہدی اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔ عبداللہ بہی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درمیان عروہ کا واسطہ ہے، امام ابوحاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نَفْسُ البَهِيِّ لَا يُحْتَجُّ بِحَدِيثِهِ، وَهُوَ مُضْطَرِبُ الْحَدِيثِ .

''عبداللہ بہی کی حدیث کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا، کیوں کہ اس کی حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔''

(علل الحديث لابن أبي حاتم : ٤٨/٢)

فائدہ نمبر: ①

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَذَبْتَ وَاللّٰهِ يَا مَرْوَانُ، وَكَذَبَ مُعَاوِيَةُ مَعَكَ .

''اللہ کی قسم! مروان! آپ غلط کہہ رہے ہیں اور آپ کے ساتھ معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی غلط کہا ہے۔''

(مجالس ثعلب، ص ۸۹)

تبصرہ:

سند ضعیف ہے۔ جویریہ بن اسماء تبع تابعی ہیں۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما

سے ملاقات ثابت نہیں ہے، لہٰذا روایت منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فائدہ نمبر: ②

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے یزید سے فرمایا:

إِنِّي لَا أَتَخَوَّفُ أَنْ يُّنَازِعَكَ هٰذَا الْأَمْرَ الَّذِي اسْتَتَبَّ لَكَ إِلَّا أَرْبَعَةُ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ : الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ .

''جو خلافت میں نے آپ کو سونپی ہے، اس سے متعلق آپ سے صرف چار قریشی ہی جھگڑا کر سکتے ہیں۔ حسین بن علی، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم۔'' (تاريخ الطّبري : ٣٢٢/٥)

تبصرہ:

جھوٹ کا پلندہ ہے۔

① ہشام بن محمد بن سائب کلبی متروک وکذاب ہے۔

② ابومخنف لوط بن یحییٰ باتفاق محدثین ضعیف ہے۔

③ عبدالملک بن نوفل کا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں ہے۔

وفات معاویہ رضی اللہ عنہ:

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

مَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ، وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّينَ.

''رسول اللہ ﷺ، سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما تریسٹھ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ میری بھی تریسٹھ سال عمر ہو چکی ہے۔''

(صحیح مسلم: 2352)

علامہ ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

لٰكِنْ حَصَلَ مَرْغُوبُهُ مِنْ ثَوَابِ التَّرَافُقِ الَّذِي هُوَ مَوْجُودٌ مَعَ زِيَادَةِ عُمُرِهِ وَأَمَلِهِ.

''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو عمر میں برابری کی خواہش کی تھی، اس پر انہیں ثواب مل گیا، حالانکہ آپ کی عمر (تریسٹھ برس سے) زیادہ تھی۔''

(مرقاة المفاتيح: 3727/9)

❀❀❀❀❀❀❀